رحمتہ اللہ علیہ

تاج المحدثین عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی ارشاد حسین رام پوری مجددی

کی نوک قلم سے نکلنے والا تقریباً ایک صدی کے بعد شائع ہونے والا پاکستان میں پہلی بار

منظر عام پر آنے والا نادر و نایاب

حصہ اوّل

فتاوٰی ارشادیہ

تالیف حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالغفار خان نقشبندی رام پوری

تقدیم مفتی محمد اطہر نعیمی چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان

ترتیب نو: ابوالطاہر غلام عباس باروی مجددی

زیر اہتمام

ابوالساجد محمد اقبال باروی

ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم طاہر آباد نواں کوٹ تحصیل چوبارہ ضلع لیہ

جامع مسجد بسم اللہ شیرپاؤ

کالونی لانڈھی کراچی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
صلی اللہ علی النبی الامی وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم تسلیما

فتاویٰ ارشادیہ

○ ...... ناشر ...... ○

غلام عباس [illegible] مجددی ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانی مرکزی دفتر
[illegible] سوم عباسیہ بار دوبہ طاہر آباد موضع نواں کوٹ تحصیل چوبارہ ضلع لیہ
خط وکتابت کے لئے: جامع مسجد بسم اللہ شیر پاؤ کالونی گلی نمبر ۴ لانڈھی کراچی

نام کتاب	:	فتاویٰ ارشادیہ
مصنف	:	تاج المحدثین مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری
مرتب	:	حضرت علامہ عبدالغفار نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
ترتیب نو	:	غلام عباس باروی نقشبندی
اہتمام	:	علامہ محمد اقبال باروی
اشاعت	:	ایک ہزار
طابع	:	محمد ابراہیم عباس
پاکستان میں بار اول	:	یکم اپریل ۲۰۰۰ء

○ ...... ملنے کا پتہ ...... ○

قاری دلشاد احمد نقشبندی مدرسہ بیت النور لانڈھی نمبر ۶، کراچی۔

فون: 5046057

مکتبہ غوثیہ ہول سیل سبزی منڈی کراچی۔ فون: 429946

مولانا ... علی رضوی سنی رضوی کتب خانہ گلشن کالونی

فیصل آباد۔ فون: 628319

سید محمد احمد یوسف نعیمی جامعہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی

(نوٹ)..... فتاویٰ ارشادیہ کو بغیر ردوبدل کے شائع کیا جارہا ہے۔

کتاب کیسے چھپی

عرض ناشر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا بے حد شکر واحسان اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد درود وسلام جن کے فیضان رحمت سے خالق کائنات رؤف رحیم کی توفیق خاص ہوئی کہ نادر ونایاب کتب کو شائع کرنے کا موقع ملا۔

میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ کچھ نایاب کتابیں شائع کی جائیں اس سلسلے پاکستان کے اکثر مدارس میں علمائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں تو اس سلسلہ میں جامعہ حامدیہ رضویہ گلشن رضا کراچی حاضر ہوا تو شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام نبی فخری مدظلہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ کوئی نایاب کتاب ہو تو عطا فرمائیں تاکہ اس کو شائع کیا جائے تو علامہ صاحب نے فرمایا کہ علامہ رضاء النبی صاحب نائب مہتمم دار العلوم حذا سے ملاقات کریں تو ملاقات ہوئی میں نے عرض کیا فرمانے لگے فتاویٰ ارشادیہ شائع کرائیں تو آپ نے فتاویٰ ارشادیہ حصہ اول ودوم کی فوٹو اسٹیٹ عطا فرمائی۔ علامہ رضاء النبی صاحب نے فرمایا کہ اس کی اصل کاپی استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد جمیل احمد نعیمی کے پاس ہے تو میں جامعہ نعیمیہ کراچی حاضر ہوا تو مفتی علامہ محمد اطہر نعیمی اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ چیئرمین ہلال کمیٹی پاکستان سے ملاقات ہوئی تو میں نے کتاب کے لئے عرض کیا تو آپ نے اصل کتاب عطا فرمائی پھر علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ بہت خوش ہوئے ایسا کام ضرور کرو اور انہوں نے بہت دعائیں دیں اور آپ کی (علامہ ارشاد حسین مجددی احمدی زندگی کے بارے میں حالات لکھنے کے لئے تیار ہو گئے اور پیر طریقت سید مقصود علی شاہ

قادری، حضرت علامہ مولانا جان محمد نعیمی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمد اعظم سعیدی صاحب، حضرت علامہ مولانا منیب الرحمن صاحب اور حضرت علامہ شیخ الحدیث التفسیر حضرت خالد محمود بانی جامعہ معارف القرآن کراچی۔ کتاب چھاپنے میں بھرپور ساتھ دیا۔

علامہ ارشاد حسین احمدی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات کے لئے میں نے اکثر علمائے سے رابطے کئے تو علامہ بشیر القادری صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مبارکباد دی کہ آپ کو میں تحفہ دوں گا۔ میں نے بے چینی میں پوچھا حضور کیا تحفہ ہے تو انہوں نے جواب دیا جو آپ کا کام تھا حل ہو گیا یعنی علامہ ارشاد حسین احمدی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی پر کتاب مل گئی۔ انہوں نے مجھے عطا کی گویا دنیا کی ہر چیز مل گئی جس وقت سے کتاب میرے پاس آئی تو بہت زیادہ سکون محسوس ہوا ہوتا بھی کیوں نہ جس شخصیت کے لئے پیارے آقا نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مرشد کامل کو فرمائیں ارشاد حسین کو رام پور بھیج دو تاکہ دین کی خدمت کریں ان کی کتاب پڑھ کر سکون ہی سکون ہے۔

پھر علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو کتاب دکھائی تو آپ نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا فرمانے لگے اگر کوئی مجھے کوئی کثیر رقم دیتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس کتاب کو دیکھ کر ہوئی ہے گویا مفتی اعظم حضرت علامہ ارشاد حسین احمدی مجددی رحمتہ اللہ علیہ براہ راست فیض عطا فرما رہے ہوں۔

حضرت علامہ مولانا رضاء النبی صاحب نائب مہتمم دارالعلوم جامعہ بانی مکتبہ قمریہ کراچی اور الحافظ الحاجی خلیل احمد نورانی کا تہہ دل متشکر جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اور کراچی میں مرکز کے لئے حاجی محمد نواز بلوچ، محمد نثار، محمد عنصر علی جو کہ بسم اللہ جامع مسجد شیرپاؤ لانڈھی کراچی کے ٹرسٹی ہیں انہوں نے فرمایا ایک اللہ کا نیک بندہ ہماری مسجد کو بنوا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کے علم میں، عمل میں اضافہ فرمائے تو یہاں پر نایاب کتابیں چھاپنے کے لئے مرکز بنائیں۔

مجھے اپنی علمی بے بضاعتی و کم مائیگی کا اعتراف ہے مگر اپنے پیر و مرشد ولی کامل خواجہ الحاج فقیر محمد الباروی سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیر بارو شریف لیہ کی نگاہ کرم استاذ العلماء الحاج قاری محمد دین نعیمی مصنف الخطیب فیصل آباد کی تربیت والد مکرم صوفی فتح شیر قادری کی شفقت سے ناچیز اس قابل ہوا۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا سید شاہد علی رضوی جمالی شیخ الحدیث الجامعہ الاسلامیہ قدیم گنج رام پور شریف انڈیا کی کتاب حیات خدمات تعلیمات حضرت علامہ مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ صفحات فتاویٰ ارشادیہ سے نقل دیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ موصوف کے علم و عمل میں ترقی عطا فرمائے۔

آخر میں ان دوستوں کا متشکر ہوں جنہوں نے کتاب کے سلسلے میں ہر موقع پر سرپرستی فرمائی خصوصاً حضرت علامہ مولانا باغ رضوی مہتمم جامع شیخ الحدیث فیصل آباد علامہ مولانا محمد اقبال باروی ، محمد مرسلین دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے علامہ موصوف و دیگر علمائے اہلسنت کی نایاب کتب شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

ooo

غلام عباس باروی مجددی دارالعلوم عباسیہ بارویہ
طاہر آباد لیہ
جنرل سکریٹری ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف
ثانی رحمتہ اللہ علیہ
۸/اپریل ۲۰۰۰

فہرست فتاویٰ ارشادیہ جلد ۱

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ابن مفتی محمد جان نعیمی
دار العلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر، کراچی

باسم رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شیخ الاسلام شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری خلیفہ اجل حضرت شیخ محی السنتہ شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ العزیز اپنے زمانہ کے علم عبقری تھے۔
جس پر ان کی علمی تخلیقات و تحقیقات شاہد اور زمانہ خود گواہ ہے ان کا علمی مقام بہت بلند ہے۔ فضائل و کمالات کے ایسے جامع تھے جن کے سامنے بڑے سے بڑا ہیچ ہے ان کی فضیلت کا یقین دشمن و دوست دونوں کو ہے۔ مختلف مقامات سے فتاویٰ ارشادیہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ صاحب کتاب اپنے وقت کے امام ابن ہمام تھے۔

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

میں فاضل نوجوان حضرت مولانا غلام عباس نقشبندی زید مجدہم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے ایک نادر و نایاب کتاب کو شائع کرایا۔ یقیناً یہ اہل علم پر احسان ہے اللہ رب العالمین اس کاوش سعید کو قبول فرمائے اور سرمایہ دارین بنائے آمین۔

الفقیر الی غفور ربہ الکریم
عبدہ محمد جان نعیمی عفی عنہ
۲۴ ذوالحج ۱۴۲۰ھ

تقدیم

اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو مطلب برآری کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کے مثبت اور قابل قدر ہونے کی وجہ سے ان کی قدر دانی ضروری ہو جاتی ہے۔ تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے یہ عرض کروں کہ گزشتہ دنوں ایک صاحب تشریف لائے انتہائی خلوص و محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ میں نے تعارف چاہا تو پتہ چلا کہ موصوف کا نام مولوی غلام عباس بارونجی ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہیں معروفیت کی وجہ سے تفصیلی گفتگو نہ ہو سکی۔ کچھ دن کے بعد پھر تشریف لائے اور مجھ سے کہا میرے علم میں آیا ہے کہ آپ کے پاس فتاویٰ ارشادیہ

(اس کے بارے میں موصوف نے عرض ناشر میں لکھ بھی دیا ہے) میں نے بتایا کہ دارالعلوم کے کتب خانہ میں حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری کے فتاویٰ کی پہلی جلد اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ جو سفقود الخبر کے سلسلہ میں ہے موجود ہیں لیکن فتاویٰ ارشادیہ کی دوسری جلد کی فوٹو کاپی عزیزم جناب لطافت یار خان سے ملی ہے جو جناب مولانا اکرام حسین صاحب مرحوم کے فرزند نسبتی ہیں۔ مولانا اکرام حسین صاحب مرحوم کا تعلق اسی خانوادہ سے ہے جن کی علمی خدمات کو اجاگر کرنے اور ملت مسلمہ کے ارباب علم کے استفادہ کے لئے یہ مجموعہ فتاویٰ شائع کیا جا رہا ہے۔ گو ضخامت کے اعتبار سے یہ مجموعہ فتاویٰ مختصر ہے لیکن بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ " بقامت کہتر بقیمت بہتر" یہاں اس امر کا اظہار ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس مجموعہ فتاویٰ کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کا مجھ پر حق بھی ہے کیونکہ میرا تعلق مراد آباد سے ہے صاحب فتاویٰ حضرت مولانا ارشاد حسین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مصطفیٰ آباد مشہور بہ رامپور سے متعلق اور ان دو جگہوں کا فاصلہ تقریباً اٹھارہ انیس

میل اور آج کل (وقت تحریر سطور ہذا) یہ آبادیاں تقریباً متصل ہو رہی ہیں اگر آبادی کی یہی حالت رہی تو مراد آباد اور رامپور میں کوئی فصل نہ رہے گا کچھ لکھنا چاہتا تھا لیکن جب مولانا غلام عباس نے مجھے مولانا شاہد علی صاحب رضوی کی وہ کتاب دکھائی جو موصوف نے حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں لکھی ہے تو میں نے انہیں مشورہ دیا کہ اس کتاب کے کچھ حصہ کو شامل مجموعہ فتاویٰ کر دیا جائے تاکہ ناظرین کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی فقہاہت کے ساتھ ان کی عملی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل ہوں یہاں میں اس امر کا اظہار بھی کر دوں کہ حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر خیر میں اپنے استاذ محترم صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور اپنے والد محترم تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ سے سنتا رہا ہوں۔ اس کے علاوہ مولانا عنایت اللہ خان صاحب رامپوری مرحوم کا مرتب کردہ مطبوعہ رسالہ (بزبان فارسی) مقامات ارشادیہ جو عزیزم لطافت یار خان صاحب ہی سے ملا ہے اس کا بھی جستہ جستہ مطالعہ کرتا رہا ہوں اس کے مطالعہ سے بھی مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت کا یہ پہلو نظر آیا کہ حضرت مولانا اپنے دور کے شریعت و طریقت کا مجمع البحرین تھے جن کی مثال مشکل سے ملے گی۔ میں مولانا شاہد علی صاحب کی اس قلمی کاوش کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مستقبل کے ارباب علم کو راستہ دکھا دیا ہے کہ وہ حضرت مولانا کے بارے میں مزید تحقیق فرمائیں۔ میں دعا گو ہوں کہ رب کریم اس مجموعہ فتاویٰ سے ہمیں استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے اور اس کتاب کی اشاعت میں جن جن حضرات نے جس حیثیت سے بھی حصہ لیا ان کی خدمات کو قبولیت کے ساتھ ساتھ علمی خدمات کی مزید توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد اطہر نعیمی

[illegible] جامع مسجد آرام باغ کراچی

حضرت علامہ مولانا محمد اعظم سعیدی
چیئرمین عالمی تنظیم خیر الامہ پاکستان

سچے لفظ

فقیہ العصر، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، واقف نکات اصلیہ حضرت مولانا ارشاد حسین رام پوری قدس سرہ کی عظیم المرتبت شخصیت کہ جنہیں امام اہلسنت مجدد مائتہ رفتہ مولانا احمد رضا خان کفل الفقیہ میں **من کبار علماء الهند** اور فاضل کامل لکھیں...... مولانا شیخ ابو الخیر مکی ہدیہ احمدیہ میں جنہیں فاضل و محقق کامل لکھیں ...... حافظ محمد حسین مراد آبادی انوار العارفین میں جنہیں مفسر، محدث، مدرس فقہ واصول، فہمندہ دقائق معقول لکھیں...... مولانا عبد الاول جونپوری مفید المفتی میں جنہیں جامع العلوم کہیں...... مولانا عبد السمیع بیدل رام پوری انوار ساطعہ میں جنہیں **القمقام والنحر الهمام الادیب المصقع المتکلم النبیه** لکھیں...... مولانا شاہ محمد مظہر مجددی مدنی جنہیں **قدوۃ اہل التحقیق والتدقیق وفصیح مقبول** قرار دیں...... مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی تعلیق المحلی میں جنہیں محدث نبیہ اور فقیہ وجیہ لکھیں...... صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی جن کی تعریف و تحسین میں رطب اللسان ہوں ...... مولانا نور الحسین فاروقی طرب الکرام میں جنہیں شیخ لحام، قدوۃ الانام امام الہمام تحریر کریں ...... بقیۃ النجاۃ مولانا سید شاہ حسین گردیزی جن علوم صوری و معنوی کے کمالات کا بکثرت ذکر کرتے ہوئے جنہیں متبحر فقیہ کہیں...... برادر محترم خواجہ رضی حیدر جن کا تذکرہ، تذکرہ محدث سورتی میں کرتے ہوں...... ایسی نابغہ و یگانہ روزگار شخصیت کہ جن کی تعریف و توصیف اور تحسین میں اکابر جبال العلم کے کلک قلم سے مرصع تہنیتی و تبجیکی کلمات وجود پا رہے ہوں اور اصحاب علم و فضل جن کے گن گاتے ہوں وہاں میرے توصیفی لفظوں، حرفوں کی کیا حیثیت ہوگی، من آنم کہ من دانم، چہ نسبت ذرہ

ریگ را با صحرائے علم....... مجھے اپنی علمی بے بضاعتی وکم مائیگی کا اعتراف ہے، مگر فاضل عزیز مولانا غلام عباس مجددی بارودی کے حسن ظن کی پاسداری کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ بریلی، لکھنو، کان پور، حیدرآباد دکن، دہلی، پیلی بھیت، جمشید پور کے نامور علمی قلعہ ہائے معلیٰ کی موجودگی میں یکدم نمودار ہونا اور اپنے علم وفضل کو منوانا مولانا ارشاد حسین کے کمال علمیت کی روشن دلیل ہے جبکہ فتاویٰ ارشادیہ حضرت مولانا ارشاد حسین کی علمی فقاہت وثقاہت کی اظہر من الشمس تصدیق ہے،

میرے نزدیک یہ فتاویٰ ارشادیہ مسلمانوں کے معتقدات کی اعلیٰ توضیح وتشریح ہے اور اس میں بعض ایسے ادق مسائل کی عمدہ تفسیر ہے جو ہر عہد میں اہم اور نشابر رہے ہیں جیسے (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کلمہ کن سے پہلے ہوئی یا بعد میں؟ (۲) احیاء ابوین شریفین (یعنی حضور علیہ السلام کے والدین گرامی کا زندہ کیا جانا اور کلمہ پڑھوانا) یہ مسئلہ اس لئے اہم ہے کہ دنیا میں ہی دو بار حیات کا تصور ابھرتا ہے؟ کیونکہ انسان عدم سے وجود میں آیا تو اس کی اولین حیات دنیائے بطن مادر کی ہے پھر عالم شکم سے انتقال اور دنیا میں آمد یہ دوسری دنیاوی حیات ہے پھر دنیا سے انتقال اور عالم برزخ میں جانا یہ تیسری برزخی حیات ہے پھر قیامت کے بعد چوتھی اور ابدی حیات ہے، جس طرح برزخی حیات سے ابدی حیات کے درمیان موت کا وقفہ ہے یا نہیں ایک لا ینحل معمہ ہے اسی طرح دنیا سے برزخ کی طرف انتقال اور پھر برزخ سے واپسی اسی دنیا میں دوسری حیات اور پھر دوسری موت ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جس پر مولانا ارشاد حسین رامپوری نے بڑی جرأت مندانہ اور دقیق فقیہانہ گفتگو فرمائی ہے (۳) بعد انتقال انبیائے کرام سے معجزات کا صدور (۴) کلام نفسی اور کلام لفظی کی تحقیق (۵) حیات کی جنس سے کسی نبی کا ہونا (۶) سماع بامزامیر (۷) ماضی کی متعدد قسموں۔حال کی قسم اور مستقبل کے لئے کھائی گئی قسموں کا کفارہ (۸) بعد نماز عیدین معانقہ اور بعد نماز عصر ومغرب مصافحہ (۹) مولانا شبلی نعمانی کے دواہم سوالوں کے جواب (۱۰) شرعی گز کی لمبائی کا بیان (۱۱) حیدرآباد دکن کے ڈپٹی کمشنر کا سوال دربارۂ احتساب کی شرعی وتاریخی

توضیح (۱۲) جاہل کو قائم مقام سلطان بنانا (۱۳) سود کی مختلف اقسام وشکلیں (۱۴) وکیل کے توسط سے اخذ ربا (۱۵) بتوں کے نام منسوب ومعنون جانوروں کو اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنا (۱۶) حقے اور تمبا کو کا استعمال وغیرہ۔

غرض کہ فتاویٰ ارشادیہ کے حصہ اول میں دو سو کے قریب اس طرح کے اہم ترین مسائل شامل ہیں جن سے حضرت مولانا ارشاد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تبحر علمی آشکارا ہوتا ہے اور آپ کی فقاہت پر سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے نیز آپ کی علمی عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رام پور ریاست کے والی نواب کلب علی خاں آپ کی علمی جلالت سے ہی متاثر ہوکر عقائد امامیہ ترک کرکے سنی حنفی مجددی ہوئے تھے اور جب اسی نواب کلب علی خاں نے سنن ابو داؤد شریف کا انتہائی خوشنما مطلیٰ ومذہب نسخہ لکھوایا تو اس کی تصحیح مولانا ارشاد حسین اور محدث وقت مولانا سید حسن شاہ سے کروائی تھی چنانچہ محدث عصر سید حسن شاہ صاحب آپ کی جلالت علمی کے پیش نظر آپ کے دولت کدہ پر روزانہ تشریف لاتے اور دونوں حضرات مل کر ابو داؤد شریف کے نسخے کی تصحیح فرماتے تھے۔

عزیزم محترم فاضل مکرم مولانا غلام عباس مجددی نے فتاویٰ ارشادیہ کی اشاعت کا جو بیڑا اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو ان کے مشن میں کامیابی عطا فرمائے اور علماء وعوام اہلسنت کو اس فتاویٰ سے مستفید ومستفیض ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد اعظم سعیدی بقلم خود
چیئرمین عالمی تنظیم خیر الامہ پاکستان
سرپرست سرائیکی ادبی سنگت پاکستان کراچی
فون : 8117740

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاج الفقہا حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رامپوری خلیفۂ اجل حضرت علامہ مفتی شاہ احمد سعید مجددی رامپوری ثم المدنی نور اللہ مرقدہما تیرہویں صدی ہجری کے بزرگ ترین عالم دین اور محدث کامل ہیں۔ آپ کے بزرگوں کا وطن اصلی خطۂ مقدسہ سرہند شریف تھا۔ سکھوں کے تسلط اور تعدی کے بعد آپ کے بزرگ حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ ترک وطن کرکے بریلی شریف آگئے[۱۵] کافی عرصے کے بعد والیِ رامپور نواب فیض اللہ خاں قادری جمالی حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عارف باللہ سلطان الاولیا حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی قادری قدس سرہٗ کی تحریک پر ڈھائی سو افراد کے قافلے کے ساتھ مصطفیٰ آباد عرف رامپور لائے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد حضرت مولانا محمد مرشد میاں مجددی اور قطب ارشاد حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی مجددی قادری قدس سرہما کی تحریک ودعوت پر حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کے جد امجد جناب غلام محی الدین مجددی رامپور تشریف لائے اور محلہ گھیر سیف الدین خاں میں سیف الدین خاں کے محلات میں سے ایک محل چار ہزار روپے میں خرید کر رامپور میں مستقل قیام پذیر ہوگئے۔ جناب غلام محی الدین مجددی کی سرہند شریف میں شہادت کے بعد ان کی والدہ ماجدہ نے گھیر سیف الدین خاں کا مکان فروخت کرکے محلہ پیلا تالاب پر اپنے ملکیتی مکان میں قیام فرمایا اور وہیں حکیم احمد حسین مجددی کی ولادت ہوئی۔[۱۶]

---

۱۵ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرۂ کاملانِ رامپور ص ۳۰

۱۶ بروایت مولوی سجاد حسین مجددی ایڈووکیٹ، نبیرۂ حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ

ولادت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کی ولادت باسعادت ۲؍صفر المظفر ۱۲۴۸ھ محلہ میاں تالاب شہر مصطفیٰ آباد عرف رام پور۔ یو۔پی (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کا نام محمد ارشاد حسین رکھا گیا۔۔۔ اور علماء اہل سنت وجماعت نے آپ کو تاج المحدثین، سند المحدثین، سراج الفقہاء، شیخ العلماء الراسخین اور قطب ارشاد جیسے القابات سے نوازا۔

نسب: مولانا ارشاد حسین بن مولانا حکیم احمد حسین بن غلام محی الدین بن فیض احمد بن شاہ کمال الدین بن شیخ درویش احمد بن شیخ زین العابدین عرف میاں فقیر اللہ بن حضرت خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ [1]

حلیہ: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا قد سیدھا درمیانی، سر پر شکوہ، پیشانی کشادہ، آنکھیں سیاہ مائل بہ سرخی، بھویں لمبی ایک دوسرے سے جدا و کشادہ، ناک معتدل، سفید عمامہ سر پر باندھتے، کرتہ جس کا گریبان سینے پر ہوتا پہنتے، تسبیح و عصا ہاتھ میں رکھتے تھے۔ [2]

اخلاق: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خوش لباسی، خوش اوقاتی اور خوش اخلاقی سے زندگی بسر کرتے۔ ہر شخص کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے، عہد کو پورا کرتے، محتاجوں کو بخشش و کرم سے نوازتے اور امیروں سے بے نیاز رہتے تھے۔ ہم عقیدہ مسلمانوں پر شفقت و عنایت فرماتے اور باطل پرستوں سے شدید نفرت کرتے تھے۔ شہر اور اہل شہر پر خاص اثر تھا۔

تعلیم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے فارسی کی کتابیں اپنے والد مولوی

---

[1] (الف) حکیم عبدالحی لکھنوی: نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۴۹ (ب) شیخ ابوالخیر مکی: ہدیۂ احمدیہ، ص ۶۰ تا ۹۴

[2] مولانا فاضل محمد نقشبندی مجددی: معلومات عنایتیہ ص ۱۱۷

حکیم احمد حسین مجددی، اپنے بھائی مولوی امداد حسین مجددی، شیخ احمد علی[۵۰] اور شیخ داؤد علی[۵۱] سے پڑھیں۔ یہ حضرات علم فارسی میں بہت ملکہ رکھتے تھے اس کے بعد نحو وصرف وغیرہ علوم عربیہ کی تعلیم مولوی حافظ غلام نبی، مولوی جلال الدین اور مولوی نصیر الدین خاں سے حاصل کی۔ اس کے بعد علماءِ لکھنؤ سے علوم نقلیہ کی تکمیل کی۔ پھر وہاں سے علامۂ زماں مولانا محمد نواب افغانی نقشبندی کی خدمت میں علوم عقلیہ کے استفادہ کے لیے رام پور تشریف لائے اور باقی ماندہ کتب معقول وغیرہ کا درس علامۂ زماں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی مجددی سے لیا۔

تاثیر صحبت: اس زمانے میں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی نواب کلب علی خاں کی تعلیم پر مامور تھے۔ لہذا مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا نواب کلب علی خاں کی مجلس استفادہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور ان کے ساتھ صحبت رہتی تھی۔

نواب کلب علی خاں کو مذہب امامیہ کی تعلیم کے لیے ان کے دادا نواب محمد سعید خاں والیِ ریاست رام پور نے دو شیعہ مجتہد مقرر کیے تھے۔ وہ مجتہد جس قدر عقاید امامیہ کی تعلیم نواب کلب علی خاں کو دیتے تھے اسے حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کے صفحۂ خاطر سے محو کرا دیتے تھے۔ اس طرح مجتہدوں کی کوشش رائیگاں جاتی تھی۔ مجتہدوں نے اس کی شکایت نواب محمد سعید خاں سے کی جس کے نتیجے میں نواب کلب علی خاں آپ کی صحبت کیمیا اثر سے محروم کر دیئے گئے۔[۵۲] مگر آپ کے فیضِ صحبت سے نواب کلب علی خاں کے قلب پر حق بیانی اور حق پسندی کے

---

۵۰ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰

۵۱ مولانا حامد علی خاں نقشبندی مجددی۔ معارفِ عثمانیہ ص ۱۱۵

۵۲ (الف) مولانا حامد علی خاں۔ معارف عثمانیہ ص ۱۱۶

(ب) حافظ احمد علی خاں شوق تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰

جو نقوش ثبت ہو گئے تھے ان کو کوئی مجتہد محو نہ کر سکا اور بالآخر نواب کالب علی خاں شیعیت سے تائب ہو کر متصلب سُنی حنفی نقشبندی مجددی ہو گئے ــــ اس واقعہ کے بعد ملّا محمد نواب افغانی دہلی تشریف لے گئے۔ استادِ گرامی کے ہمراہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی بھی رام پور سے تعلق منقطع کر کے دہلی تشریف لے گئے اور وہاں بدستور سابق ملا محمد نواب افغانی سے علمی استفادہ کرتے رہے حتیٰ کہ تعلیم سے فراغت پائی اور شہرتِ عام کے مالک ہوئے۔

بیعت و خلافت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے تعلیم سے فراغت پاکر استادِ گرامی ملّا محمد نواب افغانی کی رہنمائی سے عارفِ کامل حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور اور شیخ کامل کی خدمت میں رہ کر تصوف، حقائق و اسرار اور حدیث و تفسیر کی کتابیں پڑھیں اور تھوڑے عرصے میں محبوبیت و مرادیت کا بلند مقام پاکر اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔[۱]

حالات کی ابتری، ملک پر انگریزی اقتدار اور غلبہ کی وجہ سے غدر کے زمانے میں حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی ہجرت فرما کر مکّہ معظمہ روانہ ہوئے آپ بھی پانی پت تک ہمراہ تشریف لے گئے۔ پانی پت سے شیخ طریقت نے آپ کو رام پور رخصت کیا۔

حج و زیارت: کچھ عرصہ بعد آپ اپنے خادم خاص محمد موسیٰ بخاری کو ہمراہ لے کر حج و زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ آٹھ ماہ میں پیدل یہ سفر ختم کیا۔[۲] حج بیت اللہ شریف سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہو کر روضۂ اطہر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ زیر سایۂ روضۂ مبارک

---

[۱] معارف عنایتیہ ص ۱۶
[۲] ۔۔ قلامذۂ خاں بخش ۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۲۱

سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کی خدمت میں رہ کر ایک سال تک تکمیلِ سلوک کیا اور منصبِ قطبیت پر فائز ہوئے۔ جب ایک سال کامل گزر گیا تو سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ کو خواب میں حکم فرمایا کہ ارشاد حسین کو رام پور بھیج دو۔ [۱]

حاجی صاحب کی پیشین گوئی: ادھر عارف باللہ حضرت حاجی محمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جن کا مزار پاک توپ خانہ روڈ رام پور میں مرجع خلائق ہے) نے حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ خاں مجددی رام پوری سے ان کے اصرار بیعت پر ایک روز ارشاد فرمایا "تم ابھی پڑھو، ایک قطب وقت کا ظہور ہونے والا ہے اس سے تم کو نصیب کامل ملے گا۔ [۲]

رام پور تشریف آوری: چنانچہ شیخِ طریقت نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانِ عالی کے مطابق مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کو رام پور جانے کا حکم دیا۔ آپ حضرت حاجی محمدی قدس سرہٗ کی پیشین گوئی کے مطابق منصبِ قطبیت سے سرفراز ہو کر رام پور تشریف لائے اور عارف باللہ مولانا عبدالکریم عرف ملّا فقیر اخوند قادری چشتی کی خانقاہ کے حجرے میں قیام فرمایا۔

حفظِ قرآنِ کریم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس حجرے میں قیام کے دوران نو ماہ میں قرآنِ کریم حفظ کیا اور سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے گھیر کٹی بازخاں میں ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ [۳]

---

[۱] مولانا احمد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۸

[۲] ایضاً ص ۲۰

[۳] ایضاً ص ۱۱۱

صبر و توکل: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نہایت صبر و توکل، زہد و قناعت اور تسلیم و رضا کے ساتھ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ ہفتہ میں فاقے کی نوبت ہوتی تھی اور امراض و عوارض میں اس سے بھی زیادہ مگر کمال استقامت کا حال یہ تھا کہ کسی پر مصیبتوں کے آثار ظاہر نہ ہونے دیتے تھے: حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وردِ زبان رہتا تھا اور مَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا[۱] (الآیہ) دل نشین تھا اور کسی سے کوئی غرض نہ تھی۔ چنانچہ اسی دوران نواب کلب علی خاں نقشبندی مجددی والیٔ رام پور نے اپنی بیماری کے ایام میں محمد عثمان خان کارگزار ریاست کے توسط سے کچھ روپے آپ کے پاس بھیجے آپ نے رد کر دیئے اور فرمایا کہ "صدقہ مسکینوں کا حق ہے۔ ہم ان کی صحت کے لیے حَسْبُنَا اللّٰہ، دعا کرتے ہیں۔"

یہ جواب سن کر نواب کلب علی خاں نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں تحریر تھا کہ:

"بے شک میں فسق و فجور میں مبتلا ہوں لیکن اہل اللہ کی عقیدت اخلاص سے محروم نہیں ہوں۔"

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

میں نیکوں کو دوست رکھتا ہوں حالانکہ میں خود ان میں سے نہیں ہوں۔

(اس امید پر کہ) شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو نیکی کی توفیق دے۔"

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے دعا فرمائی اور قبولیت کا اثر ظاہر ہوا کہ وہ خلافِ شرع کاموں سے بیزار ہو گئے اور صالحین میں شمار ہوئے۔[۱]

---

[۱] اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔ سورۂ ہود پ۱۲، آیت ۶ (کنز الایمان)

تصانیف: (۱) انتصار الحق فی صفحات ۲۱۷ - مطبوعہ

(۲) ترجمہ کتاب الحیل عالمگیری (اردو) صفحات ۱۳۶ غیر مطبوعہ

(۳) فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل - صفحات ۱۴۰ مطبوعہ

(۴) فتاویٰ ارشادیہ جلد دوم صفحات ۱۸۴ مطبوعہ

(۵) ارشاد الصرف شد صفحات ۲۸۰ مطبوعہ

ارشاد العلوم: اس مدرسہ کو بیت الارشاد اور دار الارشاد بھی کہا جاتا تھا۔ یہ مدرسہ محلہ کھاری کنواں (چاہ شور) پر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے مکان میں ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں قائم کیا تھا۔ اس وقت مدرسہ میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خود پڑھاتے تھے اور دُور دراز مقامات سے آئے ہوئے سیکڑوں طلبہ اس مدرسہ سے فیضیاب ہو کر جاتے تھے۔ سند

۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس مدرسہ کو باضابطہ قائم کیا اور ۱۰ / مارچ ۱۸۹۰ء کو حضرت مولانا میاں سید خواجہ احمد قادری رام پوری کو اس مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

تدریس: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا۔ دور دراز مقامات سے تشنگانِ علوم دینیہ رام پور آکر آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ آپ دو وقت پڑھاتے تھے۔ صبح میں طلوع آفتاب کے بعد اوراد و وظائف، دُعائے حزب البحر، نمازِ اشراق، نمازِ استخارہ اور ختم حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے فارغ ہو کر درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ یہ مجلس دوپہر تک گرم رہتی۔

سہ پہر میں نمازِ عصر سے فارغ ہو کر مغرب تک کتب تصوف مثلاً مثنوی مولانا رُوم، مکتوبات امام ربّانی، عوارف المعارف، احیاء العلوم اور قصیدۂ فارضیہ پڑھاتے تھے۔ منگل اور جمعرات کا دن فتاویٰ لکھنے کے لیے مقرر تھا، اس لیے ان دو دنوں میں طلبہ کا سبق نہیں ہوتا تھا۔ ۲۵

افتاء: مولانا ارشاد حسین مجددی ہفتہ میں دو روز منگل اور جمعرات کو فتاویٰ تحریر فرماتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر شریف میں کثیر تعداد میں فتاویٰ لکھے۔ دور دراز مقامات سے سوالات آتے تھے اور ان کے جوابات دیئے جاتے تھے۔

نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی اس لیے آپ کے فتاوی محفوظ نہیں رہ سکے۔ بعض احباب نے نقل بھی کیے لیکن وہ بہت قلیل تھے۔ تقریباً ڈھائی سو فتاوی دستیاب ہو سکے جن کو دو جلدوں میں مرتب کر کے مولانا مفتی عبدالغفار خاں رام پوری نے طبع کرایا۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی فتوی لکھنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ اسی بنا پر بعض جاہل، نادان افغانوں نے ابتداءً سرکشی بھی کی لیکن آپ نے قطعاً اُن کی پروا نہیں کی۔ آخر کار سب تابع و فرماں بردار ہو گئے۔

ایک روز صاحبزادہ مہدی علی خاں، نواب احمد علی خاں کے داماد، جو شیعہ مذہب تھے، نے بہ نیتِ فساد ۔۔۔ شیعہ سنی نکاح کے متعلق فتوی طلب کیا۔ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے ایک شاگرد سے جواب لکھوا دیا کہ:

"حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔"

اس فتوے کی زد نواب کلب علی خاں پر بھی پڑتی تھی۔ اس لیے اس فتوے کو نواب کلب علی خاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ نواب کلب علی خاں بغیر کچھ سمجھے بوجھے کبیدہ ہوئے مگر بردباری اور ہوشیاری سے کام لیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ جواب مولانا کے قلم کا نہیں۔ اس کے بعد ایک روز نواب کلب علی خاں نے مہدی علی خاں کے سامنے مسئلۂ مذکورہ کا ذکر کر کے حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی سے عرض کیا کہ:

"ایسے مسائل کے جواب میں تامل سے کام لینا چاہیے!"

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو کچھ لکھا گیا وہ حق ہے اور اس کا چھپانا شرعاً ممنوع ہے، امورِ شرعیہ میں کسی کی رعایت جائز نہیں!"

اتنا فرمایا اور فوراً اٹھ کر چل دیئے اور دولت خانے پر آتے ہی خاص بہاتیور کہار لے سے بریلی شریف کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے بڑے بھائی مولانا امداد حسین مجددی

سے فرمایا کہ:

"متعلقین اور لواحقین کو لینے ساتھ لے کر شاہجہانپور آئیں!"

جب یہ خبر نواب کلب علی خاں والیٔ رام پور کو معلوم ہوئی تو بے تاب و بے قرار ہو گئے اور ارکینِ ریاست کو حکم دیا کہ:

"جلد سے جلد راستے میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی پگڑیاں قدموں پر رکھ کر میری جانب سے عرض کریں کہ:

"میں اپنی تقصیر و بے ادبی کی معافی کا طلب ہوں اور اپنی خطا پر شرم سار۔ آیندہ احکام شرعیہ میں کبھی بے جا مداخلت نہیں کروں گا۔"

الغرض موضع دھمورہ کے قریب یہ تمام امور طے ہو گئے اور مولانا محمد ارشاد حسین مجددی واپس رام پور تشریف لے آئے۔ ابھی مسجد خانے میں پہنچے ہی تھے کہ نواب کلب علی خاں خود بھی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عہد و پیمان از سر نو مضبوط ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی امر خلافِ شرع ظہور میں نہیں آیا۔

چنانچہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کی بیماری کے دوران لیل خاص کے مقدمات کا فیصلہ فرماتے تھے اور دعا یا کے فائدے کے پیش نظر سرکاری نقصان بھی ہوتا تھا مگر کبھی حرفِ شکایت نواب کلب علی خاں کی زبان پر نہیں آیا۔ سلہ

وصال: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی ۸ رجمادی الآخری ۱۳۱۱ھ کو بخار میں مبتلا ہوئے روز بروز اس میں تیزی ہوتی گئی۔ اسی حالتِ مرض میں تمام امانتیں واپس

کیں اور باوجود شدتِ تپ کے اوقاتِ نماز میں فرق نہ ہوا۔ پانچوں وقت کی نماز باقاعدہ تیمم کر کے جماعت سے پڑھتے تھے اور امداد و دلائل اور دس پارے قرآنِ کریم کے تلاوت فرماتے تھے۔ ۵ ارجمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ پیر کا دن گزار کر شب میں عشار کے بعد تلخی سکرات معلوم ہوئی اور صبح کاذب میں جام وصال نوش فرمایا۔ وقتِ وصال آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی جس میں تیس سال تعلیم و ارشاد میں گزارے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے وصال کی خبر پاکر سارا شہر نمازِ جنازہ کے لیے امنڈ آیا۔ عید گاہ کے میدان میں نمازِ جنازہ ہوئی اور اپنی مسجد کے متصل جانب مشرق آپ کی مملوکہ زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اولادِ امجاد: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے پانچ بیٹے مولانا احسان حسین مجددی، جناب عرفان حسین مجددی (صغر سنی میں انتقال کر گئے)، مولانا معزان حسین مجددی، جناب رضوان حسین مجددی (دس سال کی عمر میں انتقال کر گئے)، مولانا ریحان حسین مجددی اور دو بیٹیاں تھیں۔

مذکورہ صاحبزادگان میں سے اب کوئی موجود نہیں ہے۔ البتہ مولوی احسان حسین مجددی علیہ الرحمہ کی اولاد میں ابوالمکارم ذکار الاسلام مولوی سجاد حسین مجددی ایڈوکیٹ اور جناب منشی جواد حسین مجددی محلہ کھاری کنواں رام پور میں بقیہ حیات ہیں۔

تلامذہ: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ان میں سے چند مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

- مولانا احسان حسین مجددی فرزند اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی۔ ۱؎
- مولانا سید ارشد علی رام پوری۔
- مولانا اعجاز حسین مجددی رام پوری۔
- مولانا امداد اللہ خاں عرف بنے خاں نقشبندی مجددی۔ ۲؎

مولانا امداد حسین مجددی رام پوری برادر اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی

مولانا حامد حسن رامپوری مدرس منظر اسلام بریلی۔ استاذ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری [illegible]

امیر ملت مولانا پیر سید شاہ جماعت علی محدث علی پوری [illegible]

مولانا حامد حسین نقشبندی مجددی ساکن اکاشاہ پور ضلع مراد آباد مدرس مدرسہ

ارشاد العلوم کھاری کنواں رام پور۔ [illegible]

مولانا حکیم حسین رضا خان قادری برکاتی بریلوی۔ [illegible]

مولانا حشمت اللہ خان رام پوری گوجرنالہ ناظم آباد کراچی (پاکستان) [illegible]

مولانا حفیظ اللہ خان رام پوری قاضی القضاۃ۔ [illegible]

مولانا سید میاں خواجہ احمد قادری رام پوری مہتمم اول مدرسہ ارشاد العلوم۔ [illegible]

مولانا مفتی سید محمد دیدار علی قادری رضوی محدث الوری امیر مرکزی انجمن

حزب الاحناف لاہور (پاکستان) [illegible]

مولانا ریاست علی خان شاہجہانپوری۔ [illegible]

مولانا سراج الدین احمد خان رام پوری نائب مجسٹریٹ جے پور۔ [illegible]

سراج الفقہاء: مولانا مفتی ابو الفضل سراج الدین محمد سلامت اللہ نقشبندی

مجددی رام پوری ناظم مدرسہ ارشاد العلوم۔ کھاری کنواں رام پور۔ [illegible]

مولوی شبلی نعمانی مؤلف سیرت النبی [illegible]

مولانا سید شجاعت علی رام پوری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم۔ [illegible]

مولانا محمد طیب عرب مکی پرنسپل مدرسہ عالیہ رام پور۔ [illegible]

مولانا عبد الغفار خان نقشبندی مجددی رام پوری مرتب فتاویٰ ارشادیہ

جلد اوّل و دوم۔ [illegible]

مولانا عبد القادر خان نقشبندی مجددی۔ [illegible]

مولانا عبد القادر خان کابلی مفتی عدالت ریاست رام پور۔ [illegible]

مولانا عبد الواحد ولایتی ثم رام پوری۔ [illegible]

مولانا شیخ ابوالخیر مکی مؤلف ھدیۂ احمدیہ رقم طراز ہیں:

"حضرت مولانا ارشاد حسین مرحوم فاضل و محقق کامل تھے" لہ

امام اہل سنت مولانا مفتی احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی

"اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا مجدد مأۃ حاضرہ آپ کے علم و فضل کے بڑے مداح تھے" ۲ہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ چنانچہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف لطیف "کفل الفقیہ الفاہم" میں آپ کا ذکر ان القاب و آداب سے کیا ہے:

"واقتضی علیہ ناس من کبار علماء الھند کالفاضل الکامل محمد ارشاد حسین الرامفوری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ" ۳ہ

مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ثم المدنی

ایک روز مرشد زادگان اور آپ کے درمیان کچھ اختلاف ہوا۔ آپ نے بہ پاس ادب شیخ طریقت کی خدمت میں رخصت ہونے کی درخواست پیش کی اور اجازت کے لیے اصرار کیا۔ شیخ طریقت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی شخص اپنے دل و جان سے دوری اور آنکھوں سے مہجوری

لہ مولانا شیخ ابوالخیر۔ ہدیۂ احمدیہ ص ۹۳، ۹۴

۲ہ مولانا محمود احمد قادری۔ تذکرہ علماء اہل سنت ص ۲۵

۳ہ مولانا شاہ محمد احمد رضا فاضل بریلوی۔ فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۱۶۱

کیسے گوارہ کرسکتا ہے، یہ خیال چھوڑ دو اور شیر و شکر ہو کر رہو!" ۵۱

حافظ احمد علی خاں شوق مؤلف "تذکرہ کاملان رام پور"

"مولانا ارشاد حسین مجددی ـــــ حافظ کلام ربانی، محدث، مفسر، فقیہ، درویش، مدبر، غرض کہ ظاہری و باطنی کوئی ایسا کمال نہیں ہے جو آپ کی ذات میں موجود نہ ہو!" ۵۲

مولانا محمد حسن نقشبندی مؤلف "مشائخ نقشبندیہ مجددیہ"

"حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی، آپ کی خوش استعدادی کی نہایت مدح فرمایا کرتے اور آپ کے حال پر اس قدر عنایت اور نظر رکھتے تھے کہ حضرت کے صاحبزادگان کو بھی آپ پر رشک آتا تھا۔ چند سال حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوکِ مجددیہ تمام و کمال حاصل کیا۔ آپ کا ادراک نہایت عمدہ اور نسبت بہت قوی تھی ـــ کترین راقم الحروف نے بھی چند مرتبہ آپ کی زیارت کی ہے، عجب جامع الکمالات ظاہری و باطنی وکوہ استقامت و متخلق باخلاق نبویہ تھے۔" ۵۳

حافظ محمد حسین مراد آبادی ۔ مؤلف "انوار العارفین" (فارسی)

"مولوی ارشاد حسین ـــــ حافظِ آیاتِ قرآنی، واقفِ اسرارِ ربانی، مفسرِ کلامِ رب العالمین، محدثِ حدیثِ سید المرسلین، مدرسِ فقہ و اصول، فہمندۂ دقائق معقول عالم اند، متقی و متورع اکثر اوقات خود را بہ درس و تدریس می گذارند و عمل بر عزیمت!"

---

۵۱ مولانا حامد علی خاں ۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۶

۵۲ حافظ احمد علی خاں شوق ۔ تذکرہ کاملان رام پور ص ۳۰

۵۳ مولانا محمد حسن نقشبندی ۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۴۰

۵۴ حافظ محمد حسین مراد آبادی ۔ انوار العارفین ص ۵۰۹

خواجہ رضی حیدر: تذکرہ محدث سورتی

"مولانا ارشاد حسین رام پوری کو ان کے تقریباً تمام معاصرین علماء نہایت محترم رکھتے تھے"۔ [1]

مولانا عبد الاول جونپوری مؤلف "مفید المفتی"

"مولانا محمد ارشاد حسین رام پوری جامع العلوم"۔ [2]

مولانا عبد السمیع بیدل رام پوری مصنف "انوار ساطعہ"

حضرت مولانا عبد السمیع انصاری رام پوری قدس سرہٗ کو آپ کے علوم صوری و معنوی کے کمالات کا اعتراف تھا۔ موصوف آپ کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف "انوار ساطعہ" میں ایک مقام پر رقم طراز ہیں:

"القمقام ذا لنحرالہمہا، تاج المحدثین سراج المتفقہین، الادیب المصقع، المتکلم النبیہ، العارف المحدث المفتی جامع الشریعۃ والطریقۃ، مجمع البحرین مولانا ارشاد حسین صانہ عن کل شین"۔ [3]

مولانا شاہ محمد مظہر مجددی مدنی شہزادہ و سجادہ نشین حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی

(الف) حضرت مولانا ارشاد حسین ــــــ حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب کے اکابر اصحاب اور اجلہ خلفاء میں کامیاب ہستی ہیں۔

---

[1] خواجہ رضی حیدر۔ تذکرہ محدث سورتی ص ۳۰۵

[2] مولانا عبد الاول: مفید المفتی ص ۱۴۲

[3] مولانا عبد السمیع۔ انوار ساطعہ ص ۲۷۱

انھوں نے مراتبِ سلوک کو جیسا کہ چاہیے طے فرمایا ہے حضرت قبلہ مولانا کے علومِ صوری و معنوی کے کمالات کا ذکر اکثر فرمایا کرتے تھے۔" [۱]

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے ایک فتوے کی تصدیق میں رقمطراز ہیں:

"مولینا المجیب، قد ورثۃ اھل التحقیق والتدقیق، فصیحٌ مقبول" [۲]

مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی بانی مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت

حضرت محدث سورتی کو مولانا ارشاد حسین مجددی رامپوری کی ذات سے ایک خاص تعلق تھا چنانچہ اکثر و بیشتر رام پور تشریف لے جاتے اور حضرت مولانا سے نیاز حاصل کرتے ۔ دختر زادہ حضرت محدث سورتی قبلہ حسن میاں نے راقم الحروف کے نام ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ مولانا جب کبھی پیلی بھیت تشریف لے جاتے تو حضرت محدث سورتی کے مہمان ہوتے۔ محدث سورتی نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ چنانچہ منیۃ المصلی کی شرح "التعلیق المجلی" کے صفحہ ۱۱ پر آپ کا ذکر ان القاب و آداب سے کیا ہے:

"وھٰھنا تحقیق شریف لقطب الارشاد المحدث النبیہ والفقیہ الوجیہ سندنا العلامۃ و مستند الفھامۃ سیدنا مولینا الشیخ ارشاد حسین الرامفوری" [۳]

---

[۱] مولانا حامد علی خاں ۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۷ بحوالہ مقاماتِ سعیدیہ

[۲] مولانا ارشاد حسین ۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۱۱۷

[۳] خواجہ رضی حیدر ۔ تذکرہ محدث سورتی ص [illegible]

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ممتاز خلیفہ صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی صاحب تفسیر "خزائن العرفان" علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے دور میں سنّی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"سُنّی وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمہ دین، مسلم مشایخ طریقت اور متاخر علماء کرام میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملک العلماء بحر العلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رام پوری اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے مسلک پر ہوں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ" [1]

مولانا محمد لواب افغانی مہاجر مکہ۔ مدرس مدرسہ عالیہ رام پور

"آپ کی نظر شفا اور ہر مرض کا تعویذ ہے" [2]

مولانا نور الحسین فاروقی رامپوری صدر المدرسین دار العلوم منظر اسلام بریلی

شیخ مشائخنا الفخام، قدوۃ الانام، الامام الهمام، قرم الاعلام علامۃ الوجود، قطب الارشاد حضرت مولانا محمد ارشاد حسین المجددی النقشبندی قدس سرہ و افاض اللہ علینا من برکاتہ فی الدارین [3]

---

[1] الفقیہ امرتسر ۲۱ اگست ۱۹۲۵ء ص ۹

(ب) حجاز جدید دہلی جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۱ کالم ۲

[2] مولانا حافظ عنایت اللہ خاں نقشبندی مقامات ارشادیہ (اردو) ص ۱۲۶

[3] مولانا نور الحسین فاروقی۔ طرب الکرام ص ۶۲-۷

مولوی امتیاز علی خاں عرشی سابق ڈائرکٹر رام پور رضا لائبریری رامپور

مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری — رام پور کے مشہور عالم، حافظ کلامِ ربانی، محدث، مفسر، فقیہ، مدبر اور درویش تھے! بڑے خوش لباس، خوش اخلاق اور خوش اوقات بھی تھے۔ نواب کلب علی خاں بہادر بہت ادب و تعظیم کرتے تھے۔ اوراد و وظائف اور حلقہ و مراقبے سے کوئی وقت خالی نہ ہوتا۔ ان اشغال کے ساتھ درس و تدریس اور وعظ و پند کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ دربار اور اہلِ شہر دونوں پر بڑا اثر تھا۔ [۱]

مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی

مولانا ارشاد حسین رام پوری — اپنے عہد کے مشہور علمائے احناف میں تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نسل سے تھے، آپ کی ولادت رام پور میں ہوئی اور وہیں ملا نواب بن سعد اللہ افغانی سے معقول و منقول کی تکمیل کی اور جملہ علوم میں اپنے معاصرین میں ممتاز مقام پر فائز ہو گئے۔ [۲]

مولوی سید سلیمان ندوی۔ مدیر "معارف" اعظم گڑھ

شبلی نعمانی کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کی وسعتِ نظر، افتاءت

---

[۱] مولوی امتیاز علی خاں عرشی۔ فہرست مخطوطات اردو جلد ۱ ص ۱۲۸

[۲] مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی۔ تذکرہ علماء اعظم گڑھ ص ۱۰۳

[۳] مولوی سید سلیمان ندوی۔ حیات شبلی ص ۷۹۔ ۸۰

رائے اور مجتہدانہ ژرف نگاہی کا اعتراف ہمیشہ رہا اور اکثر برجستہ تذکرہ ان کے کمال، فہم و ادراک اور تفقہ کے واقعات بیان فرماتے ـــــ مولانا ارشاد حسین نہایت متشدد حنفی تھے، مولوی نذیر حسین صاحب کی معیار الحق کے جواب میں "انتصار الحق" انہی نے لکھی ہے اور علامہ شبلی کو بھی فقہ حنفی کی حمایت میں بہت غلو تھا غالباً یہی ایک وجہ انتخاب ہوئی۔ بہرحال مولانا نے حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کے حلقۂ درس میں بیٹھ کر فقہ و اصول کی تعلیم حاصل کی۔ [۱]

ب ۔ رام پور اور لاہور کے تعلیمی سفر ۱۲۹۱ھ و ۱۲۹۲ھ کے تحت سید سلیمان ندوی نے تحریر کیا ہے کہ:

رام پور میں خلد آشیاں نواب کلب علی خاں کی جوہر شناسی نے ہر فن کے ارباب کمال یکجا کر دیئے تھے۔ راقم نے خود استاد مرحوم کی زبانی سنا ہے کہ اولاً اول ان کو مولانا عبد الحی فرنگی محلی مرحوم کی شہرت کمال لکھنؤ لے گئی، مگر علامۂ مرحوم کچھ تو فطری جودت طبع اور کچھ فیض فاروق کی بدولت نقد و اجتہاد کے خوگر تھے اور جہاں جاتے ان کی نظر پہلے ہی جوہر کی تلاش کرتی، اس لیے نالو لے ادب حد کرنے سے پہلے ہی لکھنؤ سے قدم اٹھ گئے اور رام پور کا رخ کیا۔ یہاں اس وقت دو با کمال اپنے اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے۔ معقولات میں سلسلۂ خیر آبادی کے خاتم مولانا عبد الحق خیر آبادی اور فقہ میں مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی، ابتداءً مولانا کی خواہش تھی کہ دونوں سے استفادہ کریں مگر ان بزرگواروں میں معاصرانہ چشمک اس حد تک تھی کہ ایک کا شاگرد دوسرے کے حلقۂ درس میں بار یاب نہ ہو سکتا تھا، مجبوراً مولانا کو انتخاب کرنا پڑا

---

[۱] سید سلیمان ندوی، حیاتِ شبلی ص ۱۰۲

مولوی شبلی نعمانی کا خط اپنے استاد مولانا محمد ارشاد حسین صاحب مجددی کے نام

مخدوم مطاع ما دامت افضالہم۔ پس از آداب مراسم تحیت و تسلیم آنکہ ملازمان عالی کو معلوم ہوگا کہ بہت جلد جہد سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں جس کے لیے میں نے بہت سے مواد تاریخی فراہم کیے، اس وقت جو میرے زیر تحریر ہے وہ ان کے فتاویٰ ہیں۔ عقود الجمان میں ان کے چند فتاویٰ مذکور ہیں، لیکن دو جگہ مجھ کو شک پیدا ہوا، اس لیے ان کو عرض کرتا ہوں کہ تشفی فرمائی جاوے۔ اصلی عبارت لکھ کر شبہہ لکھتا ہوں:

قال یا ابا حنیفۃ یا ابا الخطاب ما تقول فی رجل غاب عن اھلہ اعواماً ونعی الیھا فظنت امرتہ انہ میت فتزوجت ثم قدم زوجھا الاول وقد ولدت ولدا فنفی الاول وادعاہ الثانی اکل واحد منھما قذفھا ام الذی انکر الولد۔

مجھے اس میں شبہہ یہ ہے کہ دونوں زوجوں میں سے کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کیا معنی، باقی یہ امر کہ ولدیت کے ادعا اور انکار سے ضمناً قذف لازم آتا ہے، اس امر پر دو سوال ہیں (۱) کیا کسی دلالت التزامی سے قذف کا جرم قائم ہو سکتا ہے؟ (۲) وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کیا واقعیت کا اظہار قذف میں داخل ہے؟ ایسا تفصیلی جواب عنایت ہو جو اصل مسئلہ کو حل کر دے اور امام صاحب کے اس سوال کی حقیقت کھول دے۔

دوسرا فتویٰ یہ لکھا کہ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے، ایک شخص پر سانپ آکر

نوٹ:-
اس خط کا جواب فتاویٰ ارشادیہ جلد اول کے ص ۹۳، ۹۴ اور ۹۵ پر تحریر ہے، طوالت کے خوف سے یہاں شامل اشاعت نہیں کیا گیا۔

گرا، اُس نے دوسرے پر پھینک دیا، اسی طرح تین چار آدمی تک نوبت پہنچی، آخر میں اُس نے ایک شخص کو کاٹ لیا اور وہ مرگیا، امام صاحب نے فتویٰ دیا کہ اگر گرنے کے ساتھ سانپ نے کاٹا تو اخیر پھینکنے والے پر دیت لازم آئے گی اور اگر وقفہ ہوا تو کسی پر نہیں، اس پر شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص نے پھینکا یہ اُس کا اضطراری فعل تھا، اس اضطراری فعل پر وہ کیوں ماخوذ ہوا، فقہ میں اس کے متعلق کیا امر قرار دیا ہے، جواب جلد مرحمت ہوا ورنہ میرا حرج ہوگا[1]

مولوی عبدالحی رائے بریلوی، سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

الشیخ العالم الفقیہ إرشاد حسین بن احمد حسین بن محی الدین بن فیض احمد بن کمال الدین بن درویش احمد بن زین بن یحیی بن احمد العمری السرهندی ثم الرامفوری احد العلماء المشهورین فی الهند، کان من نسل الشیخ احمد بن عبد الاحد السرهندی امام الطریقة المجددیة۔

ولد ونشأ ببلدة رامفور وقرأ علی ملا نواب بن سعد اللہ الافغانی المهاجر الی مكة المباركة ولازمه مدة طويلة حتی برع وفاق أقرانه فی المعقول والمنقول ثم سافر الی دهلی ولازم الشیخ احمد بن سعيد بن ابی سعيد المجددی الدهلوی وأخذ الطريقة عنه وأسند الحديث، ثم راجع الی رامفور وعكف علی الدرس والافادة والارشاد والتلقين، وانتهت اليه الفتيا ورياسة المذهب الحنفی برامفور، وحصل له القبول العظيم والمنزلة الجسيمة عند صاحبها كلب علی خان الرامفوری كان يحترمه

[1] مولانا محمد ارشاد حسین مجددی: فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۹۳

ويتانى اشاراته بالقبول، وله مصنفات عديدة، منها انتصار الحق فى الرد على معيار الحق للمحدث الدهلوى،

مات يوم الاثنين منتصف جمادى الآخرة سنة احدى عشر وثلاث مائة الف برامفور[1]

[1] مولوی عبدالحی رائے بریلوی - نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۹-۱۰۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و آخر النبیین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد اس ہیچمدان بندہ کمترین راجی رحمت رب الصمد محمد عبد الغفار ساکن شہر مصطفیٰ آباد عرف رامپور افغانان کو بتوسط حضرت قیوم زمان قطب دوران مجدد اعتماد نائب حضرت خیر البشر مرشد الثقلین حضرت محمد ظہور حسین مجددی روحی وقلبی فداہ نے اپنی مدت عمر میں فتوے کثیر التعداد لکھے باہر سے سوال آتے تھے بوجہ عجلت روانہ کر دئے جاتے تھے نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی بعض احباب نے نقل بھی کئے لیکن وہ بہت قلیل تھے قریب ڈھائی سو دستیاب ہوئے لیکن وہ بھی اکثر درنقل ہونے کی وجہ سے بہت غلط تھے روایات وعبارات کی غلطی علیحدہ رہی تھی کہ کتابوں کے نام بھی فتووں میں نہ تھے اور غیر مرتب تھے اس بندہ عاجز نے عرصہ دو سال میں تصحیح کر کے اور مرتب کر کے طبع کرائے پہلی جلد جو طبع ہوئی ہے اس میں قریب سو فتووں کے ہیں بعض فتووں میں متعدد سوال ہیں عدد سوالوں کا دو سو سے زائد ہے۔

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس عقیدہ زید کے جو مذکور ہوتا ہے حق ہے یا باطل کہ ایک فرقہ کو بے سابقہ خدمت محض عنایت اپنی اولیاء اور اپنے محبوب قرار دیا۔ اُن کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اُس کے حضور آئینہ تصویر ہیں اور قدرت کو وہ ترقی بخشی کہ احیائے موتے و ابرائے ابرص واکمہ کرتے ہیں مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں نہ آپ ہی نہ وہ محض اعلام بے استقلال آلات ہوں نہ ان کی طرف اُس سے نظر ظاہر بھی اضافت نکریں بلکہ جیسے ہیں اور ادراک مبصرات کے لئے آنکھ عطا فرمائی ہے اور اُس میں قوت باصرہ بھی بعد ارتفاع موانع واجتماع شرائط جو چیز سامنے آتی ہے نظر آتی ہے جب چاہا آنکھ کھولی اور دیکھ لی اسی طرح انہیں ادراک مغیبات کے لئے ایک آلہ عطا فرمایا اور اُس کے استعمال پر قدرت بخشی اور ان سب میں ایک ذات پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اُسے اپنے نفس کریم کے لئے چن لیا اور واسطہ ایجاد عالم ٹھہرایا کہ جو کچھ بنایا اُسی کے لئے بنایا اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا اور جبکہ وہ مقصود اصلی اور منظور خاص تھا اُسے اپنی ذات اور تمام صفات کا پورا پورا پرتو ذوالامان وما یکون سے آگاہ کیا تمام علوم اولین و آخرین اور ہزاروں علوم خاصہ کا عطا فرمایا دنیا کی موجودات مستقبل کو اُس کے پیش نظر کر دیا کہ وہ ایک آن میں قیامت تک کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے جیسے اپنی ہتھیلی سمع کو

وہ قوت دی کہ پانسو برس کی راہ اور یہاں کی آواز دونوں یکساں ہیں بالجملہ اُسے اپنا آئینۂ کمال بنانے
کے لئے صیقلِ رحمت سے وہ جلائیں بخشیں جن سے مافوق ہرگز متصور نہیں جو کمال خزانۂ قدرت میں
تھا اُس پر ختم کر دیا یہاں تک کہ اُسے اپنی کل مملکت کا دولہا بنایا اولین و آخرین کو اُس کے تجمل اور اظہار
شوکت کے لئے اُس کا براتی ٹھیرایا اور جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادۂ الٰہیہ اُس کا محتاج تھا
کہ وہ نہ ہوتا تو کوئی خلعت وجود نہ پاتا تو نہایت مناسب ہوا کہ بقا میں بھی اُسی کا دست نگر رہے ابتدا
کنجیاں کاروبار عالم کی اُس کے ہاتھ میں رکھیں اور اپنی خلافت تامہ اور اپنی نیابت مطلقہ عطا کی
تصرف اُس کا عالم علوی و سفلی میں جاری کیا نظم و نسق جہان اُس کی رائے پر چھوڑ دیا قوت کن فکان و
اسکے لبوں میں ودیعت رکھی جو چاہیں کریں جسے چاہیں دیں۔ جس سے جو چاہیں چھین لیں آسمان
و زمین تابع فرمان فرش تا عرش زیر نگین تمام موجودات کون و مکان میں حکم جاری مخلوق میں نہ اُن کے
سوا کوئی حاکم نہ وہ کسی کے محکوم تقاضائے الٰہی اُن کی رضا جو اور تقدیر ازلی حکم سے ہم پہلو جو یہ چاہتے
ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے اور یہ ظاہر کہ نائب سلطانی جو
تقسیم خزائن و تدبیر مہمات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو گدایان بے نوا اگر اُسے نائب و ماذون سمجھکر
اُس کے حضور میں دستِ تمنا دراز کریں تو انہوں نے اُس نائب کو بادشاہ کا ہمسر نہ سمجھا بلکہ درحقیقت
بادشاہی کے سامنے ہاتھ پھیلایا اور اُس کی مرضی کے مطابق کام کیا کہ اگر وہ رعایا کو اس کا دست
نگر کرنا نہ چاہتا اُسے نائب ماذون نہ بناتا ہاں اسے زاہر تو سمجھا کہ وہ ذات پاک مشرف بہ لولاک
جس کے اونٰی وصف میں یہ کلام جاری ہوا تھا کون ہے ہاں وہی بادشاہ عرش پایگاہ ہیں جن کا
نام نامی ابوالقاسم محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم ہیں جنکے دربار دُربار میں تو اس وقت
ایجاب ہے جنکے حضور تو دست بستہ سرافگندہ حاضر ہے جنکے دریائے فیض سے کوئی پیاسا نہیں جاتا
جنکے بحر جود کا کنارہ نظر نہیں آتا جنہیں دو جہان کی بیکس پناہی ہے جن کا تابع حکم ماہ تا ماہی ہے جو ایک
نظر لطف میں شاہی کو نین عطا فرمائیں اور لئے انگاہ سے زمین کو آسمان بنا دیں تعریف جان طبیب
وہ جان مسیحا تو تعریب ہے تو وہ کان جود و عطا مانگنے والا چاہئے پھر بخدا نہیں کہنا نہیں جانتے
ہاں اعتقاد و ایمان امور مذکورہ پر درست کر اور انکا دامن رحمت دست الحاح سے تھام اور
دل از رحم و حزیں عرض کر۔ اسألک الشفاعة یارسول اللہ اسألک الشفاعة یارسول اللہ اسألک
الشفاعة یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم۔ آب حیات اور تمام کمال صفات مثل علم و سمع و بصر
و قدرت و تدبیر و تصرف و اختیار کاروبار عالم پہلے سے اکمل و اوفر ہیں کہ کمالات والا نبیا فیوضا

ترقی پر ہیں قال اللہ سبحانہ وتعالے وللآخرۃ خیر لک من الاولی عالم غیب سے روزی دی جاتے ہیں اور بطریق تلذذ وتنعم نماز و عبادت الٰہی میں مشغول ہیں کہ ارشاد فرماتے ہیں وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ روضۂ انور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں نظم ونسق عالم انہیں تفویض ہوا ہے تمام احکام انکی رائے پر نافذ ہوتے ہیں امت کے روزنامچے روزانہ حضور میں پیش ہوتے ہیں اور سب کارنامے عرض اقدس تک پہونچائے جاتے ہیں اور اعتقاد کرے کہ میں اس جناب کے پیش نظر ہوں حال میرا دیکھ رہے ہیں اور گفتگو میری سنتے ہیں بلکہ علامہ عاشق مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت احمد بن محمد خطیب قسطلانی قدس سرہ العزیز وافاض علینا برکاتہ مواہب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اسکی حیات اور خطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گذرتا ہے اسپر مطلع فقط اور یہ عبارت مواہب شریف کی ہے یا نہیں اس کی صداقت چاہتا ہوں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ نام عبدالنبی یا عبدالمصطفےٰ رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا وتوجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورۃ مسئولہ میں عقیدہ زید کا درست ہے اور ثابت ہے آیات واحادیث اور اقوال علماء معتبرین سے اور ایسا ہی عقیدہ مؤمنین مخلصین کو رکھنا چاہیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے جو کہا کہ ایک فرقہ کو بسابقۂ خدمت بمحض عنایت اولیاء اور محبوب قرار دیا دلیل اسکی یہ ہے قال فی المواہب وعن وہب ابن منبہ قال اوحی اللہ تعالے الی شعیاء انی باعث نبیا امیا افتح بہ اذانا صما وقلوبا غلفا واعینا عمیا مولدہ بمکۃ ومہاجرہ طیبۃ وملکہ بالشام عبدی المتوکل المصطفےٰ المرفوع الحبیب المتحبب المختار لایجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ویغفر رحیما بالمؤمنین یبکی للبہیمۃ المثقلۃ ولليتیم فی حجر الارملۃ لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا متزین بالفحش ولا قوال للخنا لو یمر الی جنب السراج لم یطفئہ من سکینۃ ولو یمشی علی القصب الرعراع لم یسمع من تحت قدمیہ ابعثہ مبشرا ونذیرا الی ان قال واجعل امتہ خیر امۃ اخرجت للناس امرا بالمعروف ونہیا عن المنکر توحیدا لی وایمانا بی واخلاصا لی وتصدیقا لما جاءت بہ رسلی وہم رعاۃ الشمس والقمر طوبی لتلک القلوب والوجوہ والارواح التی اخلصت الہمہم التسبیح والتکبیر والتحمید والتوحید فی مساجدہم ومجالسہم ومضاجعہم ومتقلبہم ومثواہم ویصفون فی مساجدہم کما تصف الملائکۃ حول عرشی ہم اولیائی

والنصاریٰ انتم بہم اعدائی عبدالاوثان یعملون لی قیاماً وقعوداً ورکوعاً وسجوداً ویخرجون من دیارہم واموالہم ابتغاء مرضاتی الوفا ویقاتلون فی سبیلی صفوفاً اختم بکتابہم الکتب وبشریعتہم الشرائع وبدینہم الادیان فمن ادرکہم فلم یؤمن بکتابہم ویدخل فی دینہم ومنہاجہم وشریعتہم فلیس منی وہو منی بری واجعلہم افضل الامم واجعلہم امۃ وسطاً شہداء علی الناس اذا غضبوا ہللونی واذا تنازعوا سبحونی یطہرون الوجوہ والاطراف ویشدون الثیاب الی الانصاف ویہللون فی التلال والاشراف قربانہم دماؤہم واناجیلہم فی صدورہم رہباناً باللیل لیوثاً بالنہار طوبیٰ لمن کان معہم وعلی دینہم ومنہاجہم وشریعتہم وذلک فضلی اوتیہ من اشاء وانا ذوالفضل العظیم رواہ ابونعیم انتہٰی اور یہی حدیث قیراط اسپر دال ہے اور یہ کہنا کہ ان کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان انکے حضور آئینہ تصویر میں ثابت ہے اس دلیل سے قال فی روح البیان قول النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد رفع الی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کما انظر الی کفی ہذہ جلیاً جلاہ اللہ لنبیہ کما جلاہ للنبیین قبلہ دلالۃ صریح علی ان جمیع الکوائن الی یوم القیامۃ مجلی ومکشوف کشفاً تاماً للانبیاء علیہم السلام والحدیث مسطور فی معجم الطبرانی والفردوس انتہی بقدر الحاجۃ اور یہی حدیث زید ابن حارث رضی اللہ تعالےٰ عنہ انظر الی عرش ربی بارزاً نص صریح ہے اور یہ قول کرنا کہ قدرت کو وہ ترقی بخشی احیاء موتیٰ وابراء ابرص واکمہ کرتے ہیں ثابت ہے اس برہان سے قال اللہ تعالیٰ وتبارک واذ تخلق من الطین الآیۃ وقال فی المواہب روی البیہقی فی الدلائل انہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم دعا رجلاً الی الاسلام فقال لا اومن بک حتی تحیی لی ابنتی فقال صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارنی قبرہا فاراہ ایاہ فقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا فلانۃ فقالت لبیک وسعدیک وروی الطبرانی عن عائشۃ ان النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نزل الحجون کئیباً حزیناً فاقام بہ ماشاء اللہ عزوجل ثم رجع مسروراً قال سألت ربی عزوجل فاحیی لی امی فآمنت بی ثم ردہا وکذا روی من حدیث عائشۃ ایضاً احیاء ابویہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتے آمنا بہ اوردہ السہیلی وکذا الخطیب فی السابق واللاحق وعن ابی سعید عن اخیہ قتادۃ ابن النعمان قال اصیب عینا یوم احد فسقطتا علی وجنتی فاتیت بہما النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فاعادہما مکانہما وبصق فیہما فعادتا انتہی وقال فی موضع آخر وکان عیسیٰ علیہ السلام یحیی الموتیٰ وکذلک نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احیی اللہ تعالیٰ علی یدہ جماعۃ من الموتیٰ انتہی اور یہ کہنا کہ مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں الی قولہ انہیں ادراک مغیبات کے لیے

عطا کیا اور اُس کے استعمال پر قدرت بخشی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ وہ آلہ نورِ الٰہی ہے کہ مومنین
کاملین کو ملتا ہے جس کا بیان حدیث اتقوا الخ میں موجود ہے قال فی روح البیان قال الجنید
قدس سرہ قعد عندی غلام نصرانی متفکرا فقال ایہا الشیخ ما معنے قولہ علیہ السلام اتقوا من فراسۃ المومن
فانہ ینظر بنور اللہ قال فاطرقت راسی ورفعت فقلت اسلم فقد حان وقت اسلامک فاسلم الغلام
فہذا الطریق الفراسۃ او بغیرہا من انواع الکشف انتہی آدر یہ اعتقاد کہ اُن سب میں ایک
ذاتِ پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اُسے اپنے نفسِ کریم کے لئے چُن لیا اور واسطہ ایجاد
عالم ٹھیرایا کہ جو کچھ بنایا اُسی کے لئے بنایا اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا حجۃ اس کی یہ ہے روے
الترمذی عن ابی سعید الخذری قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم انا سید ولد آدم
یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وفی حدیث ابی ہریرۃ
مرفوعا عند البخاری انا سید الناس یوم القیامۃ وروی البیہقی انہ ظہر علی ابن ابی طالب من البعد
فقال صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہذا سید العرب فقالت عائشۃ الست بسید العرب فقال انا سید العالمین
وہو سید العرب انتہی مواہب اللدنیہ وفی حدیث سلیمان عن ابن عساکر قال ہبط جبرئیل
علی النبی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراہیم خلیلا
فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واہلہا لاعرفہم کرامتک
ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا انتہی مواہب لدنیہ آدر یہ عقیدہ جیکہ وہ مقصود اصلی اور
منظورِ خاص ہتا الٰی قولہ قیامت کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے جیسے اپنی ہتھیلی برہان اس کی
یہ ہے قال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالے ولسوف یعطیک ربک فترضے قال بعض العارفین
الحقیقۃ المحمدیۃ اصل مادۃ کل حقیقۃ ظہرت ومظہرہا واصل مادۃ کل حقیقۃ تکونت والیہ یرجع الامر کلہ
قال تعالے ولسوف یعطیک ربک فترضے ولا یکون رضاہ الا بعود بالفرق منہا الیہ فاہل الجمال
یجمعون عند جمالہ واہل الجلال یجمعون عند جلالہ وفی التاویلات النجمیۃ ای یظہر علیک بالفعل ما فی
قوۃ استعدادک من انواع الکمالات الذاتیۃ واصناف الکرامات بصفاتیۃ والاسمائیۃ انتہی
وفی موضع آخر فی تفسیر قولہ تعالے ما انت بنعمۃ ربک بمجنون وفی التاویلات النجمیۃ ما انت بنعمۃ
ربک بستور ما کان من الازل وما سیکون الی الابد لان الجن ہو الستر بل انت عالم بما کان خبیر
بما سیکون ویدل علی احاطۃ علمہ قولہ علیہ الصلاۃ والسلام فوضع کفہ علی کتفی فوجدت بردہا بین
ثدیی فعلمت ما کان وما سیکون انتہی قال فی المواہب وعن مجاہد فی قولہ تعالے الذی یراک

حین تقوم وتقلبک فی الساجدین قال الحرالی وہذہ الآیۃ قد جلیٰ بہا اللہ تعالیٰ والہ علی انبی حقیقتہ لمن
فی الاطلاع الباطن لسعۃ علمہ لما عرف بہ بسیرۃ نظرہ اطلعہ اللہ علی ما بین یدیہ مما تقدم من امر اللہ وعلی
ما وراء الوقت مما تأخر من امر اللہ انتہی وفی موضع آخر منہ اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن
فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ وعن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم مقاما ما ترک شیئا فی مقامہ ذلک الی یوم قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ
ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ہؤلاء وانہ لیکون منہ الشیء قد نسیتہ فاراہ فاعرفہ فاذکرہ کما یذکر
الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ رواہ ابو داؤد وقوع مثل ہذا الخبر وغیرہ مما اتی
من الاخبار ومنح من خواطر الابرار الاخیار انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عرفہم بما یقع فی حیاتہ
وبعد موتہ وما قد تحقق وقوعہ فکان دلیلا الی نبوتہ وقال ابو ذر لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکرنا منہ علما ولا شک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعہ علی
ازید من ذلک والقی علیہ علم الاولین والآخرین انتہی وفی المشکوٰۃ عن عمرو بن اخطب الانصاری
قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا
حتی حضرت الظہر فنزل فصلی الظہر ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس
فاخبرنا بما ہو کائن الی یوم القیامۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم وایضاً فیہ عن ابی ہریرۃ فقال
الذئب اعجب من ہذا رجل یخبرکم بما مضی وما ہو کائن بعدکم رواہ فی شرح السنۃ انتہی لبعد الحاجت
اور یہ قول کہ سمع کو وہ قوت دی کہ پانسو برس کی راہ اور بیان کی آواز دونوں یکساں
ہیں نص اس کی یہ ہے قال فی المواہب اللدنیہ واما سمعہ فحسبک انہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون اطت السماء وحق لہا ان تئط لیس فیہا موضع
اربع اصابع الا وملک واضع جبہتہ ساجدا للہ تعالیٰ رواہ الترمذی من روایۃ ابی ذر و
رواہ ابو نعیم عن حکیم ابن حزام بینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فی اصحابہ
اذ قال لہم تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شیء قال انی لاسمع اطیط السماء وما تلام ان تئط وما
فیہا موضع شبر الا وعلیہ ملک ساجد او قائم انتہی اور یہ بیان کرنا بالجملہ ویسی اپنا آئینہ بنانا
کیلئے الی قولہ اولین وآخرین کو اس کی تحمل واظہار شوکت کیلئے برائی ثریا یا دلیل ادعٰی
اول لزوم کی حاجت اعادہ نہیں وفی المواہب روی البیہقی ان آدم فی جمیع المخلوقات خلقوا لاجلہ

انتہی اور یہ اعتقاد کہ جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادۂ الٰہی اس کی محتاج تھا ایسے ہی قول
یہ وہی چاہتی ہیں جو خدا چاہتا ہے برہان اوس کی یہ ہی قال فی المواہب اعلم انہ لما تعلقت
ارادۃ الحق تعالیٰ بایجاد خلقہ وتقدیر رزقہ ابرز الحقیقۃ المحمدیۃ من الانوار الصمدیۃ فی الحضرۃ الاحدیۃ
ثم سلخ منہا العوالم کلہا علوہا وسفلہا علی صورۃ حکمہ کما سبق فی سابق ارادتہ وعلمہ ثم اعلمہ تعالیٰ
بنبوتہ وبشرہ برسالتہ ہذا وآدم لم یکن الا کما قال بین الروح والجسد ثم انبجست منہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم عیون الارواح فظہر بالملأ الاعلی وہو بالمنظر الاجلی فکان لہم المورد الاحلی
فہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الجنس العالی علی جمیع الاجناس والاب الاکبر لجمیع
الموجودات والناس ولما انتہی الزمان بالاسم الباطن فی حقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
الی وجود جسمہ وارتباط الروح بہ انتقل حکم الزمان الی الاسم الظاہر فظہر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم بکلیتہ جسما وروحا فہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وان تاخرت طینتہ فقد عرفت قیمتہ فہو خزانۃ
السر وموضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا عنہ وقال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالیٰ
وتعزروہ وتوقروہ وجوز بعض اہل التفسیر ان یکون ضمیر تعزروہ وتوقروہ للرسول
علیہ السلام فمعنی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتوقیرہ حقیقۃ اتباع
سنتہ فی الظاہر والباطن والعلم بانہ زبدۃ الموجودات وخلاصتہا وہو المحبوب الازلی وما
تتبع لہ ولذا ارسل تعالیٰ شاہدا فانہ لما کان اول مخلوق خلقہ اللہ کان شاہدا
بوحدانیۃ الحق وربوبیتہ وشاہدا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس
والاجرام والارکان والاجسام والاجساد والمعادن والنبات والحیوان والملک
والجن والشیطان والانسان وغیر ذلک لئلا یشذ عنہ ما یمکن للمخلوق درکہ من اسرار افعالہ
وعجائب صنعہ وغرائب قدرتہ بحیث لا یشارکہ غیرہ ولذا قال علیہ السلام علمت ما کان وما یکون لانہ شاہد
الکل وما غاب لحظۃ وشاہد خلق آدم علیہ السلام ولاجلہ قال کنت نبیا وآدم بین الماء والطین ای کنت
مخلوقا وعالما بانی نبی وحکم لی بالنبوۃ وآدم بین ان یخلق لہ جسد وروح ولم یخلق بعد واحد منہما فشاہد خلقہ و
ما جری علیہ من الاکرام والاخراج من الجنۃ بسبب المخالفۃ وما تاب اللہ علیہ الی آخر ما جری علیہ وشاہد خلق
ابلیس وما جری علیہ من امتناع السجود لآدم والطرد واللعن بعد طول عبادتہ ودوام علمہ بمخالفۃ امر واحد فحصل
لہ بکل حادث جری علی الانبیاء والرسل والامم فہوم وعلوم ثم انزل روحہ فی قالبہ لیبرز اولہ نورہ علی
نور فوجد کل موجود من وجودہ وعلوم کل نبی وولی من علومہ حتی صحف آدم وابراہیم

وموسیٰ وغیرہم من اہل الکتاب الآیۃ وقال بعض الکبار ان مع کل سعید قبضۃ من روح النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی الرقیب العتید علیہ فاعراضہ عنہا بعدم اقبالہ علیہا سبب لانہا کہ امضے
روح البیان فیہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ ید اللہ فوق ایدیہم فید النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسح
غیرہ کید السلطان مع ما سواہ والحاصل ان اللہ تعالیٰ لجعل نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
مظہر الکمالاتہ ومرآۃ لتجلیاتہ ولذا قال علیہ السلام من رآنی فقد رأی الحق ولما فنی علیہ السلام عن
ذاتہ وصفاتہ وافعالہ کان نائبا عن الحق فی ذاتہ وصفاتہ وافعالہ انتہی اور یہ قول کرنا کہ اوجہ
پر ظاہر کہ نائب سلطانی جو تقسیم خزائن وتدبیر مہمات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوا الی قولہ اشک
الشفاعۃ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہے حاجت اقامت برہان نہیں اور یہ عقیدہ
کہ اب حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم وسمع وبصر وقدرت وتدبیر واختیار کار بار عالم
سے پہلے سے اکمل واوفر ہیں الی قولہ بطریق تلذذ وتنعم نماز وعبادت الٰہی میں مشغول ہیں دلیل
اس کی یہ ہے قال فی المواہب ومنہا انہ حی فی قبرہ یصلی فیہ باذان واقامۃ وکذلک الانبیاء
وقد حکی ابن زبالۃ وابن النجار ان الاذان ترک فی ایام الحرۃ ثلاثۃ ایام وخرج الناس وسعید ابن المسیب
فی المسجد قال سعید فاستوحشت فدنوت الی القبر فلما حضرت الظہر سمعت الاذان فی القبر فصلیت
الظہر ثم مضی ذلک الاذان والاقامۃ فی القبر بکل صلوۃ حتی مضت ثلاث لیال ورجع الناس وعاد
المؤذنون فسمعت اذانہم کما سمعت الاذان فی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انتہی وقد ثبت
ان الانبیاء یحجون ویلبون وہم اموات فی الدار الآخرۃ ولیست دار عمل فالجواب انہم کالشہداء بل
افضل منہم والشہداء احیاء عند ربہم یرزقون فلا یبعد ان یحجوا ویصلوا ونقول ان البرزخ
ینسحب علیہ حکم الدنیا فی استکثارہم من الاعمال وزیادۃ الاجور وان المنقطع فی الآخرۃ انما ہو التکلیف
وقد تحصل الاعمال من غیر تکلیف علی سبیل التلذذ بہا ولہذا ورد انہم یسبحون ویقرءون القرآن فان
قلت القرآن ناطق بموتہ علیہ الصلوۃ والسلام قال اللہ تعالیٰ انک میت وانہم میتون وقال علیہ السلام
انی امرء مقبوض وقال الصدیق فان محمدا قد مات واجمع المسلمون علی اطلاق ذلک فاجاب
الشیخ تقی الدین السبکی بان ذلک الموت غیر مستمر وانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احیی
بعد الموت فالحیات الثانیۃ حیات اخرویۃ ولاشک انہا اعلی واکمل من حیات الشہداء
وہی ثابتۃ للروح بلا اشکال وقد ثبت ان اجساد الانبیاء لا تبلی وعود الروح الی الجسد
ثابت اجازۃ الموتیٰ فضلا من الشہداء فضلا عن الانبیاء وانما النظر فی استمرارہا فی [illegible]

وفی ان السید ان یصیر حیا کما کان فی الدنیا وحیا بدونہا وہی حیث شاء اللہ تعالے فان ملازمۃ الروح
للحیاۃ امر عادی لا عقلی فہذا مما یجوزہ العقل فان صح بہ سمع اتبع وقد ذکرہ جماعۃ من العلماء ویشہد لہ صلوۃ
موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوۃ تستدعی جسدا حیا وکذلک الصفات المذکورۃ فی الانبیاء لیلۃ
الاسراء کلہا صفات الاجسام ولا یلزم من کونہا حیاۃ حقیقیۃ ان تکون الابدان معہا کما کانت فی الدنیا
من الاحتیاج الی الطعام والشراب وغیر ذلک من صفات الاجسام التی نشاہدہا بل یکون لہا حکم آخر
فلیس فی العقل ما یمنع من اثبات الحیاۃ الحقیقیۃ لہم واما الادراکات کالعلم والسمع فلا شک ان ذلک ثابت
لہم بل ولسائر الموتی حکاہ الشیخ زین الدین المراغی وقال انہ مما لم یرد وجودہ وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون
انتہی قال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالے وللآخرۃ خیر لک من الاولے لانہا باقیۃ صافیۃ
من الشوائب علی الاطلاق والاولے ای الدنیا انما خلقت لاجل الآخرۃ فانیۃ مشوبۃ فی المضار فالمراد بالآخرۃ
والاولے کما انہا وفی التاویلات النجمیۃ یعنی احوال نہایتک افضل واکمل من احوال بدایتک کما اخبر بقولہ
الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم لا یزال یطیر بجناحی الشریعۃ والطریقۃ فی جو السماء
السیر ویترقی فی مقامات القرب والکرامۃ وکذا حال ورثتہ انتہی اور یہ قول کہ روضہ اقدس سے جہاں جاتے
تہیا شریعت لیجاتے ہیں مستندہ ما قال فی المواہب وقد ذکر عن السلف والخلف انہم ہم بل بعض جماعۃ کانوا
یصدقون بہذا الحدیث یعنی من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ انہم راوہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
فی النوم فراوہ فی الیقظۃ وسئلوہ عن اشیاء کانوا منہا متشوشین فاخبرہم بتفریجہا ونص لہم علی الوجوہ
التی منہا یکون فرجہا فجاء الامر کذلک بلا زیادۃ ونقص ورأیت فی کتاب المنح الالہیۃ فی مناقب السادۃ
الوفائیۃ عن سیدی علی ابن سیدی محمد وفا انہ قال فی بعض شانہ کنت وانا ابن خمس
سنین اقرأ القرآن علی رجل یقال لہ الشیخ یعقوب فاتیتہ یوما فرأیت انسانا یقرأ علیہ سورۃ والضحی
وصحب قسیس لہ وجہی لی شدتہ باہ الم فغیبہ لیضحک احیانا فرأیت النبی صلی اللہ تعالے علیہ
وآلہ وسلم یقظۃ لا مناما وعلیہ قمیص ابیض قطن فقال اقرأ فقرأت علیہ سورۃ والضحی والم نشرح
ثم غاب عنی فلما بلغت احدی وعشرین سنۃ احرمت لصلاۃ الصبح بالقرافۃ فرأیت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قبالۃ وجہی فعانقنی فقال لی واما بنعمۃ ربک فحدث فاوتیت لسانہ من ذلک الوقت انتہی اور
یہ قول کہ نظم ونسق عالم اون ہی کے تفویض ہوا ہے تمام احکام اون کی رائے پر نافذ ہوتے ہیں
اس کی دلیل اول گذر چکی حاجت اعادہ نہیں اور یہ کہنا کہ روزانہ مجرہ روضہ میں پیش ہوتے
ہیں اور سب کاموں سے عرض اقدس تک پہونچائے جاتے ہیں دلیل اس کی قال فی المواہب ترجمہ

وتعرض اعمال امتہ علیہ ویستغفر لہم روی ابن المبارک عن سعید ابن المسیب لیس من یوم الا وتعرض
علی النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ وعشیا فیعرفہم بسیماہم واعمالہم انتہی اور یہ
قول کر اور اعتقاد کرے کہ میں اوس جناب کے پیش نظر ہوں آپ حال میرا دیکھ رہے ہیں اور
گفتگو میری سنتے ہیں بلکہ علامہ قسطلانی مواہب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اس کی نیات اور
خطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گذرتا ہے اوس پر مطلع ہیں اور وہ عبارت مواہب کی یہ ہے
قال فی المواہب وینبغی ان لیقف عند محاذاۃ اربعۃ اذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع
غاض البصر فی مقام الہیبۃ کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ وسماعہ لسلامہ کما
ہو فی حال حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاہدۃ الامۃ ومعرفتہ باحوالہم ونیاتہم وعزائمہم وخواطرہم
وذلک عندہ جلی لا خفاء بہ فان قلت ہذہ الصفات مختصۃ باللہ تعالےٰ فالجواب ان من انتقل
الی عالم البرزخ من المومنین یعلم احوال الاحیاء غالباً انتہی اور عبدالنبی نام رکھنا جائز ہے اس لئے
کہ عبد بیان معنی مملوک میں ہے اور اضافت عبد کی طرف غیر اللہ کے اسامی میں تقریراً ثابت ہے
اس لئے کہ عبدالمطلب ابن ربیعہ ابن حارث حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے بھتیجے تھے اور صحابی
تھے اور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکا نام نہ بدلا اور مسلم نے انہیں سے روایت کی ہے وعن
عبدالمطلب ابن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ان ہذہ الصدقات انما ہی
اوساخ الناس وانہا لا تحل لمحمد ولا لآل محمد رواہ مسلم مشکوٰۃ ہذا التقریر الجواب واللہ الہادی للصدق والصواب
والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا حررہ الراجی عفو ربہ الستار محمد عبدالغفار عفی عنہ

ہذا ہو الحق المطابع والحق احق بالاتباع محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عنایت اللہ خان عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبداللہ عفی عنہ

الاجوبۃ کلہا صحیح واللہ در المجیب حیث اتی بالادلۃ الواضحۃ لاثبات المقاصد المذکورۃ کما لا یخفی علی معین عفی عنہ

الاجوبۃ کلہا صحیح محمد ریاست علیخان عفی عنہ

ہذا ہو الحق والصواب فللہ در المجیب المثاب محمد گوہر علی عفی عنہ

نعم الجواب وجب التحسین ابو زکا سراج الدین محمد سلامت اللہ عفی عنہ

سوال - کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین بیچ مسائل مفصلہ ذیل کے اول یہ کہ
کلمہ طیب کا نام قرآنی ہے یا حدیث پاک اور اس کا شان نزول کیا ہے اور یہی کلمہ شریف تمام انبیا
علیہ السلام کے زمانہ بعثت میں زبان مختلفہ میں جاری رہا ہے اور یہ کلمہ توحید اور کلمہ اور نام دوں

کے ساتھ موسوم ہوئے اُس کی وجہ تسمیہ کیا ہے دوسرے یہ کہ جناب ختم المرسلین صلعم کا نور مبارک
لفظ کن سے پہلے پیدا ہوا یا بعد اور اگر یہ کہا جاوے کہ علم الٰہی میں اس سے پہلے سے تھا تو تمام
موجودات کا علم الٰہی میں اسیطرح تھا یا نہیں اور علم الٰہی قدیم ہے اور جو کن کے بعد کہا جاوے
تو ثبوت تقدیم نور حضرت کا کن وجوہ سے ہے یہ امورات تفصیل وار بر کس کتاب سے ثابت ہونگے
مع اُس کی نقل کے جواب تحریر فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول

کلمہ طیب کلام سبحانی اور وحی ربانی ہے اور وارد ہے قرآن شریف میں دو جگہ ایک سورۂ الصافات میں کما قال سبحانہ
تعالیٰ اذا قیل لہم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون اور اس جگہ یہ آیت اسواسطے نازل فرمائی کہ جب کفار بہکے ہوئے اور انکو
بہکانیوالے دوزخ میں ڈالے جاوینگے اور تابعین اور متبوعین میں جھگڑا ہوگا پس حق تعالیٰ اُن کے حال
سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ سب عذاب میں شریک ہیں اسواسطے کہ یہ سب کلمہ توحید سے انکار
کرتے تھے اور منکر کلمۂ توحید کا لائق دوزخ ہے خواہ تابع ہو یا متبوع اور دوسری جگہ سورۂ محمد میں جیسا
کہ فرمایا حق سبحانہ و تعالیٰ نے فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ اور نزول اس کا اس محل میں اسواسطے تھا کہ ایک اعرابی نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آویگی تو فرمایا حق تعالیٰ نے کہ یہ لوگ قیامت کو
پوچھتے ہیں علامتیں اس کی موجود ہو گئیں اور جب قیامت آجاویگی تو ان لوگوں سے کوئی کام توبہ اور اعمال
صالحہ کا نہو سکیگا لہذا تم اس کو جانو یعنی اس بات پر ثابت اور قائم رہو کہ اللہ تعالیٰ معبود برحق ہے
اور سوا اوس کے کوئی معبود برحق نہیں تاکہ یہ توحید الٰہی قیامت میں نفع بخشے اور چونکہ یہ کلمہ خالص
توحید الٰہی پر دلالت کرتا ہے اسواسطے اس کلمہ کا نام کلمۂ توحید رکھا اور اسواسطے کہ اور کلموں میں تحمید اور
تقدیس الٰہی بھی پائی جاتی ہے لہذا اُن کو اور ناموں کیساتھ موسوم کیا اور جواب سوال ثانی یہ ہے کہ نور

جواب سوال ثانی

مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تجلی کن سے پہلے پیدا ہوا ہے جیسا کہ وارد ہے حدیث میں
ان اول ما خلق اللہ نوری یعنی پہلے وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی میرا نور تھا اور کلمۂ کن کوئی چیز
مخلوق نہیں ہے کہ تقدم یا تاخر اس کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا جاوے بلکہ یہ کلمہ تعبیر اور
بیان ہے تعلق قدرت الٰہی جل شانہٗ کا ساتھ مخلوقات اور مقدورات کے چنانچہ تفسیر بیضاوی میں
تحت آیۂ کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون کے فرماتے ہیں وھو تمثیل قدرتہ تعالیٰ
فی مرادہ تعالیٰ بامر المطیع فی المطاع فی حصول المامور من غیر امتناع و توقف و افتقار الی مزاولۃ عمل واستعمال

آلآ انتہی یعنی سو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ امر الٰہی یوں ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے
ہو جا پس وہ چیز ہو جاتی ہے بلاتکلف مراد اس سے یہ ہے کہ جسطرح کوئی امر کرے کسی چیز کے ہونیکا
اور وہ چیز موافق امر کے بلاتکلف ہو جائے اسیطرح جب قدرت الٰہی متعلق کسی مخلوق سے ہوتی ہے
تو وہ مخلوق بلاتکلف ہو جاتی ہے اور اسیطرح سے تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے فقط واللہ سبحانہٗ اعلم و علمہ

اتم المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — قد صح الجواب محمد گوہر علی — الجواب لاریب فیہ محمد عبد اللہ — الجواب صحیح
محمد ریاست علی خان — الجواب صحیح سراج الدین — الجواب کافی محمد سلامت اللہ — المجیب مصیب محمد عبد الغفار عفی عنہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے عظام و فضلاء کرام اہل اسلام سنی کلمۂ توحید میں کہ معانی مختلفہ ذیل سے کونسے
معنی صحیح اور حق اور قابل تصدیق ہیں کہ بعض ادنیٰ سے غلط معلوم ہوتے ہیں اور بعض صحیح اور موافق عقیدہ
مشرکین کے ہیں مخالف ان کے عقیدہ کے نہیں اور بعضے مخالف عقیدہ مشرکین اور صحیح ہیں لیکن موحد وجو
دی یا ہمہ اوست کے ہیں جنکے اکثر علماء منکر ہیں تفصیل اس کی یہ ہے لا الٰہ الا اللہ میں ایک سو پانچ احتمال
ہیں اسطور پر کہ الٰہ سے مراد یا الٰہ ممکن ہوگا یا الٰہ واجب یا الٰہ مطلق اس لئے کہ الٰہ کا اطلاق ممکن اور واجب
دونوں پر کلام الٰہی میں آیا ہے جیسے اجعل الآلهة الٰها واحدا میں پس الٰہ میں تین احتمال ہیں اور الا میں دو احتمال ہیں
استثنا کا ہوگا یا بمعنے غیر کے پس سب چھ احتمال ہوئے پھر ہر تقدیر پر خبر لا کی محذوف مانیں گے یا محذوف
نہ مانیں گے اور بر تقدیر محذوف ہونے کے جز عام محذوف ہوگی یا خاص اگر عام محذوف ہوگی یا شئی
محذوف ہوگی یا موجود پس تقدیر کلمہ کی لا الٰہ شئی الا اللہ ہوگی یا لا الٰہ موجود الا اللہ ہوگی۔ یہ بارہ احتمال بر تقدیر
جز کے ہونے پھر ان صورتوں میں مستثنیٰ منہ یا موصوف یا شئی یا موجود کو قرار دیا جائے گا یا الٰہ کو مستثنیٰ منہ یا موصوف کہیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ
ورسولہ صلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ سید الاولین والآخرین وآلہ واصحابہ اجمعین **اما بعد** کہتا ہے بندہ گنہگار
عبد الغفار کہ جو مولوی عبد العزیز صاحب امروہی نے سوال میں ایک سو پانچ احتمال کلمہ طیبہ میں گذشتہ
اور جواب میں جنکو قابل تصدیق اور موحد توحید وجودی قرار دیا اور ما سوا سے غیر صحیح حضرت پیر و مرشد
روحی فداہ نے جواب الجواب لکھا اور اس کی تردید کی حق دی ہے جو حضرت نے جواب الجواب
میں تحریر فرمایا آخر میں یہ جملہ تحریر فرمایا اور یہاں ترددات کلام سائل و مجیب میں ہیں ہم نے بخوف تطویل
اسیقدر پر اکتفا کیا اس بندہ ناچیز نے ان ترددات کو واسطے فائدہ عوام بیان کر دیا لا الٰہ الا اللہ

یہ چھ قسم احتمال ہوئے بر تقدیر حذف خبر کے پھر کلمۂ لا نفی جنس کی اسم سے کرے گا موافق نحو کے یا نفی
اسم کے خبر سے مخالف نحو کے یہ اڑتالیس احتمال عقلی ہوئے صحیح ہوں یا غلط اور چھ احتمال بر تقدیر عدم
حذف خبر کے تھے اُن چھ میں سے جن تین احتمالوں میں الا بمعنے غیر لیا گیا اُن تین احتمالوں میں یا
اله موصوف بغیر الله منفی ہوگا یا صفت غیریت کے اله سے منفی ہوگی تو وہ تین چھ ہوگئے پس بر تقدیر
عدم حذف خبر کے نو احتمال ہوئے اور بر تقدیر حذف کے اڑتالیس جملے کل ستاون ہوئے جن نو
احتمالوں میں خبر لا محذوف نہیں اُن میں سے چھ میں نفی اله کی کی ہے جو غیر الله ہے اور تین میں نفی
غیریت کی اله سے جن چھ میں نفی اله مستثنیٰ عنہ الله کی یا نفی اله غیر الله کے کی گئی ہے نفس الامر سے
تو مراد یا اله ممکن کی نفی ہوگی یا اله مطلق کی یا اله واجب کی اگر نفی اله ممکن یا اله مطلق کی کرینگے تو غلط ہوگا
اسلئے کہ اله ممکنہ ہی نفس الامر میں موجود ہیں اور اگر نفی اله واجب مستثنیٰ عنہ الله یا اله واجب غیر الله کی کرینگے تو
فائدہ نہیں سلئے کہ جو غیر الله ہو وہ ہر شے نفس الامر سے منفی ہے پس نفی اس کی بیفائدہ ہے دوسرے کلمۂ توحید رد عقیدہ مشرکین کیلئے
وارد ہوا ہے اور اس تقدیر پر اُنکے عقیدہ کا رد نہیں ہوا اُن کے نزدیک بھی اله واجب جو غیر الله ہو
نفس الامر میں موجود نہیں جو اله غیر الله اُن کے نزدیک ہیں وہ واجب نہیں ممکنہ ہیں ایسی ہی جن
تین صورتوں میں نفی غیریت کی کی گئی ہے تو مراد اله سے یا اله ممکن لینگے یا مطلق یا واجب اگر اله
ممکن یا اله مطلق سے نفی غیریت کی کرینگے تو عینیت ہر اله کے ساتھ الله کی لازم آویگی جو حاصل توحید
وجودی اور ہمہ اوست ہے اور اگر اله واجب سے نفی غیریت کی کرینگے تو خلاف عقیدہ مشرکین کے نہ ہوگا
اُن کے نزدیک بھی اله واجب غیر الله نہیں اور اڑتالیس احتمال جنمیں خبر لا محذوف ہے اُن میں سے چھ
میں نفی شی الا الله کی اله سے کی گئی ہے اُن میں بھی اله سے مراد اگر ممکن یا مطلق ہوگا تو معنے یہ ہونگے
کہ کوئی اله ممکن ہو یا مطلق مصداق کسی شی کا نہیں سوائے الله کے یعنی ہر اله الله ہی کا مصداق ہے

دل، بالا بے کلمۂ توحید سے فارق ہے درمیان کفر اسلام کے مصدق اور منکر اس کا مسلمان یا ایمان
حقیقی ازلی سے منکر اس کا کافر مشرک بے ایمان مدعی ابدی ہے اقرار لسانی موجب حکم ہے کہ یہ منکر فرقہ اہل اسلام
سے ہے اور منکر اس کا فرقۂ اہل کفر و شرک و ضلال سے ہے تصدیق قلبی باطن کو منور کر دیتی ہے اور عدم
تصدیق قلبی باطن کو ظلمت سے بھر دیتی ہے قولہ تعالیٰ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور
والذین کفروا اولیاءہم الطاغوت یخرجونہم من النور الی الظلمات اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون
ترجمہ اللہ دوست اُن لوگوں کا ہے جو ایمان لائے نکالتا ہے اُن کو اندھیروں کفر سے طرف نور ایمان
کے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا دوست اُن کے شیاطین ہیں نکالتے ہیں اُن کو نور ایمان سے

تو توحید وجودی اور ہمہ اوست لازم آگیا اور اگر الٰہ واجب مراد ہوگا تو معنے یہ ہونگے کہ کوئی الٰہ واجب مصداق
کسی شئی کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی جب الٰہ واجب فرض کیا جاوے مصداق اللہ ہی کا ہے تو مخالف عقیدہ مشرکین
کے ہوا اور جبکہ ہر ادنیٰ سی کمی بیشی دل کے نفی الٰہ کی شئی کا الا اللہ سے کی ہے تو ایسی ہی الٰہ سے مراد اگر الممکن یا
المطلق ہو تو معنے یہ ہوں گے کہ کوئی شئی سوائے اللہ کے مصداق الممکن یا المطلق کا نہیں یعنی باشئی ہی مصداق الممکن
یا المطلق کا ہے اور یہ کذب محض ہے اس لئے کہ اللہ ہرگز مصداق الممکن کا نہیں جب مصداق الممکن کا نہیں
تو مصداق المطلق کا بھی مطلقاً نہیں اس لئے کہ مطلق ممکن کو بھی شامل ہے صرف اللہ ہی میں منحصر نہیں اور اگر مراد
الٰہ واجب ہو تو معنے یہ ہوں گے کہ کوئی شئی سوا اللہ کے مصداق الٰہ واجب کا نہیں تو مخالف عقیدہ مشرکین

طرف اندھیریوں کفر کے یہ کافر دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ایمان عبارت ہے اسی کلمہ لا الٰہ الا اللہ
کی تصدیق کرنا اور مان لینا اور کفر انکار اس کلمہ توحید کا ہے اور نہ تصدیق کرنا حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ انہم کانوا
اذا قیل لہم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون ویقولون ائنا لتارکوا آلہتنا لشاعر مجنون۔ ترجمہ جب وقت کہا جاتا ہے کافروں
کو لا الٰہ الا اللہ یعنی ایمان لاؤ تکبر کرتے ہیں یعنی ایمان نہیں لاتے اور کہتے ہیں کیا شاعر مجنون کی وجہ سے ہم اپنے خداؤں
یعنی کفر اور شرک کو چھوڑ دیں گے ایسا نہ کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی
ایمان لایا اور بعض روایات میں مستیقنا قلبہ بھی آیا ہے۔ ترجمہ جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا جنت
میں داخل ہوگا صدق دل سے کلمہ توحید کا کہنا ایمان ہے اور ظاہر ہے کہ ہر شخص ممیز مکلف ہے ساتھ ایمان لانے
اور کہنے اور اقرار کرنے کے ساتھ کلمہ توحید کے بلکہ سارے انبیاء علیہم السلام اور سب امم سابقہ ولاحقہ مکلف
ساتھ کلمہ توحید کے ہیں سارے کتب سماویہ توریت انجیل فرقان وغیرہ مشتمل کلمہ توحید پر ہیں مدار نجات
کا یہی کلمہ توحید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ تعالیٰ کسی شخص
کو مگر بقدر وسعت اور سمجھ اس شخص کے اس بنا پر معنی کلمہ طیب کے ایسے ہونا چاہئے کہ ہر فرد بشر جن وانس
عورت مرد بوڑھے جوان چھوٹے بڑے شہری دیہاتی سب سمجھیں اور وہ معنی معین ایک ہونا چاہئے تاکہ باہم
اختلاف نہو عام فہم ہوں ظاہر ہوں کہ سب سمجھ سکیں دقت اور دشواری سمجھنے میں واقع نہو وہ معنی یہی ہیں
جو صاف ان لفظوں سے سمجھے جاتے ہیں ترجمہ زبان اردو میں لا الٰہ الا اللہ کا یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود
سوائے اللہ کے غرض شارع کے نازل کرنے اس کلمہ توحید سے یہ ہے کہ تمامی مخلوق جو مکلف ہیں ساتھ
کلمہ توحید کے جان لیں کہ اللہ تعالیٰ جو خالق و مالک سارے عالم کا ہے وہی اکیلا معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود
نہیں جو لوگ سوائے اللہ کے دوسری چیزوں کو مخلوقات میں سے معبود قرار دیتے ہیں وہ کافر ہیں شرک کیا

غرض اور جملہ میں ادنیٰ سے نفی شی کی الا اللہ سے کی ہو تو پھر الہ سے خواہ ممکن مراد ہو یا مطلق یا واجب ہر تقدیر پر
یہ معنی ہونگے کہ کوئی الہ سوائے اللہ کے مصداق شی کا نہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس سے لازم آیا ہے کہ مصداق
شی کا ضرور ہو اور جملہ میں ادنیٰ سے اس کے برعکس نفی الہ الا اللہ کی شی سے کی ہو تو معنے یہ ہوئے کہ کوئی
مصداق کسی الہ کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی ہر شی مصداق اللہ ہی کا ہے پھر ہمہ اوست ہو گیا اور جملہ میں
ادنیٰ سے نفی موجود الا اللہ کی اللہ سے کی ہے پھر اگر الہ سے الہ ممکن یا الہ مطلق مراد ہو گا تو معنے یہ ہونگے
کہ کوئی الہ ممکن ہو یا مطلق موجود نہیں سوا اللہ کے تو یہ غلط ہے اس واسطے کہ الہ ممکنہ بھی موجود ہیں اگر واجب
مراد ہو تو معنے یہ ہوئے کہ کوئی الہ واجب موجود نہیں سوائے اللہ کے یہ مخالف عقیدہ مشرکین نہیں
اور جملہ میں ادنیٰ سے عکس اس کے نفی الہ کی موجود الا اللہ کی ہے تو معنے یہ ہوئے کوئی موجود سوائے
اللہ کے مصداق الہ کا نہیں ہے اگر الہ سے مراد ممکن ہو یا مطلق ہو تو غلط ہے اس لئے کہ بعض موجود مصداق

عرب جنکی زبان عربی ہے بداہتہ ان الفاظ سے مراد شارع کی سمجھ لیتے ہیں۔ سب عجم غیر
عرب ان کے واسطے ضرورت ہے کہ ترجمہ ان الفاظ کا بیان کیا جاوے اور تحقیق لفظوں کی تاکہ عجم بھی مراد
شارع کو بسہولت سمجھ لیں اس کلمہ طیبہ میں چار لفظ زبان عربی کے ہیں پہلا لفظ لا ہے جس کے معنے نفی کے
ہیں ترجمہ لا کا نہیں ہے دوسرا لفظ اِلٰہ ہے فِعال کے وزن پر معنے اس کے اردو میں معبود کے ہیں جسکی
پرستش کیجاتی ہے جس کی پوجا کی جاتی ہے جسکی عبادت کیجاتی ہے زبان عربی میں اس کو اِلٰہ کہتے ہیں
اِلٰہ بالکسر بر فِعال بر تشدید و شدہ بمعنے مفعول ہر ایک تیسرا لفظ اِلّا غیر کے معنے میں اردو میں ترجمہ اِلّا کا لفظ غیر
اور سوا کے ساتھ کیا جاتا ہے چوتھا لفظ اسم اعظم اللہ ہے جب چاروں کو ملایا ترکیب دی تو جملہ ہو گیا
لا الہ الا اللہ جملہ خبریہ ہے اردو زبان میں ترجمہ یہ ہے ہو اگر نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اللہ
نام ہے اس ذات معظم کا جو موصوف ہے ساتھ جمیع صفات کمالیہ کے منزہ اور پاک ہے جمیع نقصانوں
سے منجملہ ان صفات کمالیہ کے سمع ہے بصر ہے حیات ہے علم ہے قدرت ہے مشیت و ارادہ
ہے منجملہ ان کے خالقیت کہ ہے خلق یعنی پیدا کرنا مخلوق کا صفت مختص باری تعالیٰ کی ہے وہی خالق
جمیع مخلوقات کا ہے مخلوق پر اپنے خالق کی شکر نعمت لازم ہے قولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن
کفرتم ان عذابی لشدید۔ سب سے بڑی نعمت الٰہی یہ ہے کہ ہم کو نیست سے ہست کیا ہم معدوم تھے
ہم کو موجود کیا شکر عبادت تعظیم منعم ہے۔ تعظیم شامل ہے افعال قلب عقائد کو ایمان کو اور عبادت
جوارح کو جو بیا دیگر جسم ظاہر سے متعلق ہیں اصل ساری عبادتوں میں ایمان ہے بغیر ایمان کے کوئی

الممکنہ کے ہیں اور اگر مراد الٰہ سے واجب ہو تو مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں اور جیزہ میں انہیں سے
نفی موجود کی الا اللہ نے کی ہے پھر اگر مراد الٰہ سے ممکن ہو یا مطلق تو غلط ہی کیواسطے کہ الممکنہ موجود ہیں
سوائے اللہ کے اور اگر الٰہ واجب مراد ہو تو مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں جیسا کہ مکرر گذرا اور جیزہ میں
اُن میں سے برعکس اس کے نفی الٰہ الا اللہ کی موجود سے کی ہے یعنی کوئی موجود مصداق کسی الٰہ کا نہیں
سوائے اللہ کے تو پھر ہمارا دست ہو گیا اور اگر خبر خاص محذوف کریں تو جب قرینہ عرف مستحق للاطلاق الا اللہ محذوف ہو
جیسے لا فتیٰ الا علی میں مستحق لاطلاق الفتی اور لا سیف الا ذوالفقار میں مستحق لاطلاق السیف کا ہے اور یہ احتمال بحسب عرف
سائغ ہے یعنی کوئی الٰہ سوائے اللہ کے لائق الٰہ کہنے کے نہیں اور کوئی فتیٰ سوائے علیؓ کے لائق فتیٰ کہنے کے
نہیں اور کوئی سیف سوائے ذوالفقار کے لائق سیف کہنے کے نہیں اس تقدیر پر بھی اگرچہ اُڑتالیس احتمال

بدون طاعت مقبول نہیں لہذا ایمان لانا سب عقلا پر لازم ہوا آمنوا باللہ و رسولہ کا حکم ہوا جو عبادتیں حق تعالیٰ نے
اپنے بندوں پر معین کی ہیں سب سے غایت تعظیم ظاہر ہوتی ہے اسیوجہ سے شرع میں عبادت اور پرستش اُن افعال
کا نام ہوا کہ جن سے غایت تعظیم سمجھی جاوے اور یہی مجمع علیہ ساری امت مرحومہ کا ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا ہے ایاک
نعبد اور دوسری نصوص قطعیہ شاہد ہیں اس بات پر کہ عبادت غیر اللہ کے حرام اور کفر و شرک ہے اور اس مضمون سے قرآن شریف
بھرا ہوا ہے لہذا مستحق عبادت اور پرستش کا وہ ہے کہ جس نے ساری مخلوقات کو پیدا کیا کافر جو تجویز کی عبادت اور
پرستش کرتے ہیں اُن کے رد اور منع کیواسطے کلمہ توحید نازل فرمایا اور جز دلگتی کہ کوئی مخلوق معبود اور مستحق عبادت
نہیں جسکو کافروں نے اپنے زعم فاسد کے اعتبار سے معبود قرار دیا ہی ہرگز معبود کے قابل نہیں اس لئے کہ مخلوق
ہیں اور مخلوق قابل معبودیت نہیں معبودیت صفت خالق کی ہے پر لا الٰہ سے مراد نفی معبودیت مخلوق سے کی ہے اور الا اللہ
سے مراد حصر معبودیت کا اللہ تعالیٰ میں ہی معنے کلمہ توحید کے ہیں ظاہر لفظوں سے سمجھے جاتے ہیں حق تعالیٰ
نے اس معنے کی تائید و تاکید میں بہت سی آیتیں بعنوانات مختلفہ نازل فرمائی ہیں بطور نمونہ و مثال دو چار
ذکر کیجاتی ہیں قولہ تعالیٰ انما اللہ الٰہ واحد ترجمہ فقط اللہ ہی معبود واحد ہی اس کے سوا کوئی معبود نہیں قولہ تعالیٰ
والٰہکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ہو ترجمہ معبود تمہارا معبود واحد ہے ایک ہی نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے اللہ لا الٰہ
الا ہو الحی القیوم الآیہ ترجمہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اُس کے زندہ زندہ کرنیوالا ساری عالم کا قائم رکھنے والا سب
کیواسطے کہ جو زمین اور آسمان میں ہے اُسی کا پیدا کیا ہوا ہے قولہ تعالیٰ والذین یدعون من دون اللہ
لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ترجمہ اور وہ جت الٰہ سوا اللہ کے جن کو
کافر حاجت کے وقت پکارتے ہیں خود مخلوق ہیں کسی شی کو پیدا نہیں کرسکتے مردے ہیں زندہ نہیں ہیں نہ جانتے ہیں اسکا

کلمہ میں مقصود ہیں اس طور پر کہ اس تقدیر پر بھی مستثنیٰ منہ یا موصوف الٰہ ہوگا یا مستحق پس بارہ احتمال ہوئے پھر بھی
اسم کی خبر سے کریں گے یا نفی خبر کی اسم سے پس جو بستیں ہوئے پھر نفی مبالغۃً ہوگی یا حقیقۃً پس اڑتالیس ہوئے مگر نحو
نحو اور عرف کے خلاف ہیں جنہیں نفی خبر کی اسم سے کی ہو مبالغۃً الٰہ مستثنیٰ منہ یا موصوف ہو پس کا ھذا الٰہ ممکن ہو یا واجب یا مطلق
تو معنے یہ ہوں گے کہ کوئی الٰہ سوائے اللہ کے مستحق اطلاق الٰہ کا نہیں مبالغۃً اگرچہ سوائے اللہ کے اور الٰہوں کو لغۃً الٰہ کہنا صحیح
ہے مگر چونکہ وہ الٰہ مثل اللہ کے کامل نہیں تو اسکے مقابلہ میں اوروں کو الٰہ کہنا لائق نہیں جیسے حضرت علی کے مقابلہ میں
اور مرد کو فتی کہنا اور ذوالفقار کے مقابلہ میں اور سیف کو سیف کہنا لائق نہیں تو مخالف عقیدہ مشرکین نہیں انکے
نزدیک بھی کوئی الٰہ مثل اللہ کے نہیں اور جتنے موافق نحو کے خلاف عرف کی ہیں جن میں نفی خبر کی اسم سے حقیقۃً کی ہو
اگر یہ مراد لیں گے تو معنے یہ ہوں گے کہ کوئی الٰہ سوائے اللہ کے مستحق اطلاق الٰہ کا لغۃً اور حقیقۃً نہیں یہ غلط ہے اسلئے کہ الٰہ
مستحق اطلاق الٰہ کا ہے حقیقۃً اور لغۃً جیسا کہ ظاہر ہے اور باقی احتمالات چونکہ خلاف نحو و عرف کے ہیں اور بھی خلل انکا
تقریرات سابقہ سے معلوم ہو سکتا ہے لہذا تفصیل اون کی بے فائدہ اور تطویل لاطائل ہے یہ سب احتمالات ایک سو
چھیانوے ہوئے اگر فرماویں کہ حسب قرینہ حالیہ مستحق للعبادۃ محذوف ہو سکتا ہے اور معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی الٰہ
سوائے اللہ کے مستحق عبادت نہیں تو جواب یہ پایا جائیگا کہ یہ معنے بھی غلط ہیں اسلئے کہ معنے عبادت کے طلب
اور تابعداری کے ہیں جیسے کہ عبداللہ بن یار و عبدالدرہم اور عبدالخمیصہ سے ظاہر ہے اور مستحق تابعداری
کے سوائے اللہ کے رسول اور صحابہ وغیرہم ہیں تو فرماتے کسی الٰہ کو یعنی معبود کو سوائے اللہ کے مستحق عبادت کے

کہا جاویگا قولہ تعالیٰ افمن یخلق کمن لا یخلق افلا تذکرون ترجمہ خالق اور مخلوق یکساں نہیں ہو سکتی

کہ دونوں معبود قرار دیے جاویں وقال اللہ لا تتخذوا الٰہین اثنین انما ہو الٰہ واحد فایای فارہبون
ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مت پکڑو دو معبود یعنی اللہ تعالیٰ جو خالق و مالک سارے عالم کا ہے
اوسی کو ہی معبود قرار دو اور اوس کی مخلوقات میں سے بتوں کو معبود نہ مانو فقط اللہ ہی معبود [illegible]
اور مجھی سے ڈرو یعنی بتوں کو جو تم نے معبود قرار دیا ہے ان سے مت ڈرو وہ مردہ ہیں نہ وہ نفع
پہونچا سکتے ہیں نہ نقصان صراحۃً آیات قرآنیہ سے ثابت ہے معبود وہی ہو سکتا ہے جو خالق عالم ہو حی قیوم
رب العالمین ہو مخلوق اور مردے معبود نہیں ہو سکتے صفت معبودیت خاص اللہ تعالیٰ کیواسطے ثابت
ہے عالم میں کوئی شیٔ معبود نہیں معبود وہی ہے جو سارے عالم سے خالق و مالک سارے عالم کا ہے رب العالمین
ہے کلمہ طیبہ کے ظاہر کئے ہوئے ایک معنی ہیں اختصاص وصف معبودیت کا اللہ میں اور نفی کرنا معبودیت
کا مخلوقات سے یہ معنے کلمہ طیبہ کے اظہر من الشمس ہیں اللہ کے نزدیک بھی معنے ہیں انبیاء رسل

اور تابعدار کیے نہ سمجھنا شرعاً غلط ہے اور عبادت کے معنے اگر غایت تعظیم ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اسلئے کہ عبادت
غیر اللہ شرک ہے اور شرک کسی وقت میں جائز نہیں اور غایت تعظیم یعنی سجدہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو
بامر اللہ کیا اور یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کیا پس عبادت غیر اللہ بہذا المعنے شرک نہیں اور اگر
عبادت کے معنے غایۃ تعظیم بحیثیت غایۃ معظم ہوں تو لازم آتا ہے کہ مشرکین کی عبادت کو جو بتوں کی لئے تھی
عبادت نکہیں اور انکو مشرک نکہیں اس لئے کہ وہ غایت تعظیم بحیثیت غایۃ معظم نہ کرتے تھے بتوں کو غایۃ
معظم نہ جانتے تھے اون کے نزدیک بھی غایۃ معظم سوائے اللہ کے کوئی نہ تھا قولہ تعالیٰ ولئن سألتہم من خلق السموات
والارض لیقولن اللہ اس پر شاہد ہے یہ ہی تفصیل معانی محکم کلمہ توحید کی آپ فرمادیں کہ ان معنے میں سے بھی

اولیاء اللہ باب ظاہر ارباب باطن جن وانس ملک سب کا ایمان یہی ہے یہ معنے متفق علیہا سارے عالم کے مؤمنین
کے ہیں اس معنے کو چھوڑ کر فلاسفہ ملاحدہ کی اصطلاحات لیکر نئے احتمالات رکیکہ پیدا کرنا لوگوں کو شبہ
تردد میں ڈالنا کام عاقل فضلاء من العالم کا نہیں ہے اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں خیال کیا
لا تجتمع امتی علی الضلالۃ اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار علی وہ بہرین اگر ایسے ہی احتمالات غیر صحیحہ غیر معتبرہ
نکالے جاویں تو ایک سو پانچ میں حصر نہیں مثلاً الہ ممکن لیا جائے تو موجود ممکن جوہر ہوگا یا عرض جوہر معقولہ دس
ہے اور عرض کے نو مقولے ہیں مجموعہ دس ہوئے و دس ہی جو احتمالات بر تقدیر الہ ممکن یا الہ مطلق کے نکالے
ہیں وہ دونے گونہ ہو جاویں گے اور بر تقدیر جوہر لینے کے وہ الہ ممکنہ مجردات سے ہو دیں گے یا مادیات
سے اور انواع مادیات کے لاتعد ولاتحصی ہیں مثلاً جمادات سے ہو دیں گے یا نباتات سے
یا حیوانات سے ہر ایک کی انواع کثیرہ ہیں تو حصر احتمالات ہو ہی نہیں سکتا اگر کہا جاوے کہ ممکن کا لینا
سب کیواسطے کافی ہے تو ہم کہیں گے مطلق لینا کافی تھا شامل تھا واجب اور ممکن کو کیوں اس پر
اکتفا نہیں کیا دوسرے ہم کہتے ہیں کافی نہیں اسلئے کہ مجیب نے چند احتمالات اختیار کئے اون کو
قابل تصدیق اور صحیح کہا تھا تو سے کو غیر قابل تصدیق اور صحیح کہا جائز ہے کہ عموم کے اعتبار سے
نفی معتبر نہوا در خصوصیت شخصیہ کے اعتبار سے معتبر ہو جب تک ساری احتمالات بالتفصیل باطل نہ کئے جاویں
مدعا ثابت نہیں ہو سکتا جب احتمالات لاتعد ولاتحصی ہیں اُنکا ابطال نہوا تو مدعا بھی ثابت نہوا مقصود قائل
کا ان احتمالات لاطائل سے توحید وجودی ثابت کرنا ہے یہاں صوفیہ کے دو اصطلاح ہیں ایک توحید
وجودی دوسری توحید شہودی توحید شہودی یہ ہے کہ جتنی اشیاء عالم تک موجود ہیں سب مظہر ایک آیت باری تعالیٰ
کے ہیں سے برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار + اور توحید وجودی یہ ہے

کرنی چاہیے یا کرنی اور معنے ہیں جنکی تصدیق کریں بینوا توجروا۔

الجواب

ان معانی میں سے اُن معانی کی تصدیق چاہیے جو موید توحید وجودی کی ہیں اور مخالف عقیدہ
مشرکین اور موافق نحو کے اور وہ چند احتمال ہیں دو تو یہ ہیں کہ الٰہ سے مراد الممکن ہو یا المطلق اور الا بمعنے
غیر لیا جاوے اور خبر محذوف نہ مانی جاوے بلکہ الا اللہ بمعنے غیر اللہ کے خبر گردانی جاوے جیسے لا زید
غیر خبر ہے اور نفی غیریت کی ہر الٰہ سے کیجاوے پس حاصل دونوں تقدیروں کا یہ ہے کہ کوئی الٰہ غیر اللہ
نہیں یہ معنے مختار محققین ہیں اس لئے کہ موافق نحو ہیں انمیں حاجت تقدیر اور تاویل کی کچھ نہیں اور چار یہ ہیں کہ الٰہ
سے الممکن مراد لیا جائے یا المطلق الا بمعنے استثنا یا بمعنے غیر لیا جاوے اور نفی خبر محذوف کو مستثنیٰ منہ یا موصوف قرار
دیا جاوے اور نفی خبر کی اسم سے کیجاوے پس حاصل چاروں تقدیروں کا ہوگا کہ کوئی الٰہ مصداق کسی شئی کا نیا،
سے نہیں سوائے اللہ کے یہ معنے اگرچہ محتاج تقدیر ہیں مگر صحیح اور موافق نحو اور مخالف عقیدہ مشرکین

کہ جب طالب میدان طلب میں قدم رکھتا ہے اور اپنے مقصود کیطرف متوجہ ہوتا ہے طالب صادق
کو بہ برکت پیران طریقت بعض طرق میں ایک حال وارد ہوتا ہے کہ سارے مخلوقات کا وجود ظلی اسکی
نظر سے محو ہو جاتا ہے حتی کہ اپنی ہستی بھی اس کی نظر اور علم سے گم جاتی ہے اس کا علم ساتھ وجود حق کے
متعلق ہو جاتا ہے اس وقت میں اس کا معلوم وجود حق ہوتا ہے مولینا روم فرماتے ہیں ؎ علم حق در علم صوفی
گم شود ۔ این سخن کے باور مردم شود ۔ شیخ منصور جو غلبہ حال میں فرماتے انا الحق اس کے معنے یہ نہ تھے
کہ میں جو بندہ منصور ہوں وہ حق ہے بلکہ یہ مراد تھی کہ سب اشیاء کا وجود علم سے منتفی ہو گیا کوئی شے
علم سے باقی نہ رہی تو انا تعبیر حق سے ہے حال کمال ہے لفظا صرف ضلال ہے غور کا مقام ہے مجیب
نے آیات نفی پانچ احتمالوں سے چند احتمال قابل تصدیق قرار دئے پہلے دو احتمال یہ ہیں کہ الٰہ سے
مراد الممکن ہو یا مطلق پس حاصل دونوں تقدیروں کا یہ ہوگا کہ کوئی الٰہ غیر اللہ نہیں یہ معنے مختار محققین
ہیں جب الممکن غیر اللہ نہیں عین اللہ ہیں تو بت پرستوں نے جو بتوں کی پرستش کی وہ چونکہ غیر اللہ نہیں تو پرستش
اللہ کی ہوئی ان سے مواخذہ کیسا اُن کو کیوں مشرک کہتے ہیں سب عبادت اللہ کی کرتے ہیں جب اللہ حسب
زعم قائل عین سب بتوں کا ہے کوئی بت اس کا غیر نہیں تو شرک کی بنیاد عالم سے اٹھ گئی شرک باقی نہ رہا
کوئی مشرک نہ رہا سب موحد ہو گئے کوئی عالم میں مسلمان بھی باقی نہ رہا تمام عالم کے مسلمان بتوں کی عبادت

اور موید توحید وجودی ہیں اس لئے کہ ان اذعان و تصدیق میں باقی احتمالات میں سے کوئی بھی قابل تصدیق
اور صحیح نہیں جیسا کہ سائل نے کہا اور توحید وجودی سے انکار کرنا اکثر علماء کا قلت تامل اور عدم تدبر
سے ہے افسوس کہ تمام علوم درسیہ عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ کلمہ توحید
کس طرف لیجاتا ہے آیا توحید وجودی اس سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں اور ہم جو کلمۂ توحید کے
معنے سمجھے ہے ہیں وہ موافق نحو کے ہیں یا نہیں یہ معنے عقیدہ مشرکین کو رد بھی کرتے ہیں یا نہیں
اگر سوچتے تو ضرور معلوم ہو جاتا کہ توحید وجودی حق ہے اور معنے جو ہم سمجھتے ہیں نہ موافق نحو کے
ہیں نہ مخالف عقیدہ مشرکین کے اس لئے کہ معنے کلمۂ توحید کے یہ ہیں کہ کوئی الٰہ حق نہیں سوائے
اللہ کے ترجمہ صاحبوں نے الٰہ سے مراد الٰہ حق یعنی الٰہ واجب لیا اب یہ ترجمہ محتمل دو معنے کا ہے ایک
یہ کہ الٰہ واجب غیر اللہ نفس الامر میں نہیں یہ معنے صحیح ہیں مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں دوسرے
یہ کہ کوئی شخص مصداق الٰہ واجب کا نہیں سوائے اللہ کے یہ معنے بھی نفس الامر میں صحیح نہیں اس لئے
کہ اس میں نفی اسم کی یعنی الٰہ کی خبر سے یعنی شی سے کی ہے اور یہ خلاف نحو کے ہے اور مخالف عقیدہ مشرکین
کے بھی نہیں ان کے نزدیک بھی کوئی شی مصداق واجب کا نہیں جیسا کہ سائل نے بیان کیا ہے اور توحید
وجودی کی حقیقت دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے تفصیل کے لئے تو دفتر چاہئے مختصر ایک دلیل عقلی اور ایک
نقلی لکھتا ہوں عقلی یہ ہے کہ کوئی شی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتی اس لئے کہ حکمت میں ثابت ہو چکا ہے کہ وجود
عین ذات واجب ہے اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں مگر عادم اور عادم موجود نہیں ہو سکتا پس
غیر واجب یعنی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتا اور دلیل نقلی کلمۂ توحید ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ الٰہ عین اللہ
ہے ہر موجود عین اللہ ہے اس لئے کہ ہر موجود مصداق الٰہ ہے اس لئے کہ الٰہ کہتے ہیں معبود کو
اور معبود کہتے ہیں اس کو جس کی کوئی عبادت کرے اور عبادت کہتے ہیں تابعداری کرنے کو
اسی واسطے جو کوئی کسی کا تابعدار ہوتا ہے تو اس کو اس کا عبد اور بندہ کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں
عبد الدینار اور عبد الدرہم اور بندہ پیٹ کا اور بندہ روپیہ کا اور جس کا کوئی تابعدار ہوتا ہے

کافر کہتے ہیں کوئی یہ نہیں جانتا کہ اللہ اور بت و سمندر و دن میں ز ہے ہیں تو خدا ہیں ابھی معنے کلمہ
توحید کے گھڑے کہ مسلمان مسلمان نہ رہے اور مشرک موحد ہو گئے سارے احکام شرع
درہم برہم کر دئے بریں عقل و دانش بباید گریست وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی
خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

اُس کو معبود اور الٰہ کہتے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ الٰہ ہواہ ہوا کو الٰہ کہا بالجملہ اطلاق الٰہ کا تبرا دس شئ پر آتا ہو جس کا وہ تابعدار ہو اور کوئی موجودات میں ایسا نہیں جس کا کوئی تابع نہیں پس غور کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ ہر موجود مصداق الٰہ کا ہے اور لا الٰہ الا اللہ اس پر دال ہے کہ جو مصداق الٰہ کا ہے عین اللہ ہو پس ثابت ہوا کہ ہر موجود عین اللہ ہے اگر اعتراض کریں کہ شرع میں غیر اللہ کو الٰہ اور معبود گردانی سے ممانعت آئی ہے تو جواب دیا جاوے گا کہ ہاں غیر اللہ کو غیر اللہ سمجھکر الٰہ اور معبود گردانا منع ہے اور شرک اسے شرع میں اسیکی ممانعت آئی ہے جگہ آیتہ میں شرک کی ممانعت ہے لفظ دون اللہ موجود ہے یعنی غیر اللہ کو معبود اور موجود مت سمجھو عالم میں جہاں جہاں معبود ہے وہی معبود ہے۔ ہو الذی فی السماء الٰہ فی الارض الٰہ یعنی آسمان میں بھی وہی معبود ہے اور زمین میں بھی وہی معبود کسی جگہ کوئی معبود غیر اوس کا نہیں اور کیسے ہو کہ معبود ہونا تو فرع ہے موجود ہونیکی اور جب بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہو کہ غیر اوس کا موجود ہی نہیں تو معبود کیسے ہو سکتا ہو واللہ اعلم احکم۔ العبد المجیب فقیر محمد عبدالعزیز ساکن امروہہ محلہ چلہ لایان ضلع مراد آباد ۔

جواب الجواب از حضرت مولانا محمد ارشاد حسین صاحب قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اولاً سمجھنا چاہیے کہ حصر کرنا سائل کا الٰہ کو ممکن یا واجب یا مطلق میں بموجب قاعدہ کے ہی یا موافق غرض قائل کلمہ توحید کے جو شارع ہے اور اُس نے موافق لسان مستعمل عرب کے تکلم اور خطاب فرمایا ہو اگر موافق قاعدہ کہا جائے تو حصر مسلم ہے لیکن قائل کلمہ کی غرض ہونا غیر مسلم ہے اسواسطے کہ اصطلاح واجب اور ممکن اور مطلق دونوں سے استعمال اہل لسان نہیں ہے بلکہ یہ اصطلاح اہل حکمت ہی شارع اور لسان شناسان عرب کو جو مخاطبین شارع ہیں ان اصطلاحات کی غرض نہیں پس ممکن ہے کہ مراد الٰہ سے کلمہ طیبہ میں الٰہ حق یعنی معبود برحق لیا جاوے اور الٰہ بمعنی معبود مطلق ہو جو معبود حق اور معبود باطل ہونیکا۔

اور ہر چند جو الٰہ بمعنی جو مراد لیا اگرچہ فی الواقع واجب ہی ہو لیکن قائل کو نہ اُس سے غرض نہ اُس کی طرف التفات پس معنے کلمہ طیبہ کے یہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اللہ تعالیٰ کے اس تقدیر پر خبر لا کی الا اللہ کو گردانو یا محذوف مانیں اگر الا اللہ کو خبر کہیں اور لا بمعنے غیر لیویں تو حاصل معنے یہ ہوں گے نہیں کوئی معبود برحق غیر اللہ یس لامحالہ معبود برحق عین اللہ ہوگا اور اگر خبر محذوف کہیں اور اسم عام قبل شئی یا موجود یا متحقق یا ثابت کے مقنے یہ ہوں گے کہ نہیں ہے کوئی معبود یعنی مصداق شئی یا موجود یا متحقق یا ثابت کا ایسا موجود یا ثابت

جو موصوف ہو ساتھ غیر اللہ کے اور جب کوئی معبود حق مصداق شی یا ثابت کا ایسی شی یا ثابت جو موصوف ہو ساتھ غیر اللہ کے نہ ہو تو بالضرور وہ مصداق ایسی شی یا ثابت کا ہوگا جو موصوف ہو ساتھ عین اللہ کے پس کلمہ توحید سے نہ توحید وجودی مستفاد ہوئی اور نہ اُس کے معنے میں موافقت عقیدہ مشرکین لازم آئی اور اللہ تعالیٰ کا معبود حق ہونا مفہوم کلمہ طیبہ سے ظاہر ہوا بدوں لزوم کسی قباحت کے اور تعینات شقوق پنج تفعیل و شمول کے شقوق صحیحہ و باطلہ کو تطویل بلا طائل کر کے لا لطول الکلام بذکرہ اور مسئلہ توحید وجودی ہر چند موافق ذوق اہل معرفت کی صحیح اور ہرا بین کشفیہ عارفانہ اور استنباطات لطیفہ کتاب و سنت سے ثابت اور مبرہن ہو لیکن مفہوم کلمہ طیبہ سے ظاہر ہونا اس کا ظاہر نہیں لیکن جو سائل نے الہ کے معنی مستحق یا ممکن یا واجب یا مطلق قائم کر کے پھر الا کو بمعنی غیر یا بمعنے استثنا مع حذف یا ذکر خبر کے لیکر ایک سو پانچ احتمال نکالے اور اُن میں سے ہر تقدیر احتمالات کی توحید وجودی مفہوم کلمہ طیبہ سے مستفاد کی تقادیر مذکور پر یہ سب احتمالات راسًا ساقط ہو گئے اور استفادہ توحید وجودی کا کلمہ طیبہ سے نہ ہوا اور وہ جو سوال میں کہا اگر فرماویں کہ بسبب قرینہ حالیہ مستحق للعبادۃ محذوف ہو سکتا ہے اور معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی الہ سوائے اللہ تعالیٰ کے مستحق عبادت نہیں تو جواب میں کہا جاتا کہ یہ معنی بھی غلط ہیں اس لئے کہ معنے عبادت کے طلب اور تابعداری کے ہیں جیسے کہ عبد اللہ اور عبد الدرہم سے ظاہر ہے اور مستحق طلب اور تابعداری کے سوائے اللہ کے رسول اور صحابہؓ وغیرہم ہیں شرعاً پس کسی الہ کو یعنی معبود کو سوائے اللہ کے مستحق عبادت اور تابعداری کے نہ سمجھنا شرعاً غلط ہے انتہی ایس یہ امر ہے کہ معنی عبادت کے مطلق طلب اور تابعداری کے نہیں ہیں اور عبد الدینار اور عبد الدرہم سے یہ امر اصلاً ظاہر نہیں اس لئے کہ معنے شرعی عبادت کے نہایت تعظیم کے ہیں کما قال فی التفسیر الکبیر وغیرہ فظاہران العبادۃ نہایت التعظیم انتہی پس مطلق طلب اور تابعداری کو جب تک کہ اوس میں نہایت تعظیم نہ ہو شرعاً عبادت نہ کہیں گے اسی وجہ سے مطلق طالب اور صاحب دنیا کو عبد الدینار نہیں کہتے جب تک کہ رضائے معبود حقیقی پر اسکو ترجیح نہ دی اور جب رضائے معبود حقیقی پر اسکو ترجیح دی تو نہایت تعظیم دینا متحقق ہوئی اسلئے کہ رضائے مولیٰ پر اس کو اختیار کیا اور سب سے زیادہ نہایت تعظیم کیا ہوگی۔ روی البخاری عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعس عبد الدینار و عبد الدرہم و عبد الخمیصۃ ان اعطی رضی وان لم یعط سخط الحدیث قال فی المرقات قولہ عبد الدینار ای الذی اختار علی رضا معبودہ الجبار بان یاخذہ من غیر حلہ ان لا یصرفہ فی محلہ وکذا قولہ عبد الدرہم و عبد الخمیصۃ وہی ثواب خز او صوف معلم خصت بالذکر لان الغالب فی لبسہا الخیلاء والرعونۃ والریاء والسمعۃ ومن کمال میل النفس الیہا و عدم الطاقۃ لفراقہا کانہا عبد لہا او دعا علی من استعبدہ محبت الدنیا واسترقہ الہوی واعرض عن عبودیۃ المولی ولم یقبل صاحبہا اذا ما بالغ ممن یکون اسیر الجمع المال بحیث لا یودی حق المالک المتعال انتہی مختصر اپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جو مستحق الاطاعت ہیں نہ ازل تو خود مستحق اطاعت نہیں بلکہ بحکم اللہ تعالیٰ کے ہیں پس طاعت ان کی فی الحقیقت اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہے کما قال اللہ سبحانہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور ثانیاً یہ کہ اطاعت ان کی بطور نہایت تعظیم ان کی نہیں ہے بلکہ

اُنکی ہیچ اداکر نے اون امور کے ہی جنمیں شباہت تعظیم اللہ تعالی کی ہوگی یہان تک کہ اطاعت ان کی مخالفت امر الٰہی میں
ممنوع ہی کما ورد فی الحدیث الصحیح لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق انتہی پس کوئی شی مستحق عبادت یعنی شباہت تعظیم
کے سوا اللہ تعالی کے نہیں ہی تو جس کسی نے معنے لا الہ الا اللہ میں الہ سے مراد مستحق عبادت حسب قرینہ حالیہ لیا ہی یہ معنی
صحیح ہین اور اعتراض مذکور فی السوال اوسکے مدفوع ہی اور وہ جو مجیب نے اثناء جواب میں لکھا کہ یہ علماء معنی کلمہ ذیل یہ کے
یہ کہتے ہین کہ کوئی الہ حق نہیں سوائے اللہ تعالی کے تو ان صاحبوں نے الہ سے مراد الہ حق یعنی واجب لیا اب یہ ترجمہ
محتمل دو معنی کا ہی ایک تو یہ کہ الہ واجب غیر اللہ نفس الامر میں نہیں یہ معنی صحیح ہین مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں
انتہی بحالہ اسکا یہ ہی کہ جس کسی نے الہ سے مراد الہ حق لیا ہی تو اس کو واجب ہونا اور ممکن ہونا الہ کے کچھ غرض نہیں بلکہ
الہ یعنی معبود حق بمعنی مستحق عبادت عام اس سے کہ واجب ہو یا ممکن کیا اس تقدیر پر یہ کہنا مجیب کا کہ الہ حق یعنی
واجب لیا غلط ہوا اور اسپر یہ تفریع کہ الہ واجب غیر اللہ نفس الامر میں نہیں یہ معنی صحیح ہین مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں
بنا فاسد علی الفاسد ہے اسواسطے کہ جب الہ سے مراد معبود برحق ہی یعنی مستحق عبادت لیا تو معنے کلمہ طیبہ یہ ہونگے کہ کوئی
معبود مستحق عبادت اعم من ان یکون واجبا او ممکنا غیر اللہ تعالی نہیں بلکہ عین اللہ تعالی کے لیے ہی پس یہ معنے سراسر مخالف
عقیدہ مشرکین سے کہ وہ غیر اللہ تعالی کو مستحق عبادت سمجھکر عبادت اوسکی کرتے ہین اگرچہ واجب نہ سمجھیں اور بلا ... اونکے
نزدیک کوئی شی مصداق الواجب کا نہیں لیکن الہ یعنی معبود مستحق عبادت کے کروڑون مصداق ہین کما لا یخفی اور وہ جو آپ نے
میں لکہا کہ توحید وجودی کی حقیقت بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہی دلیل عقلی یہ ہے کہ کوئی شی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتی
اس لئے کہ حکمت میں ثابت ہو چکا ہی کہ وجود عین ذات واجب ہی اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں مگر عدم
اور عدم موجود نہیں ہو سکتا پس غیر واجب یعنی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتا انتہی اسمیں کہا جائے گا کہ وجود کو جو حکمت
میں عین واجب ثابت کیا ہی وجود سے معنی مصدری مراد ہین یا مابہ الموجودیۃ اگر معنے مصدری مراد ہین تو وہ معنی
انتزاعی ہین پس عینیت اس کی ساتھ واجب تعالی کے باین معنے ہوگی کہ منشا انتزاع اس وجود مصدری انتزاعی کا اس
ذات واجب ہی کوئی شی آخر ذات میں سوائے ذات کے منشا انتزاع نہیں اور جب وجود مصدری باین معنے عین ذات
واجب ہوا تو یہ وجود منتزع ذات واجب سے وجود مصدری مطلق نہوگا بلکہ ایک حصہ ہوگا وجود مصدری مطلق کا اس
لئے کہ منتزع ہی ذات خاص واجب تعالی سے پس اضافت سے طرف ذات کے ایک حصہ وجود مطلق کا ہو جائے گا
اور معنی عینیت کا مرجع یہ ہوگا کہ حصہ وجود مصدری کا عین ذات واجب ہی یعنی منتزع ہے نفس ذات واجب سے نہ امر زائد
سے اب عدم اس وجود کا عدم خاص ہوگا پس معنے اس مقدمہ کے کہ وجود نہیں مگر عدم یہ ہوئی کہ غیر وجود خاص
نہیں مگر عدم خاص یعنی عدم وجود مصدری واجبی پس غیر واجب کے موجود ہونیکو منافات صادق اس عدم کے
نہیں اس لئے کہ کہا جائیگا کہ ممکن موجود ہی اور اسپر صادق ہے یہ امر کہ یہ ممکن موجود عدم خاص واجب ہی جیسے وجود عام

عدم وجود خاص عمرو بکر سے ہے اور منافات اس عدم خاص کی وجود خاص آخر سے نہیں پس اس تقدیر پر وجود مخصوص حق تعالیٰ
اور سبھی ممکنات سے ہوا اور اگر مراد وجود سے مابہ الموجودیۃ ہے تو یہ امر بہت واضح ہے کہ مابہ الموجودیۃ ہر شئی کا مخصوص
ہوگا ساتھ اس شئی کے متعلق ہوگا ورنہ مابہ الموجودیۃ اس شئی کا کیونکر قرار پائے گا اور جب یہ مابہ الموجودیۃ واجب کا عین
واجب ہوا تو یہ منافی اسکے نہیں کہ ممکن بھی موجود ہو اور مابہ الموجودیۃ اس ممکن کا عین ممکن ہو جیسے کہ محققین نے اختیار کیا ہے
یا غیر ممکن ہو جیسا کہ غیر محققین نے کہا ہے اس لئے کہ اس تقدیر پر معنی مقدمہ مذکورہ یعنی غیر وجود نہیں مگر عدم یہ ہوئی کہ غیر مابہ
الموجودیۃ واجب نہیں مگر عدم اس مابہ الموجودیۃ کا پس بر تقدیر موجود ہونے ممکن کی ممکن پر یہ عدم مابہ الموجودیۃ واجب کا صادق
ہے پس یہ کہنا کہ عدم موجود نہیں ہو سکتا غلط ہوا بلکہ یہ عدم خاص ہے اور صادق آتا ہے اوپر وجود غیر کے اور منافات
نہیں رکھتا وجود غیر سے پس اس کلام سے اثبات توحید وجودی اصلا نہوا اور دلیل نقلی جو کلمہ توحید سے قائل کی نفی وہ
تو بر تقدیر معنی مجوزہ مجیب قائم ہوئی تھی اور جب کلام سابق سے عدم صحت اس معنے کی واضح ہو گئی تو دلیل نقلی بھی مثل
دلیل عقلی کے مفید مثبت توحید وجودی نہوئی معہذا ہر شئی کو بزعم معبود اور مطلوع ہونیکے الاقرار دینا اور معنی الہ کے مطلقا
معبود اور مطلوع لینا اور معنی عبد کے مطلقا فرمانبردار اور تابعدار قرار دینا منافی ہے اصطلاحات شرعیہ اور محاورات عرب کے
اور سوا اس کلام کے جو لکھا ہے اور بھی ترددات کلام سائل اور مجیب میں ہیں مگر بخوف تطویل اسیقدر پر اکتفا کیا اور اصل مجہول
غرض لغرض اختیار اختصار کیا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط

الجیب ارشاد حسین عفی عنہ الجواب ہو الصواب — محمد عبد الغفار عفی عنہ قد صح الجواب محمد امداد حسین عفی عنہ

سوال . اول بیجہ سفر یا سید علماء دین و مفتیان شرع متین معنے این حدیث شریف من رأی فقد رأی الحق فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

معنے حدیث مذکورہ این است کہ ہر کہ مرا بخواب دید پس آن بدید حق را یعنی امر ثابت واقعی را دید و آن من ہستم نہ شیطان
زیرا کہ در تمثیل میتید و صورت حق کردن نمیتواند پس کہ مرا بخواب دید در حقیقت مرا دید و احتمال این نیست کہ شیطان بصورت
مرئیہ متمثل شدہ باشد و موید این معنے است حدیث دیگر صحیح بخاری مرویہ از ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رانی فقد رأی الحق فان الشیطان لا یتکونی انتہی قال الطیبی فی شرح المشکوٰۃ
تحت الحدیث المذکور رأی الامر الثابت الحق الذی ہو انا یرجع الی معنی قولہ فقد رانی انتہی وقال الامام النووی
فی شرح صحیح مسلم فقد رأی الحق ای الرؤیۃ الصحیحۃ انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم سوال دوئم دیگر اینکہ حضرت
کہ بمعراج تشریف بردہ بودند خدائے عز وجل را دیدہ اند یا نہ اگر دیدہ اند بچشم ظاہر دیدہ اند یا از دیدہ دل۔

الجواب وہو الملہم للصواب

جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شب معراج جناب باری عز اسمہ را بر قول صحیح بچشم سر دیدہ اند چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ
تعالی عنہم را دریں مسئلہ خلاف مشہور است اما مذہب جمہور مؤید بہ برہان منصور ہمیں قول مذکور است قال السید جمال الدین
فی شرح المشکوۃ الشریف المنقول عن عائشۃ وابن مسعود انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یر اللہ لیلۃ الاسراء وان المرئی المذکور
فی الآیتین ہو جبرئیل علیہ السلام والجمہور علی انہ ادخل لفؤادہ دون عینیہ وقیل لعینیہ وہو الصواب انتہی وقال فی روح
البیان وفی کشف الاسرار قال بعضہم رآہ بقلبہ دون عینیہ وہذا خلاف السنۃ والمذہب الصحیح انہ علیہ الصلوۃ والسلام رای ربہ
بعینی راسہ وکان الحسن البصری یحلف باللہ لقد رای محمد ربہ لیلۃ المعراج وحکی عن الامام احمد انہ قال انا اقول بحدیث ابن
عباس رضی اللہ تعالی عنہما بعینہ رآہ رآہ حتی انقطع نفس الامام احمد انتہی مختصرا وقال الخطیب فی تفسیرہ وحاصل المسئلۃ ان الصحیح
ثبوت الرویۃ وہو ما جری علیہ ابن عباس حبر الامۃ وہو الذی یرجع الیہ فی المعضلات وقد راجعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فاخبرہ انہ رآہ انتہی
وفی ہذا القدر کفایۃ لاولی الالباب واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فی کل باب۔ المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

ہذا الجواب صحیح — ذلک الکتاب لا ریب فیہ — قد صح الجواب محمد امداد حسین — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

ابو البرکات سراج الدین محمد — سلامت اللہ — محمد عنایت اللہ — الجواب صواب — الجواب الصواب

فی اصاب من اجاب محمد اعجاز حسین — محمد عبد القادر خان — محمد علاء الدین احمد — عبید القادر

سوال الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد اکثر مردم میگویند کہ برائے
شخص مبارک عالی حضرت رسالت پناہی نبوت دستگاہی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ وظل چنانچہ جملہ اجسام واجرام
کثیفہ ولطیفہ را می باشد نبود وگاہے از ابتدائے خلقت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم تا آخر لقائے رب العالمین
تعالی شانہ بجہان بود کہ بے سایہ وظل گذرانیدند فقیری گوید کہ ایں معجزہ در کتابی کہ لائق اعتماد باشد واہل سند
اسناد آنرا بسند صحیح بیان کردہ باشد ندیدہ ام در کتاب صحاح وسنن کہ مروج اند وکسی نشنیدہ ام کہ ثبوت کردہ
اند وآنچہ اہل سیر ومغازی بیان می کنند اعتماد آن چنانچہ اہل حدیث راہست معلوم پس ہر کرا از اہل علم ثبوت آن
از روی سند صحیح از کتاب صحیح وحسن باشد بیان فرماید اجر آن الفقیر از خداوند تعالی مسئول ماند فقط۔

الجواب اللہ سبحانہ الموفق للصواب

نبودن سایہ وظل جسم اطہر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بطریق خصوصیت و اعجاز در کتب معتبرہ
بسیار از ال آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بتفصیل ایں کتب متکفل آنست منقول ومروی است قال فی سبل الہدی والرشاد

فی سیرۃ خیر العباد وقال ذکوان لم یر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر رواہ الحکیم الترمذی وقال سنا لئلا یطأ علیہ کافر
فیکون مذلۃ لہ وقال ابن سبع فی خصائصہ ان ظلہ صلعم کان لا یقع علی الارض وانہ کان نورا وکان اذا مشی فی الشمس او القمر
لا یظہر لہ ظل انتہی وقال العلامۃ القسطلانی فی المواہب اللدنیۃ ولم یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی الشمس ولا قمر رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان
وقال ابن سبع کان صلی اللہ علیہ وسلم نورا فکان اذا مشی فی الشمس والقمر لا یظہر لہ ظل قال غیرہ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
دعائہ اللہم اجعلنی نورا انتہی وقال فی انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ انہ اذا مشی فی الشمس او فی القمر
لا یکون لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل لانہ کان نورا انتہی وقال فی سیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ ولم یکن لہ صلعم ظل فی شمس ولا
قمر لانہ کان نورا رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان وروی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما لم یکن
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج قال ابن
سبع کان صلعم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر لہ ظل لان النور لا ظل لہ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی
نورا انتہی وقال فی روضۃ الاحباب فضیلت بست وسیوم آنکہ جسم مبارک وی آنحضرت نورانی بود کہ ہرگاہ در آفتاب یا مہتاب
رفتی سایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر نبودے زیرا کہ در بعض احادیث وارد شدہ کہ آن سرور در دعا برای
اعضا وجہات خود نور از خدا تعالی طلبیدہ ودر آخر فرمودہ اللہم اجعلنی نورا ونیز این است تحقیق در معارج النبوۃ وغیرہ
مرقوم است وقال الشیخ عبد الحق الدہلوی فی مدارج النبوۃ نبود مر آنحضرت صلعم را سایہ بر زمین کہ محل کثافت بجا
است ودیدہ نشد اورا سایہ در آفتاب انتہی لیس امہات کتب اہل علم واعتماد است وکتب حدیث متکفل جمیع احادیث
نیست ونہ ثبوت امری موقوف بر روایات آنہا است کما لا یخفی علی الماہر بفن الحدیث ودر فضائل اعمال ومناقب نقد
در اسانید وتفحص احوال رواۃ نزد ائمہ حدیث ضروری نیست قال ابن الاثیر فی مقدمۃ جامع الاصول وقال احمد
ابن حنبل اذا روینا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحلال والحرام والسنن والاحکام تشددنا فی الاسانید واذا روینا عنہ
فی فضائل الاعمال وما لا یضع حکما ولا یرفعہ تساہلنا فی الاسانید انتہی وفی ہذا القدر کفایۃ لاولی الالباب واللہ سبحانہ
الہادی الی طریق الصواب وہو اعلم وعلمہ اتم فی کل باب فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان عفی عنہ

سوال۔ چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین مصطفوی علی صاحبہ الف صلوۃ وسلام درین مسئلہ کہ نزد بر زبان
عام وخاص جاریست از حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک وغیرہ آیا مضمون آن حدیث صحیح ثابت است یا نہ اگر
ثابت باشد سندش بحوالہ کتاب بنقل عبارت آن تحریر فرمایند واگر سندش باجماع امت مرحومہ باشد ہمچنان تحریر
فرمایند حسبۃ للہ از تحریر جواب آن ... بامید جواب صاف مزین بدستخط ونقل عبارت کتب معتبر عنقریب اطلاع
داشتہ شود کہ تسلیت خاطر شود فقط۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ہر چند حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک را بعض محدثین از موضوعات شمردہ اند کما فی تذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر لولاک لما خلقت الافلاک قال الصغانی موضوع انتہی وکذا فی تمییز الخبیث للعلی القاری لیکن مضمون حدیث مذکور از کثیر احادیث صحیحہ ثابت است قال فی السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ روی ابو الشیخ والحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ علیہ السلام آمن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ومر امتک ان یومنوا بہ ولولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما خلقت آدم ولا الجنۃ والنار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن صححہ الحاکم وروی الدیلمی مرفوعا اتانی جبرئیل فقال ان اللہ تعالیٰ یقول لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار انتہی وروی ابن عساکر عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ہبط جبرئیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراہیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واہلہا لاعرفہم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا انتہی وکذا فی المواہب اللدنیہ وسوائے ایں چند احادیث معتبرہ مؤید مضمون حدیث قدسی مذکور در کتب سیر مسطور است واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اللہ صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے جدا کر کے دنیا میں ظاہر کیا یا یہ کہ قدرت کاملہ سے بنا کر ظاہر کیا از روئے کتاب معتبرہ کے ارشاد ہو جواب با کاموں بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

نور منور حضرت سرور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا لمقتضائے واللہ خلقکم وما تعملون واللہ خالق کل شئ نہ یہ کہ اپنی ذات پاک سے کوئی جز جدا کر کے نور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بنایا اس لئے کہ ذات خاص پاک حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ذی بعض اور اجزا نہیں قال فی عقائد النسفیہ ولا متبعض ولا متجزی ولا مرکب منہا انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اسلام حضرت ابوین الشریفین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک حدیث شریف جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ ابوین الشریفین زندہ کئے گئے اور انہوں نے ایمان لایا موضوع ہے یا نہیں بعض لوگ اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں **سوال دوم** اور دربارہ سماع موتی حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کیا

زمانے میں بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو حدیث درباب ایمان لانے والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے نزدیک اکثر محققین کے صحیح ہے اور بعض علمائے اوس کو ضعیف کہا ہے اور موضوع نہیں ہے روی السہیلی فی کتاب الروض والخطیب فی السابق واللاحق باسنادہما عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ ان یحیی ابویہ فاحیاہما لہ فآمنا بہ ثم اماتہما انتہی روی الطبری فی سیرتہ باسنادہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نزل الحجون کئیبا حزینا فاقام بہ ما شاء اللہ عز وجل ثم رجع مسرورا قال سألت ربی فاحیا لی امی فآمنت بی ثم ردہا انتہی قال فی سبل السلام ورواہ جمع عظیم من ثقات المحدثین منہم حافظ ابن شاہین والخطیب وابن عساکر والسہیلی والقرطبی والحافظ الطبری وابن سید الناس والحافظ الدمشقی وابن حجر والسیوطی وفیما ذکرنا من [illegible] اقوال ثلثۃ للعلماء قولا بالصحۃ وقولا بالضعف وقولا بالتوقیف وقد شددوا النکیر علی من زعم الوضع انتہی ملخصا مختصرا اور باب سماع موتی میں حنفیہ میں دو قول ہیں اکثر مشائخ کے نزدیک نہیں سنتا اور بعض کے نزدیک سنتا ہے قال فی فتح القدیر عند اکثر مشائخنا المیت لا یسمع انتہی اور قول اکثر اون مشائخ کا منقوض ہے باحادیث صحیحہ منہا ما فی صحیح مسلم ان المیت لیسمع قرع نعالہم اذا انصرفوا انتہی وہکذا فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین المجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ چہ میفرمایند علمائے دین متین اندرین مسئلہ کہ زید میگوید کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ماذون است در دنیا بشفاعت عظمی و عمرو میگوید کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم موعود است در دنیا بشفاعت عظمی و اذن [illegible] حقیقی ضرور است و مجازیست کہ لعلم از ہر دو جانب جائز است فقط بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

آنچہ زید میگوید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشفاعت عظمی ماذون ہستند در دنیا قولش صحیح مطابق حدیث صحیح بخاری است فی المشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲ سطر ۱۴ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت خمسا لم یعطہن احد قبلی نصرت بالرعب مسیرۃ شہر وجعلت لی الارض مسجدا وطہورا فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوٰۃ فلیصل واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی واعطیت الشفاعۃ وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ متفق علیہ انتہی قال فی المرقاۃ ای الشفاعۃ العظمی العامۃ انتہی پس قول عمرو صحیح نیست لیکن خلاف [illegible] در کسی جائز است فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال - کیا فرماتے ہیں علماء دین اور ناقدان احادیث حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کس درجہ میں صحیح ہے کیونکہ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ حدیث او پر طریق محدثین اہل سنت کے ثابت نہیں ہے اور روات اس کے سب مجروح و کذابین وضاعین حدیث ہیں ثبوت میں اس کے شرح مسلم الثبوت مولانا بحر العلوم و صبح صادق شرح منار مولانا نظام الدین و تحفۃ الاخیار علی نور الانوار صفحہ ۵ مولوی عبد الحی صاحب رحمہم اللہ تعالی کی عبارتیں پیش کرتا ہے پس اس کا کیا جواب ہے بینوا بتصریح التام من الدلیل الکتاب توجروا یوم الحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم نزدیک محققین اہل سنت والجماعت کے لائق احتجاج ہے قال فی مسلم الثبوت ولنا ثالثا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور ملا نظام الدین نے شرح مسلم میں بحر العلوم سے حدیث مذکور کا قابل احتجاج ہونا تسلیم کیا ہے اور اس کو درجہ حسن میں ثابت کیا ہے کما قال وقد تکلموا علیہ لکن الاخیر قال انہ طرق کثیرۃ وشاید یبلغ درجۃ الحسن انتہی البتہ بعض اہل حدیث نے اس کو ضعیف اور بعض نے موضوع کہا ہے لیکن محققین نے کہا حدیث حسن اور قابل احتجاج ہے۔ وقال علی القاری نے المرقاۃ واعلم ان حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم ترجمہ ما بعدہ کذا ذکرہ جلال الدین السیوطی فی تخریج احادیث الشفاء وذکر عن البیہقی انہ قال ان حدیث مسلم یودی بعض معناہ قال ابن حجر صدق البیہقی وذکرہ فی جامع الاصول انتہی مختصراً لیکن یہ کہنا کہ بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت میں کہا ہے کہ رواۃ اس کے سب مجروح اور کذابین اور وضاعین ہیں باطل ہے اور جب نسبت اس قول کی طرف بحر العلوم کے صحیح نہیں ہے تو اسی طرح سمجھنا چاہئے حال قول مولانا نظام الدین اور مولوی عبد الحی مرحوم کا لیکن جب عبارات ان کی معترض پیش کرے گا بتعیین صفحہ و باب تو جواب تفصیلی اوس وقت دیا جائے گا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال - چہ میفرمایند علماء کرام و فضلاء عظام شبہم اللہ تعالیٰ بالقول الثابت اسلئے قیام القیام اندرین کہ حضرت کریا منظمے در وعظ حکایات و قصص نوشیں اشعار ہندیہ مرقومہ ذیل خواندہ اثبات لعب و مخالفت تعلیم و جبرئیل و نعوذ باللہ دشنام بہت سازی بر حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میکند و پیروان و متبعان وعاء نائش حدیث مسلم کہ بروایت انس ابن مالک در مشکوۃ شریف باب علامات النبوۃ کہ ابتدا ہ او این است عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ جبرئیل وہو یلعب مع الغلمان الی آخرہ کہ حدیث موقوف است نہ مرفوع دلیل برائے لعب آن حضرت می آرند و شخصے دیگر دریں باب معترض بر جواز لہو و لعب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ گشتہ

ودلیل خویش عبارت مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہ در جلد ثانی در ذکر رضاعت آنسرور نوشتہ است شرح حدیث موصوف قرار دادہ وعلاوہ برآں شواہدش از شفا قاضی عیاض ومواہب اللدنیہ وم قسطلانی وافیت من السنۃ شیخ موصوف آوردہ منع خواندن این اشعار میکند زیرا کہ نسبت لعب بمخالفت تعلیم جبرئیل وبت سازی عیب ونقص واتہام در ذات حضرت نبوی علیہ السلام منسوب میشود پس در خواندن این اشعار ونیز در باب مجوزین این اشعار از روئے شریعت غرا چہ حکم دارد واشعار این است سہ لڑکپن میں خبر الوری کھیلتے تھے + ولیکن خدا جانے کیا کھیلتے تھے + سکھاتے تھے کچھ جبرئیل انکو لیکن وہ وہ کچھ کھیل اپنا نیا کھیلتے تھے ادہر کو خدا دیکھتا تھا تماشا ادہر کو رسول خدا کھیلتے تھے نبی کھیلتے تھے لڑکپن میں لیکن یہ وہ کھیل جو انبیا کھیلتے تھے خدا کے تو سب کھیل ضرب المثل ہیں یہ احمد بھی کچھ اپنی جا کھیلتے تھے سنو جب رسول خدا کھیلتے تھے ملائک بھی ہمراہ کھیلتے تھے بچپن سے تھا خیال شریعت نہیں طفل سوا کھیلتے تھے بتوں کو بناتے تھے اور توڑتے تھے یہ بازی خلیل خدا کھیلتے تھے بینوا توجروا اجزاکم اللہ خیر الجزاء۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اشعار ہندی کہ مستفتی آنرا نقل نمودہ از مضمونش انتساب عیب ونقص بجناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فہمیدہ سوال از جواز خواندنش جواب جواب اینکہ خواندن اشعار مذکورہ ممنوع وحرام نیست چہ از اشعار مسطورہ تعییب وتنقیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ اصلا ظاہر نیست واگر بودے پس بلاشبہ خواندنش حرام وقائلش کافر ومرتد شدے کما قال فی الشفاء قال القاضی ابو الفضل ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ ... والحکم فیہ حکم الساب یقتل کما نبینہ انشاء اللہ تعالی ولا نستثنی فصلا من فصول ہذا الباب علی ہذا المقصد ولا نمتری فیہ تصریحا کان او تلویحا انتہی در وجہ نبودنش تعییب وتنقیص اینکہ اثبات لعب در اشعار مذکورہ بزمانہ طفولیت کہ زمانہ عدم بعثت ونبوت و تکلیف امت میکند و در زمانہ لعب کسے عیب وتنقیص نیست کما لا یخفی پس لعب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چہ گونہ موجب نقص گردید تا نیا اینکہ مقصود قائل آنست کہ لعب دراں زمان کہ بظاہر لعب بود سراسر حکم واسرار وہدایت وارشاد بود تا آں کہ اسرار وحکم مشیت حق تعالی کما لا ینبغی کسی نمی دانست کما قال فی المصراع الثانی من الشعر الاول وانچہ توہم مخالفت تعلیم جبرئیل علیہ السلام از شعر ثانی نمودہ شد حالش اینکہ شاعر مدعی آنست کہ اگرچہ بظاہر در بعض امور جبرئیل علیہ السلام تعلیم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم می پرداختند اما تعلیم بلا واسطہ حضرت حق سبحانہ یا بفراست صادقہ دہمہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را عطا شدہ بود طریقہ رشد افضل واولی از تعلیم جبرئیل علیہ السلام میدانستند و دریں صورت خلاف تعلیم جبرئیل علیہ السلام کہ فی الحقیقت این خلاف نیست بلکہ رجوع است بامر اصلی وافضل کہ جبرئیل علیہ السلام بافضیلت آں مطلع نشدہ بود مفد

مبغوض شوند پس این مخالفت نه مخالفت نه عیب عار و اینکه اتباع جبرئیل علیہ السلام بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در امر خصوصا
بزمانہ طفولیت واجب نبود کما ہو ظاہر من احوال نزول الوحی اولا لہذا جواہر یعنی جبرئیل علیہ السلام سر منبر لعرات نمودند
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ بالا نار لقا مبغوض شوند و اتباع شان نمی نمود ہمچنین است حال اہتمام بت سازی بخواب
مضمون شعر اخیر چہ بت سازی برائے تعلیم شکستن آن در آں زمانہ اظہار تذلیل بتان و اقامت تعادل بین بانی تخریب
ادیان بت پرستان عیب و منقصت نیست نعوذ باللہ و ثالثا میتوان گفت کہ مقصود شاعر آنست کہ افعال و امور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم قبل از نزول شریعت و ظہور بعثت ہمہ بحکم الٰہی و مملو از حکم نامتناہی بود چنانکہ افعال خضر علیہ السلام از قسم شکستن کشتی
و قتل نفس زکیہ و راست کردن دیوار قریب الانہدام پس لعب بت سازی برائے شکستن و خلاف تعلیم جبرئیل علیہ السلام
کہ در اشعار است از آں قبیل بود در العیا اینکہ الفاظیکہ بحیثیات مختلفہ ذم و مدح ہر دو میتوانند شد و لقرائن کلام و احوال قائل
یکی ازیں ہر دو احتمال متعین توان نمود چنانکہ لفظ سراج یا سیف یا غیر آنکہ باعتبار روشنی و قطع مدح مطلق اس تشبیہا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در کلام الٰہی و در کلام صحابہ کرام واقع است کما لایخفی و باعتبار قلت روشنی و کم قدری نور شمس بمقابلہ
کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و مہان و مبتذل بودن سیف بدست ہر کس آلودہ شدن پس در خون نجاسات اثبات
آں تشبیہا برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ خیر خلائق و افضل الانبیاء والمرسلین اند غیر مناسب بضرورت است اینجا
سراج در کلام مسلم تعیب و تنقیص نتوان گفت ہمچنین است حال اشعار مرقومہ و بلاشبہ در روایت صحیح مسلم لعب مع الغلمان
وارد است اگرچہ حدیث موقوف باشد پس حکم و ضع حدیث نمیتوان کرد و با لفرض برائے تسلیم آں با حادیث دیگر
تاویل لعب نمودہ خواہد شد کما نقل الشیخ الدہلوی در ضرورت از نسبت لعب بآنحضرت ہیچ تنقیص و تعیب آنجناب بخاطر
انس رہ نتوانگردد ہمچنین لغت در اشعار مذکورہ و مرگاہ این چنین تاویلات کہ تبادر ہدف ابا ازاں نمی کند در اشعار
مذکورہ میتوانکرد پس بزعم تعیب و تنقیص حکم کفر و ردت برقائل اشعار موافق مذہب فضلا تحقیق نیست قال فی الدر
الغنی بکفر مسلم لکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفر خلاف ولو کان ذالک روایۃ ضعیفۃ کما حرر فی البحر و عزاہ فی
الاشباہ والی الصغری بانتہی فاما بہ الامر اینکہ خواندن ہمچنیں اشعار بسبب احتمال معنی غیر صحیحہ غیر اولی خواہد بود۔ واللہ
سبحانہ واعلم علمہ اتم ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ محمد عبد الغفار خان ۔
سوال ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار عن ابی ہریرۃ رواہ ابو
داؤد والترمذی واحمد ما قولکم دام فضلکم ایک شخص مدعی اسلام بہ نسبت جناب سید الانبیا شفیع یوم الجزا خاتم الانبیا
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی کسی تصنیف مطبوعہ میں یوں لکھا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بعض دینی کاموں میں اپنی کشش طبیعت کی مجبور رہتے تھے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ قوم ثقیف کی طبیعت نماز پڑھنے کی رغبت
نہ ہونے کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے ترک نماز کی شرط پر اسلام کی بیعت لی ہے اور صلاۃ کی نماز

نہ پڑھنے کی شرط حرام ہے چنانچہ اس کی کتاب کے دونوں فقرے یہ ہیں (فقرہ اول) امام کا خطبہ کی حالت میں آتے بچوں کو دیکھ کر
خطبہ چھوڑ کر منبر پر سے اتر جانا اور ان بچوں کو لیکر منبر پر چڑھ جانا بہت بری حرکت ہے اگرچہ حضرت علیہ السلام سے بعید از تشویش
طبیعت کے بر سر مجمع واقع ہوئی ہے الخ (فقرہ دوم) حضرت علیہ السلام نے کسی مصلحت سے نماز نہ پڑھنے کی شرط پر قوم ثقیف
سے اسلام کی بیعت لی ہے حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی شرط سخت حرام ہے) ایسا کہنے والے کا دعویٰ راست و درست ہے
یا دروغ و اتہام ہے اور اگر دروغ و اتہام ہے تو کیا یہ کسر شان نبوت ہے یا نہیں ہے اگر کسر شان نبوت ہے تو ایسا کہنے
اور اعتقاد رکھنے اور حضرت پر جھوٹ باندھنے اور اتہام کرنے اور کسر شان نبوت کرنیوالا مسلمان ہے یا کافر ہر مومن
مسلمان کو ایسے شخص سے اجتناب و احتراز کرنا واجب ہے کہ نہیں اگر ایسا شخص توبہ کرنا چاہے تو بطور اعلان کرے
یا پوشیدہ کیونکہ کتاب تو طبع ہو کر آفاق میں مشہور ہو گئی ہے ۔ فقط بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے حالت خطبہ میں اتر کے لے لینے حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کے حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی میں وارد ہے ونصہ حدثنا الحسین بن حریث حدثنا علی ابن الحسین ابن واقد
حدثنی ابی حدثنی عبد اللہ ابن بریدۃ قال سمعت ابا بریدۃ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطبنا اذا جاء الحسن والحسین علیہما
قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملهما ووضعهما بین یدیه ثم قال صدق اللہ انما اموالکم
واولادکم فتنة نظرت الی هذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتهما انتهی لیکن یہ امر متعین نہیں
ہے کہ یہ خطبہ جمعہ کا تھا یا سوا جمعہ کے بطور وعظ و نصیحت کے بہر حال اثنائے خطبہ میں منبر سے اتر کر خصوصاً جب غیر
جمعہ کا ہو اپنے چھوٹے بچے کو اٹھا لینا خصوصاً جب احتمال ان کے چوٹ لگجانے کا ہو شرعاً ممنوع نہیں ہے کتب
فقہ حنفی میں مصرح ہے کہ درمیان خطبہ کے اگر کوئی کام طویل کرے تو خطبہ ابتدا سے پڑھے اور اگر کام طویل نہ ہو تو
وہی خطبہ ابتدا سے پڑھے اور اگر کام طویل نہ ہو تو وہی خطبہ پورا کرے ابتدا سے حاجت نہیں ہے اور دونوں صورتوں میں
برائی مذکور نہیں ہے قال فی الدر المختار خطب جنبا ثم اغتسل وصلی جاز ولو فصل باجنبی فان طال بان رجع لبیته فتغدی
او جامع واغتسل یستقبل خلاصہ قال فی رد المحتار قوله جاز ای ولا یعید الخطبة فلم یکن من اعمال الصلوٰة ولکن الاولی اعادتها تو
پس اس فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بری حرکت کہنا موجب ہے تنقیص شان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور دربارہ اجماع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفر ہے اور جو یہ کہا ہے کہ حضرت رسالتمآب علیہ السلام
نے کسی مصلحت سے نماز نہ پڑھنے کی شرط پر قوم ثقیف سے اسلام کی بیعت لی ہے حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی شرط سخت
حرام ہے انتہی یہ امر صحیح نہیں ہے بلکہ قوم ثقیف نے تو استدعا کی عفو نماز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور نہ

نفرانی اور وہ لوگ ایمان لائے مدارج النبوۃ کی جلد ثانی وقائع سال نہم میں لکھا ہے مواہب اللدنیہ وغیرہ سے بعد ازاں التماس کردند کہ عفو کردہ شود از ایشان نماز و کسر کنند اصنام بدست خود فرمود کہ چنین باشد مقصود کسر اصنام است ہر کہ بشکند و بدست خود شکند بہتر آنہا عفو نماز صورت ندارد زیرا کہ خیر نیست در دینی کہ در آن نماز نباشد انتہی پس اصل یہ امر غلط ہی ثانیاً اسمیں جناب رسالتمآب کو مرتکب ہونا ایسے سخت حرام کا نعوذ باللہ منہا یہ کیسا بڑا عیب ہے جو خلاف واقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر لگایا ایسی بہتی موجب کفر قائل ہے کما فی الشفاء قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ اعلم وفقنا اللہ وایاک ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او نسبہ او دینہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ او الازراء علیہ او التصغیر لشانہ او الغض منہ او العیب لہ فہو ساب لہ والحکم فیہ حکم الساب یقتل وکذلک من لعنہ او دعا علیہ او تمنی مضرۃ لہ او نسب الیہ ما لا یلیق بمنصبہ علی طریق الذم فہذا کلہ اجماع من العلماء وائمۃ الفتوی من لدن الصحابۃ رضوان اللہ علیہم الی ہلم جرا انتہی مختصرا وقال فی در المختار وقد صرح فی النتف ومعین الحکام وشرح الطحاوی وحاشیۃ الزاہدی وغیرہا بان حکمہ کالمرتد ولفظ النتف من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مرتد وحکمہ حکم المرتد ویفعل بہ ما یفعل بالمرتد انتہی اور اسیطرح سے اکثر کتب فقہ حنفی وغیرہ میں واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ زید نے ایک کتاب اس غرض سے تصنیف کی ہے کہ میں اس کتاب میں دلائل حقانیت مذہب اسلام اور تردید مخالفین اسلام کرونگا مگر کتاب مذکور میں بعض انبیاء علیہ السلام کی نسبت نہایت گستاخانہ کلمے لکھے ہیں جو اسی مصنف کے کفر پر ہر طور سے دلالت کرتے ہیں جیسا کہ کہا عیاض نے شفاء میں وکذلک من اضاف الی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تعمد الکذب فیما بلغہ واخبر بہ او شک فی صدقہ او سبہ او قال انہ لم یبلغ او استخف بہ او باحد من الانبیاء او ازری علیہم او اذاہم او قتل نبیا او حاربہ فہو کافر باجماع انتہی وقال ایضا فی مقام آخر وحکم سب سائر انبیاء اللہ تعالی وملائکتہ او استخف بہم او کذبہم فیما اتوا بہ او انکرہم او جحدہم حکم نبینا علیہ السلام علی وفاق ما قدمناہ قال اللہ تعالی ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ہم الکافرون حقا الآیۃ وقال اللہ تعالی قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم الی قولہ لا نفرق بین احد من رسلہ قال اللہ تعالی کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ وبہ قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ واصحابہ علی اصلہم من کذب باحد من الانبیاء او تنقص باحد منہم او بریء منہم او شک فی شیء من ذلک فہو مرتد وایضا قال بعض علمائنا اجمع العلماء علی ان من دعا علی نبی من الانبیاء بالویل او بشیء من المکروہ انہ یقتل بلا استتابۃ اور ایسا ہی لکھا ہے نواب قطب الدین خان نے مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف جلد سوم کتاب القصاص بحوالہ فتاوی عالمگیری کہ جس نے ذرا انکار کیا بعض انبیاء علیہ السلام

کا باعث ہوا ساتھ کسی سنت کے سنن مرسلین کی ہنسی ہیں وہ کافر ہوا یہی کتب معتبرہ حال اوس شخص کے جو نسبت کرے
طرف انبیاء کے فواحش کو مانند عزم اون کے زنا پر اور مانند اس کی جیسے کہ کہتے ہیں حشویہ یوسف علیہ السلام کے
حق میں کہا کافر ہوتا ہے کیونکہ لگایا ہے اون کو اور استخفاف از انکا انتہی اور مالا بدہ کے آخر میں لکھا ہے اگر اہانت کے
از پیغمبران کرد کافر شد اور اس کے حاشیہ میں ہے کہ اگر انکار کند بعض نبی را یا پسند نکند کدامی سنت از سنن مرسلین بدرستی کہ
کافر گشت انتہی اور یہی اس کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ اجماع امت بر آنست کہ بے ادبی و استخفاف ہر کس از انبیا
کفر است خواہ فاعل او حرام دانستہ مرتکب شود یا نہ دانستہ اور مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ کتاب القصاص صفحہ ۲۰۴ میں ہے
جب تمت بولا کلمہ کفر کا قصد السکین اعتقاد کفر کا نہیں جو کہتا ہے تو کہا بعض علماء نے ہمارے کہ نہیں کافر ہوتا ہے اور
صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے کہ جو شخص بولا کلمہ کفر کا اس حالت میں کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ کلمہ کفر کا ہے مگر یہ بولا
بنا اپنے اختیار سے کافر ہو گیا نزدیک اکثر علماء کے اور معذور نہیں ہوتا ہے جہل کے سبب سے بیہودہ گو اور
ٹھٹھا کرنیوالا جب بولے کفر از راہ استخفاف اور ٹھٹھا و خوش طبعی کے ہوتا ہے کافر سب کے نزدیک اگرچہ اعتقاد ہو اس کا خلاف
اوس کے۔ نقل عبارت جس سے اہانت انبیاء علیہ السلام نکلتی ہے (۱) وہ حضرت مسیح اور ان کے حواری جوان جو
عورتوں کے ساتھ رہا کرتے تھے جس سے یہود کو بدگمانی ہوئی انتہی واضح ہو کہ اس مصنف کی اس تقریر سے گویا جواب
بنتا ہے معترضانہ طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نکاح
کیئے تھے مگر مسیح اور ان کے حواری زناکار تھے نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات (۲) مسیح علیہ السلام اس دعا کی بابت جو
انہوں نے اپنی حواریوں کو تعلیم کی جس کا ترجمہ یہ ہے اے اللہ ہمارے روز کی روٹی ہمیں دے مصنف لکھتا ہے کہ جیسے
ہر بھکاری و گداگر بھی مانگتا ہے گویا حضرت مسیح کو اسی وجہ سے کہ انہوں نے اپنا رزق طلب کیا گدا سے تشبیہ دیگئی
حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے اللّٰھم اجعل رزق آل محمد قوتا یہ دعا مشارق الانوار میں بحوالہ
بخاری و مسلم مرقوم ہے تو ایسے مصنف کے نزدیک رسول اللہ بھی نعوذ باللہ من ذلک (۳) حضرت مریم صدیقہ کے ذکر میں
یوں گستاخی کرتا ہے کہ خلاف عقل مسیح نو مہینہ خون حیض کہا کر مقام مخصوص سے پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ یہودیوں کو لکھا ہے کہ
سے ردو بیئے اور حضرت عیسیٰ اسی طرح سے پیدا ہوئے جس طرح گوبر سے کیڑا اور نبی کی شان میں اگلے لوگوں کی
تاریخ بیان کرنے قصہ کہانی کا گمان کرتے انتہی حالانکہ کلام مجید میں سورہ قصص ایک سورت کا نام ہے اور سورہ
یوسف کو خداوند تعالیٰ نے احسن القصص ارشاد فرمایا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کے
حالات بیان فرماتے ہیں (۴) اور نسبت مفسرین کے یوں لکھتا ہے کہ وہ جو بعض مفسرین بعض آیات میں ربط دینے
کے لئے ہر جگہ ایک قصہ طول طویل نقل کرکے شان نزول بتلاتے ہیں محض تکلف محض فضول بلکہ یہ طویل و عریض قصص
انبیاء جو مفسرین نے اپنی کتابوں میں نقل کئے ہیں سب علماء یہود و نصاریٰ سے منقول ہیں حدیث میں نہیں (۵)

ہاروت ماروت فرشتے اور تفسیر در منثور علامہ جلال الدین سیوطی محض کذب و موضوع ہی ہے ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں دلیل سے بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئولہ میں جو کلمات گستاخانہ قائل مذکور کے نقل کئے ہیں بلاشبہ یہ الفاظ بحسب ظاہر مفہوم کے بہت بیجا اور بعض اس کے موجب کفر قائل ہیں لیکن بنظر تعمق عند الفقہاء المحققین تاویل ان کلمات کی اس نہج پر ہو سکتی ہے کہ جس پر حکم کفر قائل نہ ہو لہذا نظراً بتسلیم الحروف میں حکم اس قائل کا یہ ہے کہ ایسے کلمات کہنے سے توبہ کرے اور احتیاطاً تجدید نکاح کرے قال فی الدر المختار لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان روایۃ ضعیفۃ واذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ انتہی وھکذا فی عامۃ کتب الفقہ والعقائد فقط۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت و ماہران کتاب و سنت اس باب میں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علی الخصوص ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے جیسے آپ کی حیات میں معجزے ثابت ہیں ویسے ہی کسی معجزے کا صادر ہونا بعد وفات شریف آپ کے سو کسی آیت یا حدیث صحیح یا صحابہ کے اقوال معتبرہ سے ثابت ہے یا نہیں بدستور کسی ولی اللہ سے صادر ہونا کرامت کا بعد ان کی وفات کے کسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی یا اقوال ائمہ سلف صالحین سے ثابت ہے یا نہ در صورت ثبوت اگر کوئی آپ کی رحلت کے بعد معجزہ اور کرامت کے صادر ہونے کا انکار کرے تو اس پر کیا حکم ہے **دوسرا سوال** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے تحریمہ کے رفع الیدین کرنا اور کبھی چھوڑ دینا بدستور کبھی بسم اللہ پکار کر کہنا کبھی آہستہ ثابت ہے یا نہ اسی طرح صحابہ کرام میں کسی نے کبھی رفع الیدین کیا اور کبھی چھوڑ دیا اور بسم اللہ پکار کر کہا اور کبھی آہستہ آیا اسی طرح ثابت ہے یا نہیں **سوال سوم** اگر کوئی سید صحیح النسب نے کسی کافرہ عورت سے زنا کیا سو اس سے لڑکا پیدا ہو آیا اس کو سیدزادہ سمجھا اور تعظیم و تکریم اس کی مثل والد بزرگوار اس کی کیا جائے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور نیز دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اکثر معجزات بعد انتقال کے اس عالم سے منقول ہیں تفصیل اس کے دراز ہے اس جگہ دو چار معجزوں پر اکتفا کیا جاتا ہے سعید ابن المسیب کہ بزرگ اور کبار تابعین میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ جب عقبہ ابن مسلم نے بحکم یزید مدینہ منورہ کو تاراج کیا تھا اور مسجد نبوی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نماز واذان سے معطل پڑے رہے اوس وقت میں جو اذان بکر مسجد میں ہوتا تھا اور مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے آواز اذان اور اقامت کا سنکر نماز پڑھتا تھا اور ایک مرتبہ ایک آتش جانب حجاز سے تاریخ سنہ چھ سو چون ہجری میں
کہ طول اوس کا بقدر چار فرسنگ اور عرض بقدر چار میل اور عمق بقدر یک نیم قامت انسان مثل سیل کے جانب مدینہ
منورہ کے آئی اور اس سے شعلہ اور حرارت اس قدر محسوس ہوتی تھی کہ پتھر پہاڑوں کے جل کر خاکستر ہوتے تھے اور ہوا
اہمیہ مدینہ منورہ میں ہوائی بارد اور نسیم طیب اس میں سے آتی تھی جب قریب حرم محترم مدینہ منورہ وہ آگ پہنچی وہیں ٹھہر گئی
اور ایک پتھر تھا کہ نصف اوس کا داخل حرم محترم تھا اور نصف خارج حرم شریف سو نصف خارج جلکر خاکستر ہو گیا اور نصف
داخل کو کچھ آسیب نہ پہونچا اور نیز ایک مرتبہ دو نصرانیوں نے جسم مطہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ نقب مزار منور سے نکالنا چاہا
اور نقب قریب مزار پہونچگیا تھا لیکن ایک شب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان نورالدین شہید محمود ابن
زنگی کو جو بادشاہ شام تھا خواب میں تین مرتبہ امر فرمایا اور ان نصرانیوں کو دکھا دیا کہ ہم کو ان دو کے شر سے چھڑا چنانچہ سلطان
مذکور نہایت عجلت ملک شام سے آیا اور ان نصرانیوں کو پکڑ کر قتل کیا اور حظیرہ از دھات کا اطراف مرقد منور میں بنا دیا
اور بھی ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط شدید ہوا تھا حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر
آسمان کے درمیان جو سقف ہے اسمیں سوراخ کردو تاکہ آسمان کا مواجہ قبر منور سے ہو جاوے انشاء اللہ تعالیٰ اوسیوقت بارش
نازل ہوگی اسی طرح کیا بمجرد ظہور مرقد منور کے اس قدر بارش ہوئی کہ مخلوق نہال برکات ہوگئی چنانچہ یہ سب امور کتب
تواریخ میں مثل تاریخ ابن جوزی اور قرطبی وغیرہ کے مفصل مرقوم ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی جذب القلوب
میں بھی نقل کئے ہیں عبارات ان کی مختصر بوقائع شدہ سے یہ ہے ابن جوزی بسند خود از سعید ابن المسیب
آوردہ می گفت کہ در لیالی حرہ ہیچ کس در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غیر من نبود ہیچ وقت نماز نمی آمد مگر آنکہ آواز
اذان واقامت از حجرہ شریف می شنیدم وہم بدان آواز اذان واقامت نماز میکردم ونیز دوسری جگہ لکھتے ہیں سلطان
میگوید کہ از بس شدت حرارت آن نار ہیچکس را مجال قرب او نبود و از شخصی کہ نقل اخبار و تحقیق واعتماد دارد شنیدم
کہ در وادی سنگی بزرگ بود کہ نصف آن داخل حرم و نصف دیگر خارج حرم بود نصف خارج را آتش فرو گرفت و چون
بنصف داخل رسید منطفی شد انتہی و دوسری جگہ فرماتے ہیں از جملہ عجائب امور کہ فی الحقیقت داخل معجزات و آیات
است نقب حجرہ شریف کہ در سنہ پانصد و پنجاہ وسہ وقوع یافتہ آوردہ اند کہ سلطان نورالدین شہید محمود بن زنگی مرد
اخیار را در یک شب سہ بار در خواب دید کہ اشارہ بدو شخص کہ آنجا ایستادہ اند میکنند و میفرمایند کہ زود دریاب
و مرا ازیں دو شخص وا رہان سلطان مذکور ہم در آن ساعت از شام سوار شد و در شانزدہ روز بمدینہ قدم
آورد و در مقام استفسار آن ملعون آمد فرمود کسی از اہل شہر نیست کہ حاضر نیامدہ باشد گفتند دو شخص مغربی کہ بصفت
صلاح آراستہ و صحبت صلحاء و انعام پیراستہ اند بجہت منزلی

اوقات ہرگز در خواب نیاید حکم کرد تا کہ ایشاں را حاضر آوردند بجان چشمی کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ بود دریافت سلطان
منزل ایشاں رسید دید کہ حصیرے در محل خوابگاہ ایشاں افتادہ سلطان حصیر را برداشت سرازیر دید کہ نقب بحجرہ نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم حفر نمودہ اند بعد از تہدید آیات حقیقت حال نمودند کہ ایشاں دو نصرانی اند کہ در لباس حجاج مغاربہ حیلہ در مدخل
حجرہ شریف نمایند و با جسد مبارک سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گستاخی نمایند انتہی بالاختصار اور دوسری جگہ زرقانی
میں ابن جوزی روایت کرد کہ وقتی اہل مدینہ را قحطی شدید رسید شکایت بحضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی
عنہا نمودند بقبر شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیایند و دریچہ اند سے بجانب آسمان بکشایند تا میان قبر و
آسمان حائلے نماند آنچناں کردند باران بسیار شد انتہی مختصرا اور سوا اس کے ہزارہا معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد رحلت کہ اس عالم سے ثابت اور منقول ہیں بیان اس قدر پر اکتفا کیا اور دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام
سے بھی خوارق بعد انتقال منقول ہیں چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام سے حدیث بخاری اور مسلم میں حج کرنا موسی علیہ السلام
کا اور نماز پڑھنا قبر میں وارد ہے حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا ابن عدی عن ابن عون عن مجاہد قال کنا عند ابن عباس فذکروا
الدجال انہ مکتوب بین عینیہ کافر فقال ابن عباس لم اسمعہ ولکنہ قال صلی اللہ علیہ وسلم اما موسی کانی انظر الیہ اذ انحدر فی
الوادی یلبی انتہی شیخ الاسلام شرح میں اس حدیث کی لکھتے ہیں انہ بنجا پیدا کرد کہ تلبیہ نزد احادیث وادی
از سنن اخبار است و این روایت محتمل کہ بحقیقت باشد زیرا کہ انبیا احیاء اند بحیات حقیقی نزد بیا دی کہ منع اند از حج
کردن بدان مثالی چنانچہ بعضی از شارحان گویند یا باعتبار تصوری بودن ایشاں در حکم ارواح چنانچہ کلام محققین
ناظر بآنست لیکن محجوب اند از ابصار عوام پس نمود خدا تعالی ایشاں را بجسد خود صلی اللہ علیہ وسلم یا چنانچہ ثابت
شدہ در صحیح مسلم از حدیث انس کہ آنحضرت صلعم دید موسی را ایستادہ در قبر کہ نماز میگزارد انتہی اسی طرح اولیائے
کرام سے اکثر خوارق عادات بعد انتقال کے ثابت اور منقول ہے قال الامام الغزالی فی الاحیاء کل من یستمد
فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ انتہی وقال الامام الشافعی ان قبر الامام موسی الکاظم علیہ السلام تریاق مجرب الاجابۃ
الدعاء ونقل من بعض المشائخ ان الشیخ معروف الکرخی والشیخ الغوث الاعظم قدس سرہما تصرفہما فی القبور
کتصرفہما فی الحیات انتہی نقلا من نور الایمان للشیخ المحقق مولانا عبدالحلیم مختصرا اور معجزات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بعد رحلت کے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں فاسق سے علیہ ما علی الفاسق **جواب سوال دوم** آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین سوائے تکبیر تحریمہ کے قبل از رکوع و بعد از رکوع ثابت ہے اور جواز دینا
رفع یدین کا قبل از رکوع اور بعد اس کے بھی ثابت ہے محقق فیروزآبادی در سفر السعادات میفرماید چون سر از
رکوع برآوردی ہر دو دست برداشتی گفتی سمع اللہ لمن حمدہ و درین سہ موضع یعنی نزد استفتاح و ہنگام رفتن
برکوع و سر برداشتن از رکوع دست برداشتن ثابت شدہ انتہی محقق دہلوی در شرح آں میفرماید حق آنست

کہ بالقطع متواتر کثرت وقلت طرق روایات واخبار در ہر دو جانب موجود است پس رفع وعدم آن باختلاف اوقات ہر دو بودہ آخر منسوخ شد انتہی جواب سوال سوم جب سید نے زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا سید زادہ لائق تعظیم ہوگا اسواسطے کہ زنا محض سبب ثبوت نسب نہیں ہوا اور ثابت النسب ہوا تو سید اور کیونکر قرار پائے قال فی رد المحتار ان عدم تحقیق الحمل من وجہ فی الحال لکونہ زنی محضا یلزم منہ عدم ثبوت النسب والحرمۃ انتہی سوال حامداً ومصلیاً۔ ما قولکم یا ایہا العلماء الکرام والفضلاء العظام کہ دلائل حقہ سلمکم اللہ تعالی طلب علمائے حق جو وحق پرست وفضلائے مجتنبان بعدلت وجولت پیران صورت پرست درباب جواز قیام ہنگام ذکر ولادت شریف جناب شفیع المذنبین خاتم النبیین صاحب شریعت غرا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم لا تملک نفس لنفس شیاً حسب روایات برائے دلفریبی مریدان وجاہلان دلیل جواز قیام صرف عمل و فعل اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وکرامۃ بدون سندی ومستند نزد فقہائے محققین حنفیہ درپیش کردہ صحیح است یا نہ وور اصل اشیاء قول محققین حنفیہ چیست ونیز در قیام مصلحت قرار دہند پس این مصلحت قرار دادہ دلفریبان متعصبان مصلحت گفتہ خواہد شد یا نہ موافق آن مصلحت قرار دادہ دلفریبان عمل جائز است یا نہ ودر مصلحت ومشروعیت آن امر شرط است یا نہ اگر شخصے بہ تبعیت عمل آبا واجداد خویش برائے تالیف قلوب مریدان درامور غیر مروی امام مذہب خود بنا بر مصلحت وقت حکمی نافذ کند پس حکم شرعی عند المفتین المتقین مقبول خواہد شد یا نہ مثلاً در مسئلہ قیام کہ امر سے غیر مروی کا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ بل ائمہ اربعہ وغیرہم من الائمۃ المجتہدین است اگر شخصے از راہ تعصب مذموم بہ تبعیت عمل آبا برائے تالیف قلوب مریدان بنا بر مصلحت وقت حکم جواز قیام دہد پس دریں ترویج وتجویز امر سے غیر مروی از ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم مصیب خواہد شد یا مخطی ومبتدعی خواہد شد یا نہ واچنین عمل محدث توبہ برایشان واجب است یا نہ وہر تارک قیام لعنت وملامت کردن ومبتدی ومخطی دانستن وبوہابیت مشہور کردن حق است یا نہ وبر تقدیر ثانی از لعنت وملامت کردن ووہابی گفتن توبہ برایشان واجب است یا نہ ومحدث وموجب این امر حادث اول کدام شخص بکدام ظہور آمدہ وتارک قیام متبع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متقی ومتدین ومصیب خواہد شد یا نہ ولد ارواح مقدسہ حضرت انبیاء علیہم السلام واولیاء ومشایخ کرام رضی اللہ عنہم بجاروح اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت ذکر ولادت شریف حاضری شود یا نہ ولفرض محال بتقدیر حضور قیام کردن روا باشد یا نہ وقیام وقت سماع اسم پاک دروا ذان درکدام کتاب فقہ واصول وحدیث مسطور است حرو ضاً ومجملاً جواب ارقام فرمائید بینوا توجروا واجراً جزیلاً عند ربکم جو اسمہ واعلے شانہٗ فقط

الجواب واللہ سبحانہ الہادی الموفق للصواب

مخفی مباد کہ تعظیم وتوقیر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرض عین وتتمہ ایمان است قال اللہ سبحانہ تعالی انا ارسلنک شاہداً ومبشراً ونذیراً لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وقال اللہ تعالے یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ تا

عز من قائل یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون
وقال اللہ سبحانہ وتعالیٰ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا قال القاضی عیاض فی الشفاء فاوجب اللہ تعزیرہ
وتوقیرہ والزم اکرامہ وتعظیمہ انتہی وقال فی موضع آخر واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وتوقیرہ وتعظیمہ لازم
کما کان حال حیاتہ وذالک عند ذکرہ علیہ السلام وذکر حدیثہ وسنتہ وسماع اسمہ وسیرتہ ومعاملۃ آلہ وعترتہ وتعظیم اہل بیتہ وصحابتہ
وقال ابو ابراہیم التجیبی واجب علی کل مؤمن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ
بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ تعالیٰ بہ قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہذہ
کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین انتہی وعادت صحابہ وتابعین وسلف صالحین آنچنان
بود کہ موافق شوق ومحبت خود ہر کہ بتعظیم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چیزے کہ مخالف قواعد دین نبود وبمقتضائے محبت
خود بآن می پرداخت احدی انکار دیگرے نمی نمود چنانچہ از ابی محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول است کہ بباعث
فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موہائے ناصیہ خود را گاہی نمی تراشید وآنقدر دراز شدہ بود کہ وقت گذاشتن
بر زمین میرسید ومنقول است از ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جائے نشست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را از منبر شریف بدست
خود مس نمودہ بر چہرۂ خود میمالیدند ومنقول است از امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ گاہے در مدینہ شریف بر دابہ سوار
نشدند ومنقول است از خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ در کلاہ خود چند تار موہائے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ
داشتہ بودند ووقت جنگ آن کلاہ بر سر می بود واز سبب آن کلاہ بمیدان جنگ بیفتاد وپس گرفتن بسیار صحابہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شہید شدند تا آنکہ کلاہ خود از جنگ گاہ برداشتند قال القاضی عیاض فی الشفاء وروی
عن صفیۃ بنت نجدۃ قالت کان لابی محذورۃ قصۃ فی مقدم راسہ اذا قعد وارسلہا اصابت الارض فقیل لہ الا تحلقہا فقال
لم اکن بالذی احلقہا وقد مسہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ وکانت فی قلنسوۃ خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
شعرات من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیہا شدۃ انکر علیہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرۃ
من قتل فیہا فقال لم افعلہا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنت من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتہا وتقع فی ایدی
المشرکین وروی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی وجہہ ولذا
کان مالک رحمۃ اللہ علیہ لا یرکب دابۃ بالمدینۃ انتہی مختصرا بقدر الحاجۃ امثال این امور از کبار صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین
بسیار منقول است لیکن مشتے بطرز نمونہ خروارے برین قدر اکتفا کردم پس اگر کسے بمقتضائے محبت وشوق
وقت ذکر ولادت باسعادت یا استماع اسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعظیما قیام نمود وہر چند برین
تعظیم وقت ذکر ولادت شریفہ اصطلاح قرار دادند درین امر اصلا محل ریب وانکار نیست بلکہ خصوصیت این تعظیم از
مستحبات خواہد بود چنانکہ از امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منقول است ہنگام ذکر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

می شنیدند محمد ابن المنکدر وقت ذکر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار گریست کما نقل فی الشفاء وقال مصعب
عند الشدۃ وکان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر لونہ حتی یصعب ذلک علی جلسائہ فقیل لہ یوما فی ذلک فقال
لو رأیتم ما رأیت لما انکرتم علی لقد کنت اری محمد ابن المنکدر وکان سید القراء لا نکاد نسألہ عن حدیث ابدا الا یبکی حتی نرحمہ
انتہی و در ہمچنیں امور از فعل صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کافی است مثلاً از ورع حنیفہ نیست کہ سند فقہائے حنفیہ
اندراں ضروری باشد و اگر ایں قیام تعظیمی بالفرض ممنوع می بود در آنحضرت تعظیمی جائز داشتن آں قابل خدود
نظر بود و ہرگاہ جواز ش ظاہر شد پس حکایت تجویز بمصلحت بیجا است و بر تارکان قیام مذکور لعنت و ملامت لما خصوصیت
زیرا کہ خصوصیت ایں تعظیم از مستحبات است پس بترک آں ملامت نیست و بدیں ترک وہابی گفتن نیز نمیتوانند شد و کتب
سیر ابتداء قیام وقت شنیدن ذکر شریف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از شیخ تقی الدین سبکی شافعی کہ ہم از ثقات علماء
مجتہدین و محدثین و ہم از اکابر صلحاء و اولیاء متقین بودند منقول است کما قال فی السیرۃ الحلبیۃ ومن الفوائد انہ جرت
عادۃ کثیرۃ من الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا لکن ہی بدعۃ
حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ ضلالۃ و مذمومۃ فقط وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من العالم الامۃ ومقتدی الائمۃ
دینا و ورعا الامام تقی الدین السبکی والتبع علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع
عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری فی مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب علی ورق من خط احسن من کتب وان تنہض
الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب فعند ذلک قام الامام السبکی رحمۃ اللہ علیہ وجمیع من فی المجلس وحصل انس کبیر بذلک
فی الاستدلال انتہی او در قول بعضے از واح مقدسہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام بہنگام قیام مذکور در ہر قیام محل
قیام علی سبیل الالتزام خیالی است باطل و عقیدہ ایست بلا مستند و دلیل انیست جواب سائل بقدر حاجت و تفصیل آں
موجب تطویل است فقط واللہ سبحانہ الموفق وہو اعلم بالصواب وعلمہ اتم فی کل باب۔
المجیب ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح عبد الغفار خان۔ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب محمد ادریس۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ قیام کرنا در ذکر ولادت باسعادت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعیین روز اور لوگوں کا جمع کرنا اور اختتام کے وقت شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں
بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

قیام کرنا وقت ذکر ولادت سراپا برکت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعیین روز واسطے فاتحہ کے
کرنا اور لوگوں کو مجتمع کرنا اور وقت اختتام کے شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے بلکہ قیام مذکور مستحب اور مستحسن ہے اقوال
علمائے محققین اور دلائل و براہین اس کی کثیر ہیں اور طویل فتویٰ بہت مبسوط راقم الحروف نے اس باب میں لکھی ہیں جس کو

منقول ہوا اون کو دیکھے اور خیر جاری شرح صحیح بخاری میں تحت قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد اتخذناذلک
الیوم عیدا الخ کے لکھا ہو فلیستفاد منہ جعل یوم السرور عیدا دائما فیجعل یوم تولد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عیدا لا یخلو
عن الاستحباب عند اولی الالباب اور صاحب سیرۃ الشامی منجملہ روایات استحباب مولد شریف کے فرماتے ہیں وقال
شیخنا ابی نفواد عندی ان اصل المولد الذی ہو اجتماع الناس قراءۃ ما تیسر من القران ورطایۃ الاخبار الواردۃ فی مبدا امر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وما وقع فی مولدہ من الآیات ثم یمد لہم سماط یاکلون وینصرفون من غیر زیادۃ علی ذالک من البدع
الحسنۃ یثاب علیہا صاحبہا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہار الفرح والاستبشار بمولدہ الشریف الخ اور سیرۃ
حلبی میں لکھا ہو ومن الفوائد انہ جرت عادۃ کثیرۃ من الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ وہذا القیام
بدعۃ لا اصل لہا لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ فقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ
ومقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشایخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام
السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد ؎ قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب علی ورق من خط احسن من کتب
وان تنہض الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب فعند ذلک قام الامام السبکی رحمۃ اللہ تعالے
وجمیع من فی المجلس فحصل انس کثیر بذلک فی المجلس ویکفی ذلک فی الاقتداء وقد قال ابن حجر الہیتمی والحاصل ان البدعۃ
الحسنۃ متفق علی ندبہا الیہ المعتنون وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک ای بدعۃ حسنۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ
اتم فقط۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔ عفی عنہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں ذکر ولادت خیر البشر پڑھنا
جائز ہو یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مسجد میں ذکر ولادت شریف جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا جائز ہو اسواسطے کہ میلاد شریف مشتمل
ہوتا ہے اوپر ذکر معجزات اور آیات بینات اور مدح جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ایسا ذکر
بارہا بحضور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف نبوی میں ہوا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ قصیدہ بانت سعاد اور قصائد حسان ابن ثابت بارہا مسجد شریف میں پڑھے گئے
ہیں بلکہ واسطے حضرت حسان رضی اللہ تعالے عنہ کے منبر رکھا گیا تھا جسپر بیٹھکر قصائد مدح رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور ہجو کفار اشرار پڑھتے تھے قال المحق الشامی فی رد المحتار وقد اخرج الامام الطحاوی فی شرح
معانی الآثار انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی ان تنشد الاشعار فی المسجد وان تباع فیہ السلع وان تحلق قبل الصلوۃ
ثم وفق بینہ وبین ما ورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع لحسان منبرا ینشد علیہ الشعر بحمل الاول علی ما کانت قریش تہجو

ونحوه مما فيه فريادهى ما الغلب على المسجد حتى يكون الكثرين فيه مشا غلا به انتهى ۔ والله سبحانه اعلم وعلمه اتم العبد المجيب
محمد ارشاد حسين عفی عنہٗ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

یہ فتویٰ شاہ محمد سب صاحب کا لکھوایا ہوا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ لوگ بوقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میلاد شریف میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور سند کرتے ہیں اس کا ساتھ علمائے دین حرمین شریفین کا اور بالعض کہتے ہیں کہ یہ ثابت نہوا علمائے مجتہدین سابقین سے اور نہ صحابہ اور تابعین سے پھر اس صورت اختلاف میں جو حق ہو فرما دیں اجر دیں تم کو اللہ۔ **جواب** اس کا یہ ہے کہ درمیان ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑا ہونا مستحب ہے اسواسطے اسپر اجماع علمائے حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ کا ہے اور وہ جو بعض لکھتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہوا ہے علمائے مجتہدین صحابہ اور تابعین سے یہ بات ان کی دین کی برباد کرنیوالی ہے اور بہت غلط ہے اسواسطے بہت سے مسئلے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ اور صحابہ اور مجتہدین کے وقت میں نہیں ہوئے ہیں لیکن اب یا واجب ہیں یا مستحب یا مباح چنانچہ تقلید خاص یعنی حنفی کی کرنی یا شافعی کی کرنی نزدیک علمائے متاخرین کے واجب ہے حالانکہ حنفی اور شافعی وقت پیغمبر خدا کے نہ تھے نہ لوگ امام و دوسرے کا تھا اور اسیطرح علم فقہ اور اصول کا پڑھنا فرض کفایہ ہے اور اسیطرح علم صرف نحو کا واجب ہے حالانکہ اس زمانہ میں نہیں پڑھا جاتا تھا اور جمع کرنا ہدایہ اور صحیح بخاری کا یا نوکری قرآن پڑھانے کی یا قرآن کا [illegible] کا اور یہ اور خیمہ اور دستار واسطے علماء کے کفن میں مستحب ہے جیسے شرح وقایہ میں مذکور ہے اور تمام [illegible] اور جماعت کا یہ سارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور صحابہ کے وقت میں نہ تھے بلکہ اگر [illegible] یوں پوچھیں کہ علماء نے مستحب لکھا ہے یا واجب یا مکروہ تو اس کا یہ جواب ہے کہ تمامی فقہائے حنفیہ [illegible] اس کو اپنی کتابوں میں مستحب لکھتے ہیں اور حنبلیہ اس کو واجب لکھتے ہیں قال علامۃ المدائنی اذ جرت [illegible] بقیام الناس اذا انتہی المداح الی ذکر مولدہ صلعم وہی بدعۃ مستحبۃ والیضاً قال العلامۃ ابو ذکریا [illegible] مولدہ ان خیمض الاشرف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب وورد لدا امام ہمام قدوۃ امام ابو زید واستحسن العلماء القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم اتادہ وقال علماء الحنبلیہ عند ذکر ولادتہ ان القیام واجب لما اتہ قد یحضر روحانیۃ صلعم فقط ۔ المجیب محمد عبداللہ لکھنؤ۔ جواب صحیح است بعمل علمائے حرمین حجت است ۔ فقہائے کبار عمل اہل حرمین را در کتابہائے خود مستمسک بسیح آرند چنانچہ فقیر تہ سید احمد ی بعنوہ جبلی رضوی سفریہ [illegible] صاحب ہدایہ می نویسد علیہ عمل اہل الحرمین العلم انالحق متعارف ارند قاد [illegible] بہ حکم ۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں جس میں بعض اشخاص کو اشتباہات وارد ہوئے ہیں کہ خلافت خلیفہ چہارم کی اجماع سے ثابت ہے یا نہیں اگر اجماع ثابت نہیں تو پھر خلافت کا کیا ثبوت ہے کوئی نص بتخصیص نام وارد نہیں ہے اور اگر اجماع ثابت ہے تو اہل شام آیا مجتہد تھے یا نہیں اگر نہ تھے تو خلافت کی وہ بارہ خلیفہ موصوف با وجود نہ مجتہد ہونے کے بھی اجتہادی ہے یا نہیں اور انکار خلافت یا استحقاق خلافت یا دعویٰ خلافت ان سے صادر ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو قصہ تحکیم کیسے ہوئی ہے اور اگر ہوا تو اس انکار کا کیا حکم ہے اور آیا اس انکار اور انکار خلافت خلفائے سابق میں کچھ فرق ہے یا نہیں اور اگر کسی وجہ سے اس میں بھی اشتباہ ہو جاوے تو حکم کیا ہے یا نہیں اور اگر مجتہد تھے تو داخل اجماع خلافت رابعہ تھے یا نہیں اگر تھے تو قصہ تحکیم کیا جاری ہوا اور اگر خروج بعد دخول در اجماع ہوا تو یہ امر جائز ہے یا نہیں اور حدیث میں شنا لح تو صادق نہ آئیگی اور اگر داخل اجماع نہ تھے تو آیا کسی حکم کے ثابت کرنے میں اتفاق ایک عصر کے جمیع مجتہدین کا ضرور ہے یا نہیں اور انکار مخالفت ایک یا چند مجتہدین عصر واحد کا مخل اجماع ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ثبوت خلافت کیلئے نزدیک اہل سنت والجماعت کے نص صریح یا اجماع شرط نہیں ہے بلکہ ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے بھی خلافت ثابت ہوتی ہے شرح مواقف میں ہے انہا تثبت بالنص من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ومن الامام السابق بالاجماع وتثبت ایضا ببیعۃ اہل الحل والعقد عند اہل السنۃ والجماعۃ انتہی اور گو بہ اجماع ثبوت خلافت ہو وہ بھی داخل ہے بیعت اہل حل وعقد میں یعنی کبھی تمام اہل حل وعقد و معتبرین امت بیعت خلافت کریں تو اجماع ہو گیا اور سب نہیں بلکہ بعض معتبرین حل وعقد کریں تو بیعت اہل حل وعقد صادق ہو گئی اور اجماع نہوا چنانچہ عبدالکریم شہرستانی ملل ونحل میں فرماتے ہیں والاختلاف فی الامامۃ علی وجہین احدہما ان الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار والثانی ان الامامۃ تثبت بالنص والتعیین فمن قال ان الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار قال بامامۃ کل من اتفقت علیہ الامۃ او جماعۃ معتبرۃ من الامۃ اما مطلقا واما بشرط ان یکون قرشیا علی مذہب قوم انتہی اور دوسری جگہ فرماتے ہیں قال ای الاشعری الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار دون النص والتعیین انتہی اور اسیطرح ہے اکثر کتب معتبرہ عقائد میں پس خلافت خلیفہ چہارم کی ثابت ہوئی ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے چنانچہ شیخ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں اہل علم تکلم نمودہ اند در آنکہ خلافت حضرت مرتضیٰ بکدام طریق از طرق مذکورہ بودہ مقتضائے کلام اکثر آنست کہ بہ بیعت مہاجرین وانصار کہ در مدینہ حاضر بودند خلیفہ شدند و اکثر ناسازی حضرت مرتضیٰ کہ با اہل شام نوشتند شاہد این معنی است انتہی ونیز مولانا ئے موصوف نے چند سطر اس کلام سے فرمایا ہے انعقاد خلافت بچہار طریق واقع میشود اول بیعت اہل حل وعقد است از علماء وقضاۃ وامراء وجوہ ناس کہ حضور ایشان میسر شود

واتفاق اہل حل وعقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آن ممتنع است انتہی اور وہ جو بعض اکابر نے لکھا ہے کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے باجماع ثابت تھی کما قال المحقق فی شرح العقائد الجلالیۃ لما استشہد عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اجتمع کبار المہاجرین بعد خمسۃ ایام او ثلثۃ من موت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فالتمسوا منہ قبول الخلافۃ فقبل بعد مدافعۃ طویلۃ وامتناع کثیر فبایعوہ فصار خلافتہ اجماعا من اہل الحل والعقد فقام بامر الخلافۃ انتہی پس تطبیق بینہما القولین یون ہے کہ تحقق خلافت اولاً ساتھ بیعت مہاجرین و انصار مدینہ کی کہ جن میں اہل حل وعقد او مجتہدین تھے ہو گیا اور بعد اس کے اسی پر اجماع بھی منعقد ہو گیا چنانچہ ترجمہ صواعق محرقہ میں ہے کہ مستحق خلافت بعد از ائمہ ثلاثہ امام مرتضیٰ علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ است باتفاق اہل حل وعقد مثل طلحہ و زبیر و ابو موسیٰ و ابن عباس و خزیمہ ابن ثابت و ابو الہیثم ابن تیہان و محمد ابن مسلمہ و عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین اس صورت میں موقوف علیہ ثبوت خلافت کا اجماع نہوا بلکہ اولاً بیعت اہل حل وعقد سے خلافت ثابت ہو گئی بعد اس کے اجماع بھی ہو گیا پس نہ اولیٰ اجماع سے یا بعد اجماع کے پھر جانے احد المجمعین سے نقصان ثبوت خلافت میں نہوگا اور باہمہ اہل شام سے کہ بعض صاحب اونمیں مثل حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مجتہد بھی انکار خلافت یا استحقاق خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صادر نہیں ہوا چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان فرماتے ہیں خلافت حضرت عثمانؓ نیز باجماع ثبوت یافت و بعد از وی علی مرتضیٰ خود متعین بود بفضل و کمل این معنی خود بود دلیل و سے کرم اللہ وجہہٗ باجماع اہل حل وعقد خلیفہ برحق و امام مطلق شد و نزاعی و خلافی کہ از معاویہ و در زمان خلافت وسے بوجود آمدہ در استحقاق خلافت وحق امامت بود بلکہ منشاء آن یعنی دخروج وخطا واجتہاد کہ تعجیل عقوبت قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ باشد بود انتہی اور ترجمہ صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں امام الحرمین گفت کہ اعتداد و اعتبار نیست بر قول کیکہ گفتہ است اجماع بر امامت علی رضی اللہ عنہ منعقد نشد زیرا کہ ہیچکس انکار امامت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نکرد بلکہ این فتنہ و فساد دیگر درمیان ایشان واقع شد باسباب دیگر اور بود نہ بسبب امامت انتہی اور شرح عقائد نسفی میں ہے وما وقع بینہم من المنازعات والمحاربات فلہ محامل وتاویلات فسبہم والطعن فیہم ان کان مما یخالف الادلۃ القطعیۃ فکفر لقذف عائشۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہا والا فبدعۃ وفسق وبالجملۃ لم ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ واحزابہ لان غایۃ امرہم البغی والخروج علی الامام وہو لا یوجب اللعن انتہی اور قصہ تحکیم بھی تھا اوپر موقوفی قتال وجدال کے جو درباب مطالبہ قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقع تھا نہ اوپر انکار خلافت کے اور بعد تحکیم کے حکمین سے حکم عزل دونوں صاحبوں کا یعنی حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا موافق ہوا سے حضرت ابی موسیٰ اشعری کی اور عزل حضرت علیؓ کا نفاذ مراد فق اسے کے بابن العاص کے

حکومت خلافت سے واقع ہوا کما ہو مشروح فی تاریخ الطبری وغیرہ من التواریخ گو الفاظ اس حکم کا کسی صاحب کے حق
میں بہ جواب واضح جیسا لیکر کہ جواب شقوق مذکورہ سوال کا ضمن اس کلام میں ہو گیا لیکن بہ نظر توضیح ہر ہر شق کو
مفصلاً بیان کیا جاتا ہے پس شق اول میں جو کہا کہ خلافت خلیفہ چہارم کی باجماع ثابت ہے یا نہیں تو جواب باعتبار
شق ثانی ہے یعنی باجماع ثابت نہیں پھر سائل نے اس شق میں یہ جو کہا پھر خلافت کا کیا ثبوت تو جواب یہ ہے
کہ وجہ ثبوت خلافت کی بیعت اہل حل وعقد من المہاجرین والانصار الحاضرین فی المدینہ ہے کما مر مفصلاً اور جب
ثبوت خلافت باجماع نہ قرار پایا تو سب شقوق جو سائل نے بر تقدیر ثبوت خلافت کے باجماع بیان کی تھیں
ساقط ہو گئیں لیکن بحیثیت تحقق اجماع کے بعد ثبوت خلافت کے ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے ان شقوق میں بھی
کلام کیا جاتا ہے وہ جو سائل نے کہا کہ اہل شام مجتہد تھے یا نہیں اس میں شق اول مختار ہے اب شقوق مترتبہ
غیر مجتہدین ہونے اہل شام کے ساقط ہو گئی اور شق اول میں جو سائل نے کہا اگر مجتہد تھے تو داخل باجماع خلافت
رابعہ تھے یا نہیں اس میں بھی شق اول اختیار کی اس پر جو سائل نے کہا کہ قصہ تحکیم کی کیا بنا ہے تو جواب یہ ہے کہ بنا
قصہ تحکیم اور بہ قصد سو توفی قتال کے تھی نہ اوپر انکار خلافت کے کما مر پس خروج بعد الدخول فی الاجماع متحقق
نہ ہوا پس جواز وعدم جواز اس کا بحث سے خارج ہے اور حدیث من شذ بھی صادق نہ آئی اور شقوق عدم دخول
خلافت رابعہ کے بیچ اجماع کے ساقط ہوئی لیکن یہ امر علیحدہ کہا جاتا ہے کہ واسطے تحقق اجماع بسیط کے اتفاق
جمیع مجتہدین عصر واحد کا ضرور ہے اور انکار ومخالفت بعض مجتہدین مخل اجماع ہے ہذا ما ظہر لی واللہ سبحانہ اعلم
وعلمہ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں
ہوا اور بعد اوس کے صلحا سے مروج ہوا آیا وہ فعل جائز ہے یا نہیں فقط۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو امر بعد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور صلحائے امت نے
اوس کو نکالا وہ امر واجب ہے یا حرام یا مباح یا مکروہ جامع الکلم میں شیخ علی متقی نے اور امام برکلی نے
طریقہ محمدیہ میں اور مناوی نے شرح جامع صغیر میں لکھا ہے اور عبارت جامع الکلم کی یہ ہے البدعۃ منقسمۃ
الی واجبۃ ومحرمۃ ومباحۃ ومکروہۃ والطریق فی ذلک ان تعرض البدعۃ علی قواعد الشرع فان دخلت فی قواعد الایجاب
فھی واجبۃ او فی قواعد التحریم فمحرمۃ او فی الندب فمندوبۃ والمکروہۃ فمکروہۃ انتہی مختصرا مثال بدعۃ واجبہ کے علم اصول فقہ
اور علم نحو وکلام وغیرہ اور مثل بدعۃ محرمہ کے تعزیہ داری اور جبریہ وغیرہ اور مثل بدعۃ مستحبہ کے بنانا
مدارس اور خانقاہ اور پل وغیرہ کے اور مثل بدعۃ مکروہہ کے رنگین کرنا دیواریں مسجد کی اور مثل بدعت

مساحت کا اچھا کھانا کھانے اور اچھے کپڑے پہننا یعنی جو امر نکالا ہوا سلف صالحین کا واجب ہو تارک اس کا فاسق ہے
اور صغیرہ کبیرہ حرام اور مکروہ تحریمہ کا بھی فاسق ہے اور لائق سزا شرعی اور مرتکب حرام اور سزا اور تعزیر اس کی جو وجہ
شرع میں ثابت ہے حاکم مسلم جاری کرے اور مباح اور مستحب کا تارک مستحق مذمت نہیں حاصل یہ کہ جو حال تارک
یا فاعل اور کسی امر واجب اور حرام اور مستحب اور مباح اور مکروہ کا ہے وہی حال تارک یا فاعل اس امر جدید کا ہے
واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ روح مومنان از آدم علیہ السلام تا این
دم کہ از دنیا رفتہ اند در جنت از جنان میمانند یا بجائی دیگر مقام دارند مقام از مقام جنت علیحدہ است یا در مقام جنت شامل
امید کہ از حقیقت ایں معنی بریں قرطاس ثبت فرمانید بمہر یا دستخط فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ارواح مومنین بعد انتقال یا بمقام علیین میمانند و یا در آسمان دنیا یا ما بین آسمان و زمین یا در چاہ زمزم چنانچہ
در تفسیر فتح العزیز میفرمایند و مقام علیین بالائے ہفت آسمان است و ارواح نیکان بعد از قبض در آنجا میرسند متوطن
میشوند انبیاء و اولیاء در آن مستقر میمانند و عوام صلحا را بعد از رسانیدن تام و رسیدن نامہائے اعمال علی
حسب المراتب در آسمان دنیا یا در میان آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار میدہند انتہی و جنتیکہ در آن ارواح
متوطن میباشند از جنتہائے جنت است در تفسیر مذکور قبل از کلام سابق میفرمایند و مقام علیین بالائے ہفت آسمان
است و ما بین آن متصل سدرۃ المنتہی است و بالائے آں متصل ساق است عرش مجید انتہی فقط واللہ سبحانہ
اعلم و علمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ چہ میفرمایند علمائے دین دریں عقیدہ و اہل این عقیدہ۔ بنصوص شرعیہ لفظ کلام اللہ گاہے بر کلام
نفسی کہ صفت ازلی باری است اطلاق کردہ میشود و گاہے بر قرآن مجید کہ مرادف کتاب است و گاہے ایں
صفت را ہم قرآن میگویند و مراد از کلام نفسی کہ صفت باری است معنی واحد بسیط قائم بذاتش یا عین ذاتش است
و مراد از لفظ ایں صفت فی حد نفسہ ذا الشاں است و نہ خبر و نہ حرف و صوت و کلمہ و سورۃ قدیم غیر مخلوق
بلا اختیار است و صورت قیام و زیادت از صفات ذاتیہ مثل علم است نہ از صفات فعلیہ مثل تخلیق
و ایں صفت را تعلق بمعانی مختلفہ است و ایں صفت از خود اللہ تعالےٰ ابہیں علاقہ در پیرایہ ایں معانی بالفاظ
مخصوصہ بلا کیف ظاہر و خارج میشود و در وقت ظہور دریں پیرایہ انشاء و خبر و مسموع جبرئیل و از صفات
فعلیہ باری میگردد و ہر گاہ بزبان دیگر در پیرایہ ہمہ معانی و الفاظ مخصوصہ ظہور میگردد ذات اجزاء
و الفاظ فرق بالذات میشود و ہر جزئی را کہ لفظ عام است آں جزو بداں معنے خاص دلالت میکند

موصوف به نزول و اعجاز و هدی و عربیة و محبوبیت ارادی باری و مسمی بقرآن که مرادف کتاب است میگردد
و این اسم اسم جنس است و باری تعالی باعتبار این صفت فعلیه گاهی متکلم است و گاهی ساکت و بالجمله مصداق کلام
ظاهر و مظهر هردو است ظاهر ازلیست و مظهر غیر ازلی و اطلاق قرآن بچنین مظهر عام ازین است که خارج و ظاهر از
باری شود یا از غیر او حقیقی است و نفی قرآنیة ازین مظاهر حقیقة و ذمیت و نقوش کتابیه که بر لوح جهان باشند
چون از مظاهر او اند هم قرآن هستند مسموع محفوظ مقرو و مکتوب بودن قرآن حقیقة صحیح است و اتصاف صفت ازلی
او تعالی باین اوصاف از قبیل اتصاف الشی باوصاف متعلقه میتواند شد

الجواب والله سبحانه الموفق للصواب

آنچه سائل از عقیده مرقومه و اہل آن سوال میکند جوابش اینکه عقیده مرقومه ظاهراً صحیح است و اہل آن متدین عقیده
مصیب اند و مطابق آن تصریحات علماء متکلمین اشاعره واقع است لا العقیده الفاظ مذکوره در آن قابل تاویل و تبیین است
پس آنچه میگوید لفظ کلام السدالی ان قال و گاهی ساکت این صفت را هم قرآن میگویند قال فی التوضیح ان القرآن لفظ
مشترک یطلق علی الکلام الازلی الذی هو صفة الحق عز و علا و یطلق ایضا علی ما یدل علیه و هو المقرو انتهی و هکذا فی عامة
کتب العقائد و الاصول و قوله و مراد از کلام نفسی که صفت بارئیست صفتی واحد بسیط قائم بذاتش یا عین ذاتش است
نه مدلول لفظ انتهی قال فی المواقف کلامه تعالی واحد عندنا کما مر فی القدرة انتهی و قوله نه مدلول لفظ یعنی آنست که
کلام الٰهی عبارت از صفت بسیط است یا قائم بذاتش یا عین ذاتش و آن صفت مدلول لفظ نیست چه مدلول
لفظ قائم باذهان مدرکین است و آنچه قائم بذات حق یا عین حق باشد قائم باذهان مدرکین نمیتواند شد قوله و این
صفت فی حد نفسه الی قوله غیر مخلوق با اختیار است قال فی شرح العقائد النسفیة و هو متکلم بکلام هو صفة ازلیة لیس من
جنس الحروف و الاصوات و هو صفة ای معنی قائم بالذات و الله تعالی متکلم بها آمر و ناه و مخبر یعنی انه صفة واحدة
تتکثر بالنسبة الی الامر و النهی و الخبر باختلاف التعلقات انتهی قوله در صورت قیام و زیادت الی قوله شان تکلیم
انتهی قال فی الفقه الاکبر و شرحه للعلی القاری لم یزل و لا یزال باسمائه و صفاته الذاتیة کالعلم و الحیوة و القدرة
والکلام وهی قدیمة بالاتفاق و الفعلیة ای موصوفا بالصفات الفعلیة کالخلق و الرزق و نحوهما انتهی قوله و بعد اراده الله تعالی الی قوله از صفات
فعلیه باری میگردد انتهی ظاهر شدن آن صفت در پیرایه این معانی ظاهر است و بودنش بلا کیف باین معنے
توان گفت که کیفیت ظهور در پیرایه معانی و الفاظ مدرک نیست کما قال فی شرح العقائد النسفیة و هو مکتوب
فی مصاحفنا محفوظ فی قلوبنا مقرو بالسنتنا بحروفه الملفوظة مسموع باذاننا غیر حال فیها ای مع ذلک لیس حالا فی
المصاحف و لا القلوب و لا فی الالسنة و لا فی الاذان بل هو معنی قدیم قائم بذات الله تعالی یلفظ و یسمع
بالنظم الدال علیه انتهی قوله هرگاه بزبان دیگر در پیرایه همین معانی الی قوله که مرادف کتاب است میگردد و هو ظاهر

قول شرح العقائد النسفیہ فلما انتفا قولہ و ایں اسم اسم جنس است الی قولہ وگاہی ساکت انتہی بودن قرآن یا کلام اللہ جنس ظاہر است چہ اگر اسم شخص بودے پس اطلاق آن نقط بر یک شخص حقیقۃً صحیح بودے نہ بر غیر آن و قرآن کہ عند التلفظ بہر لافظ قائم مشہود و عند الادراک معانی آں بہر مدرک قیام می پذیرد باشخاص جداگانہ میگردد زیرا کہ تشخص عرض تابع تشخص محل است پس الفاظ مخصوصہ با معنی مخصوص یا ہر دو را حقیقۃً قرآن و کلام اللہ گفتن اگرچہ در لوح محفوظ باد و بر لسان ذو یکے باشد بدون اسمیت جنسیہ امت نباید کما قال جلال الدین الدوانی فی شرحہ للتہذیب ومن ہہنا علمت ان اسامی الکتب من اعلام الاجناس عند التحقیق انتہی و بحر العلوم وغیرہ من المحققین علمیت جنسیہ اسم موضوعہ اسمیت جنسیہ ورد یستعار نموزہ اند و فی الواقع ہرگاہ قرآن برین معانی یا الفاظ مخصوصہ ہم اطلاق کردہ شد پس باعتبار این صفت فعلیہ حق تعالیٰ است تکلم و ساکت بر دو عنوان گفت و چونکہ کلام اللہ بمعنی صفت قدیمہ در پیرایہ این معانی و الفاظ بلکہ نقوش ظاہر است کما مر لہٰذا ظاہر یعنی کلام اللہ بمعنے صفت قدیمہ حق تعالیٰ قدیمست و ایں الفاظ یا معانی مرتبہ وغیرہ مظاہر او حادث است قال فی شرح العقائد النسفیۃ التحقیق ان کلام اللہ تعالیٰ اسم مشترک بین الکلام النفسی القدیم ومعنی الاضافۃ کونہ صفۃ اللہ تعالیٰ وبین اللفظی الحادث المولف من السور والآیات ومعنی الاضافۃ انہ مخلوق اللہ تعالیٰ لیس من تالیفات المخلوقین فلا یصح النفی اصلاً ولا یکون الاعجاز والتحدی الا فی کلام اللہ تعالیٰ حقیقۃً انتہی بالجملہ عقیدہ مرقومہ صحیح و مطابق عقیدہ اہل سنت والجماعت است فقط واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہٗ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ حضرت سیدنا عثمان کو جامع قرآن جو کہتے ہیں اس کا کیا سبب ہوا یا اس سے پہلے قرآن شریف جمع ہی نہیں ہوا اگر ہوا تو اول کس نے کیا اور کس عہد میں اور زیادہ تر حضرت عثمان رضی کی نسبت شہرت جامعیت کیا منشا رکھتی ہے اور جمع سابق اور ان کی جمع میں کیا فرق ہے بینوا بالکتاب توجروا من العزیز الوہاب ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت عثمان کو جامع قرآن اس سبب سے کہتے ہیں کہ انہوں نے تیسری مرتبہ قرآن شریف کو جمع کرایا ایک مرتبہ جمع قرآن عہد جناب سرور کائنات میں واقع ہوا اور دوسری مرتبہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تیسری مرتبہ زمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اور تینوں جمعوں میں فرق بین ہے پہلا جمع جو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوا وہ یہ کہ تمام قرآن شریف کا پتھروں پر اور شانوں کی ہڈیوں اور چمڑے کے پارچوں پر اور کھجور کے پتوں پر اس میں نہ ترتیب سورتی اور نہ ایک جگہ ان کو ضبط کیا تھا اور نہ اس میں علیحدگی اور تجرید تھی لغت قریش کے دیگر لغات سے قال العلی القاری فی المرقاۃ

قد كان القرآن كله كتب في عهد النبي صلى الله عليه وسلم لكن غير مجموع في موضع واحد ولا مرتب السور قال الحارث المحاسبي
في كتاب فهم السنن كتابة القرآن ليست محدثة فانه صلى الله عليه وسلم كان يأمر بكتابته ولكنه كان مفرقا في الرقاع والاكتاف
وانما امر الصديق بنسخها من مكان الى مكان مجتمعا انتهى اور جمع ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اُن اوراق
متفرقہ کو ایک جگہ منضبط اور منتظم کر لیا تھا نہ ترتیب سور تھی اور نہ تجرید بلغت قریش کے دیگر لغات سے اور جمع حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ترتیب سور اور تجرید کیگئی لغت قریش کے لغات آخر سے قال فی اللمعات قال
الخطابي انما لم يجمع صلى الله عليه وسلم القرآن في المصحف لما كان يترقب من ورود ناسخ لبعض احكامه وتلاوته فلما
انقضى نزول النبوة صلى الله عليه وسلم الهم الله الخلفاء الراشدين ذلك وفاء لوعده الصادق لضمان حفظه على هذه
الامة وكان ابتداء ذلك على يد الصديق بمشورة عمر رضي الله تعالى عنهما والكلام في كتابه مخصوصة على صفة مخصوصة
وقد كان القرآن كله كتب في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم لكنه غير مجموع في موضع واحد ولا مرتب السور لهذا
قال الحاكم جمع القرآن ثلاث مرات احدها بحضرة النبي صلى الله عليه وسلم واخرج بسنده عن زيد بن ثابت قال كنا
عند رسول الله نؤلف القرآن في الرقاع اه قال البيهقي يشبه ان يكون المراد تأليف ما نزل من الآيات المتفرقة في سورها
وجمعها فيها باشارة النبي صلى الله عليه وسلم والثانية بحضرت ابي بكر روى البخاري هذه الرواية المذكورة في الكتاب
الثالث جمع عثمان رضي الله تعالى عنه عند جميع الصحابة فنسخوا في المصاحف وكتبوا بلغة قريش وارسل الى كل افق مصحفا
مما نسخوا كما في الحديث الآتي وقال ابن حجر كان ذلك في سنة خمس وعشرين قال ابن التين وغيره الفرق بين جمع ابي
بكر وجمع عثمان ان جمع ابي بكر كان لخشية ان يذهب من القرآن شيء بذهاب حملته لانه لم يكن
مجموعا في موضع واحد وجمع عثمان لكثرة الاختلاف في القراءات حين قرأوه بلغاتهم على اتساع اللغات فادى ذلك
الى تخطئة بعضهم بعضا فاقتصر من سائر اللغات على لغة قريش محتجا بانه نزل بلغتهم وان كان قد وسع في قراءته بلغة غيرهم
دفعا للحرج والمشقة في ابتداء الامر فرأى ان الحاجة الى ذلك انتهت فاقتصر على لغة واحدة انتهى اور سبب ثمرت
جامعیت قرآن کا بہ نسبت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واضح ہو گیا وہ یہ کہ قرآن شریف جو موجود
ہے باین ترتیب سور و باین قراءت سبعہ بلغت قریش یہ ثمرہ ہے جمع عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ مجرد جمع
سابق کا واللہ سبحانہ اعلم۔ وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

مسائل شتیٰ

مسئلہ سماع اموات ہست بحیث قائل آنست، در سند تحقیق شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ پیش میکنند و حکم
احتو نسبند مانند مسائل و عبارات فتح القدیر وغیرہ منقول آن انکار دارد و ہر چند در مسئلہ سماع اموات و فوق تمام
بیش تر در بیان عبارت فتح القدیر منقول مانند مسائل فی الجملہ مذبذب شدہ کہ چرا علماء حنفیہ از

اشاره وارد شد درین مسئله تحقیق خود حدیثاً وفقهاً مع ماله وما علیه بقدر حاجت و وسعت فرصت افاده فرموده
آید **مسئله** زیارت اشعار مثنوی شریف مولانا روم و دیگر بزرگان عادی موعظت و تذکیر را ذیل بیان و منع
بالجمله نفی عادی هستم و مخاصم را مدعا جوازش کلام ست **مسئله** معمول است که بر تاریخ یازدهم ختم غوثیه می‌خوانند
در آن درود شریف و سورهٔ فاتحه و الم نشرح و یسین وغیره سور و جمله یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً لله خوانده
می‌شود درین امر هم مخاصم تخیف اول در نفس تعیین تاریخ یازدهم ثانیاً در اکل طعام که بعد ختم معمول خوردن
حاضرین است ثالثاً در جمله یا شیخ عبدالقادر را لغو بدعت و طور کلام وانمودی بلکه شیئاً لله که در درمختار آنرا کلمهٔ کفر
نوشته دوم بوجه بودن حرف ندا که ناظر بتعیین‌دت حضوری و علم غیب حضرت غوث پاک است و تخیف جواب
تعیین تاریخ و اکل طعام با وجود تعیین جوازش هم جهت ذکر میلاد شریف حسب احسن للمقصد فی عمل المولد وغیره مسائل
علما محققین اسوه دین مسید هر دو در کلمه شیئاً لله باعتبار معنی آخر که مزیل شبه کفر است تصریح محقق این جا یک
شامی است استعمال فرشان سکیند و در کلمه ندا اولاً باعتبار مذهب وضوعیت آن جهت قریب و بعید
هر دو که لصوت و منع للبعید احتمال حضوری منعدم می‌شود ثانیاً بتقدیر تسلیم تخصیص آن جهت ندا قریب با آن مکان
مطلع شدن حضرت غوثیه باطلاع وهبی ایزد تعالی یا خرقاً للعادة و بسبیل الکرامت عجیب می‌شود مگر بوجه قلت
علم و هم آن شد و خیالی میکند پس هر آنچه بنظر راه درین مسئله محقق نماید امیدوار افاده هم **مسئله** اگر کسی از اهل علم
بعشره محرم با قبران ضمن تذکره واقعهٔ کربلا بعضی روایات صحیحه باز از اشبهات الزام عائد بر بعضی صحابه کند
علی الخصوص بحجات متعدده بالترتیب ذکر خلفاء اربعه نموده بذکر کربلا پردازد نزد خاکسار صورت جوازش
خیالی می‌آید که در صواعق محرقه ابن حجر تصریح این مسئله دیده ام ولیکن مخاصم اعتراض کند قول مجمل بعضی عبارت
حضرت امام غزالی رحمة الله علیه قائل بعدم جوازش بوده اند و بخصوص هم تحقیق حقیق در کار است **مسئله** در اکل
جهینگه در فتاوی حمادیه دو قول دیده ام حلت و حرمت بناءً علیه حسب اصول حنفیه که بصورت اجتماع حلت و حرمت
افتاء بر قول بحرمت باید فتوی حرمت سیاهم و خوردنی خودم که چون سمک بودنش به ثبوت نرسیده مگر در صورت
حلتش می‌توان شد و مخاصم ما می‌گوید که علما بنگاله بسند معتبر بودن جهینگه از اقسام سمک ثابت کرده اند
پس کمال تردد هستم که در حمادیه و سراج المنیر دو قول نقل کرده سکوت ورزیده و اصل علما را ناظر بحرمت
است پس چگونه فتوی حلت ادا توان شد بناءً علیه حاجت تحقیق این مسئله هم شد **مسئله** خوردن بسکٹ
و نان پاؤ که در آن خمیر تاڑی وغیره مسکرات انداخته می‌شود تحقیقش را از آن احتراز نباشد و نجابان تحقیف
مرتسم است که بزبانی یک رساله نان پاؤ وغیره چھاپه نظامی جامع اقوال علما رقیه بطبیعت دیده بودم در آن
بعضی علما بر قول خرخباس فرموده بحکم حلت وا فتاده و بعضی دیگر بوجه عدم استحاله و باقی بودن اجزا مسکر

علی حالها بتردیدش پرداخته وبفهم ناقصم تحریر قرین دیگر الیق بالقبول معلوم شده بود لاجرم نه خود بتحریرم نه
فتوای حلتش می دہم ومخاصم ما بلا دلیلی مرسلی صرف ہمین قدر بگوید کہ علماء کلکتہ فتوای حلت دادہ اند لاجرم
مستدرک تحقیق می شدم مسئلہ در بعضی رسائل متعلقہ احوال برزخ بسند حدیث کتاب نوادر الاصول حکیم ترمذی
وغیرہ ثبوت آمدن ارواح موتی بامکنہ خود بایام ولیالی متبرکہ دیدہ عند الاستفسار از سائلین بیان
کردہ بودم کہ مخاصم نحیف بتغلیطش پرداختہ سند از مسائل اربعین کہ در آن ہمچو احادیث را بالکل ساقط
از پایۂ اعتبار نوشتہ می آرد مگر تشفی نحیف بصرف عبارت مسائل اربعین نمیشود لاجرم مکلف ام کہ [illegible]
ارقام فرمایند کہ ہمچو احادیث بالکل موضوع اند یا ضعیف قابل احتجاج ہمچو امور بودہ اند وحسب تحقیق
فقہا وصوفیہ کرام درین مسئلہ ہرچہ محقق است از آن ہم آگہی بخشیدہ آید مسئلہ اگر شخصے عادی این امر باشد
کہ بعد بول چون استنجا بکلوخ می نماید تقاطر بول زائل نمیشود وہرگاہ آب میرساند بوجہ برودت کہ خاصہ تکثیف
دارد تقاطر زائل میشود ہمچو شخص با وصف قائل بودن بجواز وسنت استنجا بالمدر اگر قصر بر استنجا بالماء بعد البول
نمودہ باشد ہیچگونہ الزام شرعی نزد علماء احنفیہ بروے عائد خواہد شد یا نہ مسئلہ شخصی عالم علم ظاہر پابند
صوم وصلوۃ ہست وشغل درس وتدریس وغیرہ ہم میدارد ولیکن تہذیب نفس بطوری حاصل نکردہ کہ از مہلکات
خلاصی یافتہ باشد وشخصی دیگر بے علم است کہ جذبہ ایزدی اورا دفعۃً بخود کشیدہ یا بتوجہ پیری کامل نسبت
صوفیہ ونورانیت این طائفہ علیہ در قلبش جا گرفتہ از سکر بعجز آمدہ معروف عبادات یا نجات از ابتلا بمہلکات
است ازین ہر دو شخص کدام شخص افضل واکرم عند اللہ ومستحق زیادتی رتبت ووجاہت یوم قیامت بودہ بسبب
نحیف با فضیلت شخص جاہل از نسبت صوفیہ است ومخاصم نحیف بافضیلت عالم ظاہر لیست درین امر ہرچہ محقق
باشد افادہ فرمودہ شود مسئلہ از بسیاری نصوص افضلیت شہدا بر علماء ظاہر ثابت میشود مگر حدیث
یوزن مداد العلماء ودم الشہداء کہ در احیاء العلوم ومکتوبات حضرت مجدد درج مندرج است اگر مراد از
علماء ظاہر ہستند لفظ ہر مشعر بافضیلت علماء ظاہر بر شہدا است پس از مسئلہ تفضیل بین الشہداء والعالم
الظاہری وکیفیت حدیث مذکور من حیث صحت وضعف وموضوعیت ووقوفیت وغیرہ
آگہی بخشیدہ آید مسئلہ کہ از فتوی ونصوص علاقہ ندارد مشروط بر تفحص امارات افضلیت بودہ است وتحقیقش مبنی
بر تفحص کلمات صوفیہ علیہم الرحمۃ است اینکہ با وجود مکتوبات مجددیہ کہ بہ نقل منقولہ غوثیہ ۞ افلت
شموس الاولین وشمسنا ابداً علی افق العلی لا تغرب ۞ واصلیت از روحانیت حضرت غوث پاک
با فاضۂ ولایت با ولیاء مابعد آنجناب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ثابت فرمودہ اند خود را نائب حضرت ایشان
درین امر توسط قرار دادہ اند اذان وہم از ملاحظہ احوال کرامات وغیرہ افضلیت رتبہ حضرت غوث پاک

رتبهٔ فضیلت حضرت مجدد هم ثابت میشود وهمین امر بذهن احقر مرتسم بوده است مگر مخاصم بالا زین امر انکار ساخته
وحضرت مجدد در حرکه باخر همون مکتوب یک قسم ولایت نبوة ارقام فرموده اند اسطیت غیری را و حال نموده
اند و همه بحث میکند در ذهن احقر این امر منقش است که اسطیت حضرت غوث پاک بمرتبه ولایت ثابت شود
یا نشود ولیکن هرگاه مرتبه قطبیت با نجناب مسلم شد و پیدا است که قطب از جمیع اولیا افضل میباشد
کما قال المولوی المعنوی ؎ قطب شیر و صید کردن کار او ۔ باقیان این خلق باقی خوار او پس هرگاه الی
یوم القیامت آنجناب بر رتبهٔ قطبیت مستقر مانند چگونه از جملهٔ اولیاء ما بعد خود افضل نخواهند شد بهر
حال از دیگران افضلیت حضرت ایشان ثابت شود یا نشود مگر بموازنه احوال کرامات وظهور مراتب فلا
آنحضرت وحضرت مجدد در را افضلیت من حیث رتبهٔ ولایت وشرف نسب کرا انکار هر چه شود ارقام فرموده آید
مسئله حکم تحصیل علم منطق بخیف نفس علم منطق را قطع نظر از اختلاط فلسفیات بوجه موقوف علیه فهم مسائل اصول
ومهارت نطقیت میان احوال مختلفه وابطال مذاهب زائغه وتزییف دلائل فرق ضاله ضروری میدانند
وتحصیل آنرا لا اقل مستحب ومستحسن می شمرد و مخاصم حقیر پسند قول ملا علی قاری رح در شرح فقه اکبر که استنجا
با وراق علم منطق جائز نوشته تحصیلش را حرام میدانند درین امر هم از تحقیق خود آگهی بخشیده آید فقط

الجواب والله سبحانه هو الموفق للصواب

سماع موتی از دلائل شرعیه ثابت است وانچه فقهاء را از ان انکار است چنانچه در باب یمین تصریح آن
فرموده اند مراد از ان نفی سمع متعارف است یعنی چونکه مبنائے ایمان بر عرف است کما لا یخفی و در عرف تکلم میت
بقصد افهام وسمع آن معروف نیست پس اگر کسی بلا اکلم فلانا حلف کرده وبعد مردن از فلان تکلم نموده این
تکلمش بحسب عرف تکلم نیست چه تکلم در عرف برائے اسماع وافهام معروف است وبسبب انتفاء حیات این
فهم وسماع عرفی در میت مفقود است درین صورت حالت مذکور حانث نیست پس صاحب فتح القدیر
وغیره من الفقهاء هرجا که نفی سماع تصریح فرموده اند مقصود شان این نفی سماع بحسب متفاهم عرف است نه نفی سماع
حقیقی وصاحب فتح القدیر خود بدین معنی تصریح فرموده اند لفظه لا یقال یصح فی المیت کذلک لولا الموت
سمع لانا نقول یمینه لا تنعقد الا علی الحی لان المتعارف هو الکلام معه ولان الغرض من الحلف علی ترک الکلام
اظهار المقاطعة وذلک لا یتحقق فی المیت انتهی فی صفحه ۲۲۵ من النسخة المطبوعة وقراءت اشعار مثنوی شریف
وغیره که مشتمل بر غفلت و نفع دینی یا مقدمات آن باشد بلا تامل جائز است واما نفع مکابر اشد المکابرة
لا یصغی ... الیه و فاتحه حضرت غوث الثقلین رضی الله تعالی عنه معین یازدهم وخواندن ختم غوثیه یا ختم
آن جلها شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا لله همه جائز است در طریق تبرک وعمل اصلا احتمال شرک و کفر نیست

در در مختار از شرح وهبانیه ترجیح عدم تکفیر نقل نموده است ومحقق شامی هم تائید آن فرموده پس بهر جبر ملم کرنی حکم
انحلص چنیان بعبارت در مختار استدلال می آرد وقال فی شرح الوهبانیه بدر کشیں ورکرشان کفر لبعضهم وصحح انه
کفر وهو المحرر کذا قول شی لله قیل یکفره وبالحاذر باناظر لیس بکفر انتهی وتفصیل این مسئله موقوف بر مهلت کثیر است
وبالفعل لبعض احباب تحریک فتوی جواز ولد شریف بتعیین تاریخ متصل بر داوله تا تبیین جزئی لسبد تحریر نموده
اند ان شاء الله لبعد تصحیح بنقلش مرسل خواهم شد ان شاء الله تعالی نافع خواهد شد وبیان نمودن واقعه کربلا
اقتصر بیانش بر روایات صحیحه بلا تامل جائز است وصاحب قول جمیل منع آن بوجه روایات ضعیفه وموضوعه
فرموده اند نه مطلقا اگر مطلقا هم منع کرده می تاهم قول شان دلیل شرعی که بدان حجت باشد نیست ودر مسئله
حلت تبنبک فی الواقع فقها را دو قولست بعض حلال وبعض حرامش گفته اند ومبنائے اختلاف شان وخوضش
در انواع سکر وعدم دخول است که وقوع بعضهم اقام الحرف بیان برآنچه وخوضش در انواع سکر نوشته از کلام مجتهدین نیست الحاصل قیل عقیده بسته
اند مجتهدین کردر شرعیه منقیه او درحلت وحرمت احتیاطی ترجیح محرم را باشد احتیاطا در تحریم آنست وانچه در
بعض رسائل دیده شد لبعد نقل قولین مذکورین نوشته اند که صاحب انواع گفته که فتوی بر حلیت آنست قابل
وثوق نیست چه اولا صاحب انواع نقل افتا از کلام معتبرین نموده وثانیا فتواے ارباب ترجیح وفقه
معتبر است نه مطلق افتا پس معلوم نیست که فتوی دهندگان بحلتش از کدام قبیل اند وتا وقتیکه فتواے
از کلام مرجحین منقول نباشد دلیل واضح حرمت را نمیتوان گذاشت وآمدن ارواح مومنین
صالحین بکنه خود با وجز هر جا که خواهند از احادیث غیر موضوعه ثابت است نقاد حدیث بر وضع جمیع آن
احادیث حکم نفرموده اند نهایت آنست که صحاح ومتصل الاسناد نباشند حسن باشند لعینه یا لغیره یا
ضعیف باشند ودر همه صورتها ثبوت ما یا بها تجویز میشود چه سوائے احکام در فضائل اعمال ومناقب
وغیره حدیث ضعیف هم حجت میشود چه جائے حسن معنا نبودن حدیث صحیح متصل السند لبعد تتبع معلوم خواهد شد
نبودن آن بیرون ما سلم نموده شد واحادیث مضمون مذکور در تصانیف امام جلال الدین السیوطی
وتصانیف ابن ابی الدنیا وغیره هم آمده چنانچه قاضی ثناء الله پانی پتی قدس الله سره السبحانه السبرم اما فند
در تذکرة الموتی میفرمایند ابن ابی الدنیا از مالک روایت میکند ارواح مومنین هر جا که خواهند
سیر کنند مراد از مومنین کاملین اند ودر بعض رسائل انکار از آمدن ارواح نموده اند اینقدر نوشته
اند آمدن ارواح بشب جمعه از روئے احادیث صحیحه مرفوعه متصل الاسناد ثابت نگشته انتهی
پس هر وزیں کلام مستدل بگوید انما فهمید وآنکس که نقاطر بولش بوصول آب استنجا منقطع می شود
واگر کلوخ استنجا می کند نقاطر منقطع نمی شود آنکس را اکتفا بر آب نمودن کافی است وصاحب گرفتن کلوخ نیست

ونزد علمائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہیچ قباحت شرعی بر آن نیست زیرا کہ استنجا عند الفقہا عبارت است از استعمال
احجار کلوخ وغیرہ یا از استعمال آب بعدہا استعمال آب محقق است ہمیشہ کہ نزد بعض فقہاء واجب است ونزد بعض مستحب
است عبارت است از برون نمودن از چیزے کہ از مخرج نجاست خارج شود آنہم درین محل با ستعمال
آب موجود است وقد صرح بذلک فی الدر المختار وحاشیۃ الرد المحتار فی فصل الاستنجاء و کسیکہ بمرتبۂ ولایت
وجذب الٰہی و جبیکہ احکام شرعیہ را ادای ساز د مشرف شد از عالم ظاہر بمراتب افضلست چہ قرب الٰہی مقصود
اصلی است از عبادت وعلم واین امر مجذوب کامل را حاصل است وعلم ظاہر بدون اخلاص فی العمل وحقیقت
تقوی چندان مفید نیست وہو ظاہر من النصوص القرآنیۃ و حدیث معروف یوزن مداد العلماء ودم الشہداء
حدیث صحیح مرفوع نیست قال فی تذکرۃ الموضوعات ولا بن عبد البر من حدیث سماک ابن حرب عن ابی الدرداء
یوزن یوم القیمۃ مداد العلماء ودم الشہداء انتہی وتفضیل علماء ظاہر بر شہدا کہ ازین حدیث مستفاد است
سابق ہیچ نصی از نصوص نیست پس ممکن است کہ در حدیث مذکور مراد از علماء علمائے ظاہر باشند واگر مراد از علماء
علماء جامع بین الظاہر والباطن گرفتہ شود چندان مستبعد نیست وانچہ در باب تفضیل حضرت غوث الثقلین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ استفسار کردہ لیکن ازین بحث سکوت
مناسب است و بر حقیقت تفضیل این امر از بیانات اکابر طریقت بخوبی معلوم است اما اندرین باب سخن حتمی نمودن
یا ابحاث ظنیہ وتخمینیہ کردن بے ادبی است الکلام و در تحصیل علم منطق رائے فقیر ہمانست کہ آنحضرت تحریر نمودہ اند
و قول ملا علی قاری وغیرہم بجائے خود صحیح و محمول است بر منطقیکہ مفید در علوم دینیہ نباشد بلکہ مضرت او شائع
باشد انیست انچہ در مسائل مستفسرہ رائے فقیر است بطور اختصار نوشتہ شد وتفصیل ہر مسئلہ کہ از ینہا منظور باشد
از ان اطلاع فرمانید تا وقت مہلت نگاشتہ شود فقط العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

جواب ششم

کستا ہی یہ بندہ گنہگار راجی عفو پروردگار عبد الغفار خان کا جامع فتاوائے ارشادیہ کا کہ ان مسائل
شتی میں بارہ مسئلہ ہیں گیارہ کے جواب حضرت قدس سرہ سے منقول پائے چھٹی مسئلہ کا جواب منقول نہیں
پایا لہذا بغرض تکمیل اس بندہ ہیچمدان نے اس کا جواب لکھ دیا کہ مانا اور استعمال کرنا بسکٹ اور نان پاؤ کا جائز ہے
اس لئے کہ خمیر کیلئے اصل تاڑی اور شی سکر کا ڈالنا ضروری نہیں ہے سوڈا ایک بہت اعلیٰ چیز ہے اوس سے بہت اچھا
خمیر ہوتا ہے اکثر ملکوں میں تاڑی نہیں ہوتی ہے جیسے ممالک متوسط افغانستان عرب عجم اور جن ملکوں
میں تاڑی ہوتی ہے تاڑی کے وہاں بھی تاڑی مسکر نہیں ہوتی کیونکہ سکر پیدا ہو جاتا ہے یہ
متیقن نہیں ہوتا کہ یہ وہی بسکٹ اور نان پاؤ ہیں جنمیں تاڑی مسکر پڑی ہے اس کا جو ہے وہی جواب ہے

جو ہلدی کا حکم اسی فتاوی ارشادیہ میں موجود ہی سوال دوئم ہلدی جب زمین سے نکالی جاتی ہے تو کسی چیز میں
اوس کو جوش دیتے ہیں بعض بلاد میں گوبر مخلوط کرکے جوش دیتے ہیں انکا استعمال کیسے ہو سکتا ہے جواب استعمال ہلدی
کا جائز ہی اس لئے کہ یہ یقینی نہیں کہ یہ ہلدی وہی ہی کہ جو سرگین میں جوش دی گئی ہی اگر یہ امر یقینی ہوگا تو استعمال
جائز نہ ہوگا اور اسپر فتاوی حمادیہ کی روایت نقل کی ہی فارجع الیہ فقط۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماے دین اس امر میں کہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر پر بموجب کتب اصول
مجتہد مقید کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت امام ابن الہمام رضی اللہ تعالے عنہ کو مرتبہ مجتہد مقید کا رکھتے ہیں اور تعریف مجتہد مقید کی اونپر صادق
ہے قال المحقق الشامی وقد صار مرۃ ان الکمال من اہل الترجیح کما افادہ فی قضاء الجریل مرح لبعض معاصریہ
بانہ من اہل الاجتہاد ولاسیما وقد اقرہ علی ذالک فی البحر والنہر والمنح والمقدسی والشارح وہم اعیان
المتأخرین انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الفتاح بعفان

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ کیا فرماتے ہیں علماے دین مسائل ذیل میں **سوال اول** قرآن
میں جو لکل قوم ہاد وارد ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر قوم کے لئے ایک رہنما مقرر ہوا ہی پس ارشاد ہو کہ
قبل زمانہ آدم جو قوم جنات تھی اونپر بھی کوئی ہادی آیا تھا یا نہیں کیونکہ کوئی مخلوق اللہ تعالے کی مہمل
نہیں چھوڑی گئی اور یہ جو بعض مفسرین نے لفظ قوم سے استدلال کیا ہے کہ قوم جماعت رجال
ونساء کو کہتے ہیں اور رجال اور نساء انسان سے ہوتے ہیں یہ مخدوش معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیات
قرآنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوم عام ہے خواہ انسان ہوں یا جن اسیطرح رجال کا اطلاق بھی دونوں
قوموں کے مذکر پر آیا ہے جیسا کہ قرآن میں وارد ہے سورۂ جن میں انہ کان رجال من الانس یعوذون
برجال من الجن اور سورۂ احقاف میں ہے ولوا الی قومہم منذرین یہاں قوم سے قوم جن مراد ہے **سوال دوم**
جمعہ میں پہلا خطبہ پڑھکر جب خطیب جلسہ کرتا ہے تو بعض لوگ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنے لگتے ہیں یہ شرعاً
جائز ہے یا نہیں **سوال سوئم** بحرالرائق میں ہے کہ لما انزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض المشرکین فی المسجد
وکذا من البیت فیہ علی ما فی الصحیحین الحکم ان المراد بقولہ تعالی انما المشرکون نجس النجاسۃ فی الاعتقاد اور
بھی اسی میں ہے کہ سؤر الآدمی طاہر لا فرق بین الجنب والطاہر والحائض والنفساء والصغیر والکبیر
والمسلم والکافر والذکر والانثی یعنی ان الکل طاہر وطہورین غیر کراہت اور فتاوی حمادیہ میں ہے کہ فالاطعمۃ
التی یتخذہا اہل الشرک دیتوہم فیہا اصابۃ النجاسۃ کل ذالک محکوم بطہارتہ حتی تتیقن نجاستہا ۔ تو بموجب

اس دلیل کے قوم مسہرا یا ڈوم یا چمار یا دوسا دھ سے جو ہندو کافر مردار خوار ہیں جب تک کوئی نجاست ظاہری یقیناً اعضائے ظاہرہ پر ان کی پائی نجاوے تب تک اُن سے روٹی یا گوشت یا خشکہ یا دال وغیرہ پکوا کر بلا مجبوری کھانا اور اُن سے پانی منگوا کر پینا جائز ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللّٰہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اوّل یہ کہ قوم جنات میں قبل از بعثت آدم علیہ السلام کی ہادی اور منذر گذرے ہیں قال ابن کثیر فی تفسیرہ ولکل قوم ہاد قال علی ابن ابی طلحۃ عن ابن عباس ای لکل قوم داع انتہی قال فی تفسیر روح البیان تحت قولہ تعالیٰ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم الایۃ اعلم ان الجن والانس مکلفون باتفاق لکن الرسل الیہم یحتمل ان یکون من جنسہم وقد ذہب الیہ الضحاک ومن تبعہ حیث قالوا لا معنی للعدول عن الظاہر بغیر ضرورۃ انتہی مختصراً ملخصاً وقال فی آکام المرجان جمہور العلماء سلفاً وخلفاً علی انہ لم یکن من الجن قط رسول اللہ ولم یکن الرسل الا من الانس ونقل معنی ہذا عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومجاہد والکلبی وابو عبیدۃ الواحدی وقد قدمنا عن ابن عباس ان الجن قتلوا انبیاءہم قبل آدم سمہ یوسف وقال ابن جریر باسنادہ قال سئل الضحاک عن الجن ہل کان فیہم نبی قبل ان یبعث النبی فقال الم تسمع الی قولہ اللہ تعالیٰ یا معشر الجن والانس الآیۃ بالجملہ نبی کا ہونا قوم جن سے مختلف فیہ ہے بین المفسرین اور داعی اور منذر کا ہونا متفق علیہ ہے اور داعی کو نبی ہونا لازم نہیں ہے فقط **جواب سوال ثانی** ہاتھ اٹھا کر زبان سے دعا مانگنا بین الخطبتین نزدیک امام ابوحنیفہؒ کے مکروہ ہے اور نزدیک امام ابی یوسف کے جائز ہے اور فتویٰ اوپر قول ابوحنیفہ کے ہے قال فی الدر المختار واذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام الی تمامہا وقالا لا باس بالکلام قبل الخطبۃ وبعدہا واذا جلس عند الثانی انتہی **جواب سوال ثالث** مردار خوار کافر سے اگر بلا ضرورت ہاتھ وغیرہ پاک کرا کر کچھ پکوا لے یا ان کے ہاتھ سے پانی منگوا کر پی لے تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ کوئی مانع شرعی سوا نجاست کے موجود نہو اور درصورت وجود مانع کے ممنوع ہوگا وہو ظاہر فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ - الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اگرچہ ہزاروں حدیثوں میں کچھ لکھا ہو اور گو وہ سب صحیح اور سچی ہوں مگر میں حدیث کو نہیں مانتا امام کا مذہب کہتا ہوں حدیث کے خلاف ہو یا موافق شرعاً ایسے کلمات کہنے والا کون ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مقابلہ میں ہرگز حدیث کو نہیں مانتے گو وہ سچی ہو ایسے شخص کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللّٰہ سبحانہ الموفق للصواب

ایسے کلمات کا کہنا نہ چاہیے لیکن چونکہ مقصود قائل کا یہ ہے کہ میں مقلد امام ابحنیفہ ہوں اور مقلد کیواسطے کلام مجتہد قابل اتباع ہے اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ صحیح ہو لیکن بسبب عدم لیاقت فہم احکام کے شخص اسپر عمل نہیں کر سکتا پس باس محل صحیح کلام اسکے کے حکم کفر یا فسق کا نہیں کیا جاتا البتہ لیسے الفاظ موہم بے ادبی سے احتراز چاہیے اور اسیطرح حال ہے شخص دوسریکا قال فی الدر المختار واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ انتہی وقال فی رد المحتار قد سئل فی الخیریۃ عمن قال لما الحاکم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی مفت بانہ کفر وبانت زوجتہ فہل یثبت کفرہ بذلک فاجاب بانہ لا ینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اہل الاسلام واجاب قبلہ فی مثلہ بوجوب تعزیرہ وعقوبتہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ نحمدہ ونصلی ونسلم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جھوٹ بولنا جناب باری سبحانہ وتعالےٰ عما یقول الظالمون کا ممکن ہے یا نہیں اگر نہیں تو عبارت شرح مقاصد مندرجہ ذیل کا کیا مطلب ہے اوجب جمیع المعتزلۃ والخوارج عقاب صاحب الکبیرۃ اذا مات بلا توبۃ ولم یجوزوا ان یعفو عنہ لوجہین الاول انہ تعالےٰ اوعد بالعقاب علی الکبائر واخبر بہ ای بالعقاب علیہا فلو لم یعاقب علی الکبیرۃ وعفا لزم الخلف فی وعیدہ والکذب فی خبرہ وانہ محال الجواب غایتہ وقوع العقاب فاین وجوبہ الذی کلامنا فیہ اذ لا شبہۃ فی ان عدم الوجوب مع الوقوع لا یستلزم خلفا ولا کذبا لا یقال انہ یستلزم جوازہما وہو ایضا محال لانا نقول استحالتہ ممنوع وہما من الممکنات یشملہما قدرتہ تعالےٰ انتہی بینوا بالتحقیق التام وتوضیح المرام وتفصیل الکلام توجروا من اللہ للفضل بالانعام فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جھوٹ بولنا جناب باری سبحانہ وتعالےٰ کا باتفاق فرق مسلمین کے ممکن نہیں ممتنع ہے قال فی شرح المواقف یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلۃ فلوجہین واما عندنا فلثلثۃ اوجہ انتہی لیکن یہ امر قابل نزاع ہے کہ یہ امتناع عقلا ہے یا شرعا صحیح اور حق یہ ہے کہ دونوں نہج پر ہے قال فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت المعتزلۃ قالوا ثانیا لو لا ای کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالےٰ عقلا اذ لا حکم للعقل بقبح واذا جاز الکذب علیہ فلا یمتنع اظہار المعجزۃ علی ید الکاذب فینسد باب النبوۃ وہو مفتوح والجواب انہ نقص فیجب تنزیہہ تعالےٰ عنہ کیف وقد مر انہ لا نزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء فالملازمۃ ممنوعۃ وما فی المواقف فی اثبات الملازمۃ ان النقص فی الافعال یرجع الی القبح العقلی فممنوع لان ما ینافی الوجوب الذاتی کیفما کان او فعلا من جملۃ النقص فی حق الباری تعالےٰ وہ [illegible] بالآلات العقلیۃ علیہ سبحانہ انتہی مختصرا اور بعض اہل علم نے جواب اعتراض

معتزلہ میں یہ امر کہا کہ عقلاً امتناع کذب لازم نہیں اگر عقلاً ممکن کہیں تو ممکن ہے فقط امتناع شرعی کافی ہوگا اسی
بنا پر ہے قول شرح مقاصد کا جو سوال میں مذکور ہے لیکن یوں جواب بہ نیا ضعیف ہے قال فی غنیۃ مسلم الثبوت وقد
یجاب بانا لانسلم امتناع الکذب علی اللہ تعالے امتناعا عقلیا لانہ من الممکنات ولو سلم الامتناع فلا نسلم ان انتفاء
القبح العقلی یستلزم انتفاءہ لجواز ان یمتنع لمدرک آخر وہو العادۃ اذ لا یلزم من انتفاء دلیل معین انتفاء العلم
بالمدلول ولا یخفی ضعفہما انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ + الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم جو لوگوں کی نظروں میں بڑے مقدس معلوم
ہوتے ہیں انکا عقیدہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے ایسے عالم کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں
اور ایسے عقیدے کے عالم کا فتویٰ دین میں قابل اعتبار ہے یا نہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے
اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امکان کذب باری تعالے اسلمانوں کا عقیدہ ہے یہ بات انکی قبول کرنے کے لائق
ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایسے عالم کے پیچھے نماز تو درست ہے لیکن احتیاطاً اُسکی اقتدا سے احتراز اولیٰ ہے اسلئے کہ یہ عقیدہ
چونکہ متاول ہے لہذا کفر صاحب عقیدہ میں تامل ہے پس بچنا اُسکی اقتدا سے اولیٰ ہوگا اور فتوے ایسے شخص کا بسبب
اس عقیدہ کے بے اعتبار نہیں ہے اور یہ قول غلط ہے کہ امکان کذب باریتعالے مسلمانوں کا عقیدہ ہے قال
فی شرح المواقف یمتنع علیہ الکذب اتفاقا انتہی وہکذا فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین مبین ومفتیان شرع متین صورت ہذا میں زید کہتا ہے کہ خلف وعید ممتنع بالذات ہے
داخل تحت قدرت اللہ تعالے نہیں اور عمرو کہتا ہے کہ ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے تحت قدرت باری تعالے
داخل ہے مگر خلاف واقع نہیں کر سکتا ہے کیونکہ بصورت وقوع کذب لازم آویگا اور کذب موجب نقص کا ہے اور
نقص سے ذات اُسکی منزہ ہے بیان وجہ میں زید عمر کا ہمدم ہے کہ قائل ہے کہ خلف مذکور ممکن ہے
ہر دو جانب یعنی وفا وعدم وفا برابر ہیں کوئی جانب ضروری نہیں واقع کر سکتا ہے بتقدیر وقوع اُسکی حق میں نقص
نہیں منافی عقیدہ اہل سنت کے حسن و قبح شرعی ہے، مدعی وجوب اور لزوم لازم آئیگا حق تعالے پر اور یہ
خلاف عقیدہ اہل سنت وجماعت کے ہے بلکہ یہ مذہب یعنی وجوب کا معتزلہ اور روافض کا ہے خواہ وجوب عقلی
ہو خواہ شرعی اور بتقدیر امتناع کے کسی نوع کا ہو وجوب جانب مخالف یعنی صدق ووفا کا لازم آوے گا شان
اسکی جعل اول وغیرہ ست کو بالواضح ہے جانب تکرار کی نہیں مگر بفحواے آیۃ کریمہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ سلیم

کردہ اپنا فضل و کرم بندوں کے حال پر شامل کریگا اور یہ مضمون آیات اور احادیث شفاعت سے اچھی طرح پر ظاہر ہے
جس کا قول حق ہو بیان فرمادیں دلائل کتب اہل سنت سے اللہ تعالےٰ اجر عظیم عطا فرما دیگا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اگر وعید الٰہی جو عقاب ہے جانب حق تعالےٰ سے اور مقید نہیں ہے ساتھ مشیت یا عدم عفو وغیرہ کے تو تخلف
اوسمیں ممتنع بالذات ہے اس واسطے کہ اس صورت میں وہ خبر عقاب کاذب ہوگی اور کذب حق تعالےٰ کا ممتنع بالذات ہے
قال فی شرح المواقف فی المقصد السابع تفریع علی ثبوت کلام اللہ تعالےٰ و ہو انہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا انتہی اور اگر
خبر نہیں بلکہ انشاء تخویف ہے تو اُس کے لئے کوئی محکی عنہ نہیں ہے پس تخلف حقیقۃ بیجنے ہے اور اگر مقید ہے ساتھ
مشیت الٰہی کے یا عدم عفو کے تاہم تخلف حقیقۃ متصور نہوگا اسلئے کہ وعدہ عقاب مطلق نہ تھا جس سے تخلف ہوا اور
جب عفو کیا یا مشیت عقاب متحقق ہوئی تو شرط عقاب موجود ہوئی پس تخلف نہوا قال فی مسلم الثبوت الواجب ہہنا
استحق العقاب تارکہ استحقاقا عقلیا او عادیا والعفو من الکرم وقیل ما اوعد بالعقاب علی ترکہ ولا یخرج العفو لان الخلف
فی الوعید جائز دون الوعد ورد بان ایعاد اللہ تعالےٰ خبر فہو صادق قطعا وتجویزکونہ انشاء التخویف کما قیل عدول
عن الحقیقۃ بلا موجب علی ان شنلہ یجری فی الوعد فینسد باب المعاد اقول لو تم لدل علی بطلان العفو والکلام فی خروجہ
بعد تسلیم وجودہ فلا بد ان یقال الایعاد فی کلامہ تعالےٰ مقید بعدم العفو انتہی اور وجہ مذکور بکر کی صحیح نہیں ہے لایخفی
بطلانہ علی ذی بصیرۃ لیکن بسبب تنگی وقت کے بیان بطلان اُسکے کا نہیں کیا گیا۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع مبین اور علماء دین ان مسائل میں **مسئلہ**
لعنت بھیجنا شیطان پر بلکہ اُسپر لعنت کرنے کو امر ضروری سمجھنا کیا ہے اور کوئی حدیث صحیح بھی ہے جس سے
اُسپر لعنت کرنیکی ممانعت ثابت ہوتی ہو وہ غلط ہے یا صحیح **مسئلہ** مہادیو اور کنہیا کو گالی دینا اور کافر
کہنا یا سمجھنا اور نیز لعنت کرنا کیا ہے اور اکثروں نے جو انکو موحد لکھا ہے اور اُسپر ملامت کرنے سے زبان روکنے
کو بہتر لکھا ہے یہ کیا ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

لعنت بھیجنا شیطان پر جائز ہے اس واسطے کہ اُسپر نص قطعی سے ثابت ہے قال الامام الغزالی فی احیاء العلوم
کل شخص ثبتت لعنتہ شرعا فیجوز لعنتہ کقولک فرعون لعنہ اللہ وابوجہل لعنہ اللہ لانہ قد ثبت انہم ماتوا علی الکفر و
عرف ذلک شرعا انتہی اور لعنت کرنے کا حق شیطان میں امر ضروری سمجھنا صحیح نہیں بلکہ سکوت کرنے میں لعنت شیطان
سے کچھ مضائقہ نہیں قال فی الاحیاء وعلی الجملۃ ففی لعن الاشخاص خطر فلیجتنب ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس

مثلاً فضلاً عن غیرہ انتہی اور راقم کی نظر میں ایسی کوئی حدیث نہیں کہ جس سے ممانعت لعنت ابلیس کی ثابت ہو۔ اور جواب سوال دوم مہادیو اور کنہیا کو گالی دینا اور کافر کہنا اور سمجھنا اور اُنپر لعنت کرنا کسی دلیل شرعی سے معلوم نہیں ہوتا پس اُنکے حال میں سکوت چاہیے قال اللہ سبحانہ وتعالےٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا انتہی اسیطرح اُنکا موحد ہونا بھی ہمارے یہاں ثابت نہیں پس ہمکو اسمیں بھی سکوت چاہیے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ در باب یزید پلید سہ مسلک است بعض قائل بکفر او ہستند مثل شارح عقائد نسفی وغیرہ چنانچہ در شرح عقائد نسفی نوشتہ است فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ وبعض متوقف در کفر وایمان وی اند مگر قائل باسلامش ہستند فاسق وفاجرش ہم میدانند بہر کیف فسق او مجمع علیہ است کما ہو مصرح فی ازالۃ الغین پس ازیں اقوال ثلثہ کدام قول صحیح وصواب است ولعن بر وجائز است یا نہ ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن جائز است یا نہ ودر درمختار نوشتہ ویستحب الترضی للصحابۃ والترحم للتابعین ومن بعدہم من العلماء والعباد وسائر الاخیار وکذا یجوز عکسہ علی الراجح پس ازیں روایت مستفاد میشود کہ ترحم برائے تابعین وعلماء وعباد وسائر اخیار مستحب است پس یزید ازیں طوائف اربعہ در کدام طائفہ داخل است لیکن ظاہر است کہ او در تابعین وعباد واخیار داخل نیست چراکہ فسق او مجمع علیہ است داخل حرمین اما فاسق وفاجر وتارک صلوۃ وشارب الخمر وزانی میگفتند وآنچہ در عہد او اہانت وہتک حرمت حرم بوقوع آمدہ ہم در تواریخ ثبت ومقرر است باقی ماند شق ثانی یعنی در علماء داخل باشد پس تحقیق این است کہ او عالم بود یا نہ ودر صورت علم در درمختار کہ ترحم برائے علماء نوشتہ کدام علما مراد اند اگر علی الاطلاق مراد باشد پس باید کہ علماء نصاری ویہود راہم جائز باشد واگر کدامی جماعت مخصوص مراد است پس ارشاد شود کہ از علماء علمائے مسلم باعمل مراد ہستند یا علمائے بے عمل راہم شامل است ویزید در کدام فرقہ ازیں فرق داخل است وفاتح ملک قیصر کدام کس است بینوا بتصریح من الدلیل والکتاب توجروا یوم الحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در باب یزید پلید مختار محققین اہل سنت قول ثالث اعنی فسق وفجور آن است ودریں تقدیر لعن بروجائز نیست ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن ہم درست نیست قال فی الاحیاء بل یجوز لعن یزید لانہ قاتل الحسین اوامر بہ قلنا ہذا لم یثبت اصلا فلا یجوز ان یقال انہ قتلہ اوامر بہ ما لم یثبت فضلا عن اللعنۃ انتہی وقال ایضا وعلی الجملۃ ففی لعن الاشخاص خطر فلیجتنب ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس مثلا فضلا عن غیرہ ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن علامت تعظیم وخیر خواہی ومحبت او است ویزید نہ آنچناں بود کہ تعظیم وخیر خواہی آن نمودہ شود ودر علماء کہ برآنان ترحم

نمودہ شود داخل غیبت چہ مراد از علماء در قول صاحب درمختار و دیگر فقہاء علماء صالحین اند اخبار مستند دریں کہ یزید عالم بود
صاحب خیر لیس نزد مطلق علماء دین محسوب است و نہ در جماعت صالحین از کتب تاریخ جابر نمودن یزید بر قیصر و غیر
افواج مؤمنین ثابت است لیکن ذبح نمودنش معلوم و واضح غیبت و محل تفصیل کتب المغازی فقط واللہ سبحانہ اعلم علام

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین امور مندرجہ ذیل کے جواب میں۔ سوال اول یا
عبد القادر شیئاً للہ کا ورد درست ہے یا نہیں سوال دوم عورات کو زیارت قبور اولیاء و صلحاء کی جائز ہے یا نہیں
سوال سوم فاتحہ سوم و چہارم و دہم و بستم و چہلم و ششماہی و برسی بدعت ہے یا نہیں سوال چہارم روافض کے کفر
میں علماء کو اختلاف ہے ابو شکور سلمی تمہید میں اور ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی انصاری مجموعۃ الفتاوی میں تحریر
فرماتے ہیں کہ روافض اگر منکر ضروریات دین ہوں تو کافر ہیں ورنہ مسلمان ہیں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور شیخ عبد العزیز
دہلوی کے نزدیک روافض مطلقاً کافر ہیں پس مفتی یہ مسئلہ تحریر فرماویں سوال پنجم سب شیخین و دیگر صحابہ رضی کفر ہے
یا نہیں فقط سوال ششم سماع بمزامیر حرام ہے یا نہیں اگر حرام ہے تو اکابر صوفیہ کرام مثل عبد القدوس گنگوہی
اور عبد الرحمن جامی نے جو سنا ہے گنہگار ہوئے یا نہیں اور مستحل اسکا کافر ہے یا نہیں سوال ہفتم خلفاء اثنا عشر
کون کون ہیں ملا علی قاری یزید ابن معاویہ کو بھی خلفاء اثنا عشر میں سے سمجھتے ہیں اور حافظ جلال الدین سیوطی
شافعی کے نزدیک یزید علیہ ما یستحقہ نہیں ہے خلفاء اثنا عشر میں سے سوال ہشتم فرقہ نیچریہ یعنی نیچری کافر ہیں
یا نہیں اور اگر کافر نہیں ہیں تو انکی اقتدا احناف کو درست ہے یا نہیں سوال نہم من تشبہ بقوم فہو منہم عبادات
میں وارد ہے یا معاملات دنیاوی میں سوال دہم مولود شریف میں قیام مستحسن ہے یا نہیں فقط بینوا ماہو الصواب
بنقل عبارات الکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول پڑھنا جملہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا بطریق ورد کے جائز ہے تفصیل اسکی ایک
رسالہ مطبوعہ مرسل ہے جواب سوال دوم عورات کو زیارت قبور جائز ہے قال فی الدر المختار لا بأس بزیارۃ القبور
ولو للنساء انتہی قال فی رد المحتار وقیل تحرم علی النساء والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لهن بحر انتہی جواب سوال سوم فاتحہ
سوم و دہم وغیرہ جائز ہے بدعت سیئہ نہیں ہے اسواسطے کہ یہ امور واسطے ایصال ثواب کے ہیں میت کو اور
تعیین واسطے مصلحت اپنی کے ہے نہ باعتقاد سنیت وغیرہ پس جواز میں تردد نہیں قال فی رد المحتار علی قول
صاحب الدر المختار الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما له جعل ثوابها لغیرہ سواء کانت صلوۃ او صوما او صدقۃ
او ذکرا او طوافا او حجا او عمرۃ او غیر ذلک انتہی و قال ایضا من صام او تصدق و جعل ثوابہ لغیرہ من الاحیاء والاموات

جاز انتہی جواب سوال چہارم فرقہ رافضیہ جو اس زمانہ میں منکر ہیں ضروریات دین کے پس انکی تکفیر میں تامل نہیں اور
بعضے رافضی جو منکر ضروریات دین نہوں انکو کافر قرار دینا خلاف تحقیق ہے قال فی رد المحتار ان الحق عدم تکفیر اہل
القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومۃ بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم
العالم ونفی العلم بالجزئیات علی ما صرح بہ المحققون وہذا ظاہر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل
غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فہو کافر لمخالفۃ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ
بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابۃ فانہ مبتدع لا کافر انتہی بالاختصار جواب سوال پنجم سب شیخین رضی اللہ
تعالی عنہما کفر ہے اور سب دیگر صحابہ فسق قال فی الدر المختار من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ وبہ
اخذ الدبوسی وابو اللیث وہو المختار للفتوی انتہی تفصیل اس کی دراز ہے مجمل یہ ہے کہ سب شیخین رضی اللہ تعالی
عنہما راجع ہے طرف انکار صحابیت انکی کے اور انکار حقیت خلافت انکی کے جو ثابت ہے بالاجماع اور منجملہ ضروریات
دین سے ہے پس انکار اسکا موجب کفر ہے بخلاف سب صحابہ اخرا کے اور قبول توبہ اسکی میں اختلاف ہے صحیح اور
محقق عند الحنفیہ یہ ہے کہ توبہ اسکی مقبول ہے وللتفصیل محل آخر جواب سوال ششم سماع مزامیر حرام ہے قال
فی البزازیہ استماع صوت الملاہی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ السلام استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا
فسق انتہی اور حضرت مولانا جامی کا سننا راقم کی نظر سے نہیں گذرا البتہ بہ نسبت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے
یہ امر صحیح ہے اور اختیار کرنا انکا امر غیر مشروع کو کسی نیت صالحہ اور ضرورت ملجیہ پر مبنی ہوگا سوائے حسن ظن کے اور
کوئی امر بہ نسبت ان اکابر کے ہم لوگ نہیں کر سکتے قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدر المختار ومن ذلک ضرب
النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا بأس بہ انتہی وہذا یفید ان آلۃ اللہو لیست محرمۃ لعینہا بل لقصد اللہو منہا اما من سامعہا او من
المشتغل بہا ولذا حل تارۃ وحرم اخری باختلاف النیۃ والامور بمقاصدہا وفیہ دلیل لسادتنا الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعہا
امورا ہم اعلم بہا فلا یبادر المعترض بالانکار کیلا یحرم برکتہم فانہم السادۃ الاخیار انتہی جواب سوال ہفتم خلفاء اثنا عشر جنکا
ذکر احادیث صحیحہ میں وارد ہے انمیں بہت اختلاف ہے تفصیل اور تحقیق اس کی موجب تطویل ہے مجمل یہ ہے کہ
اس خلافت کیلیے پانچ شرطیں بالاجماع ثابت ہیں ایک انمیں سے عادل ہونا ہے کما قال فی شرح المواقف یجب
ان یکون عدلا فی الظاہر لئلا یجوز فان الفاسق ربما یصرف الاموال فی اغراض نفسہ فیضیع الحقوق عاقلا لیصلح للتصرفات
الشرعیۃ والملکیۃ بالغا لقصور عقل الصبی ذکرا لان النساء ناقصات عقل ودین حرا لئلا یشغلہ خدمۃ السید فہذہ الصفات
شروط معتبرۃ فی الامامۃ بالاجماع انتہی مختصرا پس یزید ابن معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ علیہ ما یستحقہ اصلا ان میں سے
نہیں ہے اسواسطے کہ فاسق معلن اور ظالم ہونا اسکا بتواتر ثابت ہے پس منجملہ ان خلفاء کے جنمیں عدالت شرط
ہے کیونکر ہو سکتا ہے قال اللہ سبحانہ وتعالی قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین

انتہی جواب سوال ہشتم تفصیل عقائد فرقہ نیچریہ کی معلوم نہیں جس پر حکم حتمی مسئلہ کا مرتب ہو لیکن اگر عقائد میں انکے کوئی امر موجب کفر ہے تو وہ فرقہ کافر ہے اور اقتدا انکا اصلا صحیح نہیں اور اگر ایسا نہیں تو وہ لوگ مسلمان ہیں اور اقتدا انکی صحیح ہے البتہ باعتبار شہرت کے تو عقائد انکے مخالف اسلام ہیں جب سائل تفصیل عقائد اُن کے کی بیان کرے تو حکم حتمی کیا جائے جواب سوال نہم من تشبہ بقوم فہو منہم عبادات اور معاملات دونوں میں عام ہے تخصیص احدہما کی نہیں البتہ قصد تشبہ ہوتا اور مشابہت امر مذموم میں ہونا معتبر ہے کما قال فی رد المحتار ان التشبہ انما یکرہ فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ لا مطلقا انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں سوال ۱ اول ایصال ثواب قرآن مجید یا درود شریف کا اموات ہی پر منحصر ہے یا زندہ پر بھی پہونچ سکتا ہے اور حضرت خضر اور حضرت الیاس پر کہ اہل ارواح میں سے ہیں علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام فاتحہ پڑھے تو درست ہوگا یا نہیں سوال ۲ دوم ہلدی جب زمین سے نکالی جاتی ہے تو کسی چیز میں مثل گھاس کے اول ایکبار خفیف جوش دیتے ہیں بعد ازاں خشک کرکے فروخت کرتے ہیں بعض بلاد میں سرگین مخلوط کرکے جوش دیتے ہیں استعمال اُس کا کیسے ہو سکتا ہے بعض لوگ پین روز پانی میں تر رکھتے ہیں پھر استعمال میں لاتے ہیں سوال ۳ سوم اگر کوئی شخص کسی عورت سے برضامندی بلا وکالت وشہادت بتعداد مہر ادا کرکے مجامعت کرے تو یہ نکاح ہے یا زنا اور اسپر حد چاہیے یا نہیں سوال ۴ چہارم جمعہ میں بعد ادائے فرض جمعہ چہار رکعت بہ نیت فرض ظہر کس ملک میں پڑھنی اولی ہے اور احتیاط کی وجوہ کیا ہیں سوال ۵ پنجم زبان انگریزی کس وجہ سے حرام ہے اور زبان ہنود حرام ہے یا نہیں سوال ۶ ششم کوئی شخص مسجد میں معتکف ہو اور نصف یا ربع مسجد میں خیمہ نصب کرے اور بقیہ مسجد میں جماعت ہو تو درست ہے یا نہیں سوال ۷ ہفتم امام کے واسطے وسط مسجد چاہیے یا وسط جماعت سوال ۸ ہشتم چلتی ریل میں نماز درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال ۱ اول ایصال ثواب اعمال صالحہ کا مثل تلاوت قرآن شریف وغیرہ کے اموات پر منحصر نہیں احیا کو بھی پہونچ سکتا ہے قال فی الدر المختار ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ انتہی قال فی رد المحتار لغیرہ ای من الاحیاء والاموات بحر عن البدائع انتہی اور حضرت خضر اور الیاس پر بھی ثواب فاتحہ بھیجا ہو سکتا ہے جواب سوال ۲ دوم استعمال ہلدی کا جائز ہے اسلیے کہ یہ یقین نہیں ہے کہ یہ ہلدی وہی ہے جو سرگین میں جوش دی گئی ہے البتہ اگر یہ امر یقینی ہوگا تو استعمال اُسوقت جائز نہوگا قال فی الاشباہ وفی الحاویۃ قال ابو حفص البخاری من شک فی انائہ او ثوبہ او بدنہ اصابتہ نجاسۃ اولا فہو طاہر ما لم یستیقن وکذا السمن والجبن والاطعمۃ التی یتخذہا اہل الشرک والبطالۃ انتہی بقدر الحاجۃ

اور جب یہ تحقیق ہو کہ یہ ہلدی نجاست میں جوش دیگئی ہے تو پانی میں تر رکھنے سے پاک نہیں ہو سکتی قال فی الخانیة
اذا صب الطباخ فی القدر مکان الخل خمرا غلطا فالکل نجس لا یطهر ابدا وکذا الحنطة اذا طبخت فی الخمر لا تطهر ابدا انتہی ۔
جواب سوال ششم اور نکاح بغیر شہود کے صحیح نہیں شرط صحت نکاح شہود ہیں پس ایسا نکاح بلا شہود زنا ہے
لیکن حد اس پر نہیں ہے قال فی الدر المختار وشرط حضور شاہدین حرین مکلفین سامعین قولهما معا علی الاصح انتہی وقال
ایضا او وطی فی نکاح بغیر شہود و لا حد لشبہة العقد انتہی **جواب سوال ہفتم** چہارم بعد ادائے جمعہ کے جو فرض احتیاطی پڑھتے
ہیں اسکی وجہ احتیاط چند ہیں اول اختلاف تعریف مصر میں دوئم شرطیت حضوری سلطان یا نائب اسکے میں تیسرے
اختلاف تعداد اور وحدت جمعہ میں پس جمیع بلاد ہندوستان میں پڑھنا اسکا احتیاطا اولی ہے قال فی شرح المنیة
الاولی ہو الاحتیاط لان الخلاف فی جواز التعدد و عدمہ قوی وکون الصحیح الجواز للضرورة للفتوی لا یمنع شرعیة الاحتیاط
للتقوی انتہی ونقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصرا ینبغی لهم ان یصلوا بعد الجمعة اربعا بنیة الظهر
احتیاطا انتہی **جواب سوال پنجم** اور حرمت زبان انگریزی کی بحیث اختلاط اور مناسبت کے ساتھ اہل زبان کے
ہے اور نیز بوجہ مناسبت کے تیرگی باطن میں موثر ہے چنانچہ یہ امر شاہد ہے اور زبان ہنود کا بھی یہی حال ہے پس
سیکھنا ان دونوں زبانوں کا کسی مصلحت دینی کیواسطے اگر ہو اور قباحتوں سے اجتناب رہے تو جائز ہے والا ممنوع
ہے **جواب سوال ششم** اور معتکف کو مسجد میں خیمہ کھڑا کرنا اسطور پر کہ حرج نماز و جماعت میں نہو جائز ہے
چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے مسجد میں حجرہ بوریئے یا کپڑے وغیرہ کا بنایا جاتا تھا عن عائشة رضی اللہ
تعالے عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یعتکف صلی الفجر ثم دخل فی معتکفہ رواہ ابو داؤد نقلنا
عن المشکوة قال الشیخ فی ترجمتہ ومراد بمعتکف آن حجرہ ایست کہ از حصیر مے بافند آن برائے اعتکاف او میساختند چنانچہ
در حدیث صحیح آمدہ است انتہی **جواب سوال ہفتم** اور امام راتب کیلیے وسط مسجد میں کھڑا ہونا چاہیے قال فی الدر المختار
فی معراج الدرایة الاصح ما روی عن ابی حنیفة انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین الساریتین او زاویة او ناحیة المسجد او الی
ساریة لانہ بخلاف عمل الامة وفیہ ایضا السنة ان یقوم الامام ازاء وسط الصف الا تری ان المحاریب ما نصبت
الا وسط المساجد وہی قد عینت لمقام الامام وفی التتارخانیة ویکرہ ان یقوم فی غیر المحراب الا لضرورة ومقتضاہ ان
الامام لو ترک المحراب وقام فی غیرہ یکرہ ولو کان قیامہ وسط الصف لانہ خلاف عمل الامة وہو ظاہر فی الامام الراتب
دون غیرہ والمنفرد انتہی **جواب سوال ہشتم** اور چلتی ریل میں نماز فرض بضرورت جائز ہے اور بلا ضرورت
جائز نہیں فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر زید قرآن شریف اسطرح
ترتیب دیکر چھپوائے کہ جسقدر کلام الٰہی ایک امر سے متعلق ہیں یا متعدد المعنی ہیں وہ کل ایک جگہ جمع کرے مثلا حضرت

موسیٰ علیہ السلام کا ذکر جو اکثر جگہ قرآن مجید میں آیا ہے وہ سب ایک مقام پر لکھا جائے اور امر و نواہی سب ایک مقام پر اور امر و نواہی بھی اسطرح کہ فرائض روزانہ یعنی احکام نماز ایک جگہ اور فرائض سالیانہ یعنی احکام حج و زکوٰۃ و صوم سب ایک مقام پر اور کل قصص و واقعات زمانہ ایک جگہ اور کل انبیاء علیہم السلام کے اذکار ایک مقام پر خوف و رجا و ذکر حساب و کتاب و قیامت و صبر و توکل سزا و جزا وعدہ وعید علیٰ ہذا القیاس اور جسقدر اذکار ربانی اور آیات قرآنی بیانات صدر سے متعلق ہوں باشکے مفہوم میں خلل نہ ہو سکیں وہ مطالب نہایت کوشش کے ساتھ معنے کے لحاظ سے زید ایک جگہ جمع کرے اور مقصود اس فعل کا یہ ہو کہ بندگان خدا کی آسانی میں وسعت زیادہ ہے یعنی جسوقت کوئی شخص حال یا حکم بتمامہ دیکھنا چاہے تو آسانی سے فوراً اسکی انتہا کو پہونچ سکے تاکہ احکام دین میں آگاہی ہر مسلمان کو باآسانی حاصل ہو اور زید ہر مقام پر اس بات کا خیال رکھے کہ کہیں عبارت میں بے ربطی یا معنے میں گنجلک نہ واقع ہو یعنی فصاحت مضامین اور ربط عبارت میں سر مو فرق نہ و الفرض محال اگر کسی مقام پر اس نظم سے کچھ حرج واقع ہوتا ہو اس جگہ کو خاص اسی حالت میں بدستور رہنے دے اس حالت میں زید عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوگا یا معتوب و گنہگار اسکا جواب کل علماء اسلام عنایت فرمائیں کہ یہ انکا فرض ہے اور جو کچھ جواب تحریر فرماویں وہ باسناد نص قرآنی یا بروایات احادیث صحیح متفق علیہ ہو کہ جسپر جمہور کا اتفاق بھی ہو۔

المستفتی طالب حق۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ترتیب آیات و سور قرآن شریف اور تقدم و تاخر اسکا اجماعی و متواتر ہے نزدیک محققین اہل سنت والجماعت کے پلٹ کرنا اسکا اپنے محل سے اور ترتیب دینا بنہج آخر اصلاً جائز نہیں اور اگر موافق بیان سائل کے آیات اور مضامین قرآن شریف میں ترتیب دیجائے تو بالضرور اختلال نظم اور بے ضبطی کلام الٰہی میں لازم آئیگی کما لا یخفی علی المتبصر یہ امر خلاف اجماع موجب اختلال نظم متواتر کیونکر جائز ہو قال الامام السیوطی فی تفسیر الاتقان لا خلاف ان کل ما ہو من القرآن یجب ان یکون متواترا فی اصلہ و اجزائہ و اما فی محلہ و وضعہ و ترتیبہ فکذلک عند محققی اہل السنۃ للقطع بان العادۃ تقضی بالتواتر فی تفاصیل مثلہ لان ہذا المعجز العظیم الذی ہو اصل الدین القویم والصراط المستقیم مما تتوفر الدواعی علی نقل جملہ و تفاصیلہ انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین کہ شنیدن غنا بمزامیر و آلات لہو اولیاء اللہ دارباب قلوب را برائے ترقی ذوق و شوق گاہ گاہ جائز است یا نہ و بر مجوز چنیں سماع حکم کفر است یا اسلام و در شریعت محمدیہ برائے اہل اللہ صوفیہ کرام چشتیہ سندے و دلیلے بر جواز چنیں سماع است یا نہ بینوا بالصواب توجروا یوم الحساب

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ شنیدن غنا بمزامیر و آلات لہو حرام است کما قال

فی الدر المختار نقلا عن البزازیہ استماع صوت الملاہی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام استماع الملاہی
معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر ای بالنعمۃ انتہی مختصرا وفی موضع آخر دلت المسئلۃ علی ان الملاہی کلہا حرام
انتہی اما حرمت آں لعینہ نیست بلکہ لغیرہ است پس در محلیکہ وجہ حرمت آں منتفی باشد درآنجا حکم حرمتش نمیتواں کرد بلکہ در
صورت تیقن انتفاء وجہ حرمت حکم اباحت نمودہ خواہد شد چنانکہ در طبل غزاۃ وسحور وضرب نوبت للتنبیہ کما قال فی الدر المختار
وایضا ومن ذلک ضرب النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا باس بہ کما اذا ضرب فی ثلاثۃ اوقات لتذکیر ثلاثۃ نفخات الصور لمناسبۃ
بینہا انتہی بقدر الحاجۃ، ودر صورت احتمال انتفاء وجہ حرمت حکم حتمی حرمت یا اباحت نمیتواں کرد چنانکہ در اہل اللہ وفقرا
پس کسانیکہ از اہل اللہ نفوس شان مطمئنہ شدہ باشند واز اغراض نفسانی واغواے واتباع شیطانی فارغ ومبری بودہ
باشند پس سماع ایشاں را بوجہ نہ محقق بودن علت حرمت کہ لہو ولعب است جائز خواہد شد خواہ از خاندان عالیشان
چشتیہ اہل بہشت باشند یا غیر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کما قال العلامۃ الشامی علی قول الدر المختار المذکور آنفا قیل د
فیہ ان آلۃ اللہو لیست محرمۃ لعینہا بل لقصد اللہو منہا اما من سامعہا او من المشتغل بہا وبہ تشعر الاضافۃ الا تری
ان ضرب تلک الآلۃ بعینہا حل تارۃ وحرم اخری باختلاف النیۃ والامور بمقاصدہا وفیہ دلیل لساداتنا الصوفیۃ الذین
یقصدون منہا امورا ہم اعلم بہا فلا یبادر المعترض بالانکار کیلا یحرم برکتہم فانہم السادۃ الاخیار امدنا اللہ تعالی
بامدادہم واعاد علینا من صالح دعواتہم وبرکاتہم انتہی وآنانکہ ہنوز بمرتبۂ اطمینان نرسیدہ باشند ودامن قصد شان از لوث
لہو ولعب پاک نگردیدہ ونظافت ایشان از کمد اتباع مقتضیات نفس وہوی وخلجانیات نفسانیہ اگرچہ بظاہر جزو مریدان داخل
حلقۂ فقرا شمردہ شدہ باشند شنیدن غنا بمزامیر ومشغول بودن شان بآلات لہو جائز نیست حرام است کما لسائر الناس
نقل فی الشامیۃ عن الملتقی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کرہ رفع الصوت عند قراءۃ القرآن والجنازۃ والزحف
والتذکیر فما ظنک بہ عند الغناء الذی یسمونہ وجدا ومحبۃ فانہ مکروہ لا اصل لہ فی الدین قال الشارح زاد فی الجوہرۃ وما یفعلہ
متصوفۃ زماننا حرام لا یجوز القصد الیہ والجلوس الیہ ومن قبلہم لم یفعل کذلک انتہی مختصرا وفی العالمگیریۃ عن التتمۃ سئل
الحلوانی عمن سموا انفسہم بالصوفیۃ فاختصوا بنوع لبسۃ واشتغلوا باللہو والرقص وادعوا لانفسہم منزلۃ فقال افتروا علی اللہ
کذبا وقال بعد السماع والقول والرقص الذی یفعلہ المتصوفۃ فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیہ والجلوس علیہ ہو والغناء
والمزامیر سواء وجوزہ اہل التصوف واحتجوا بفعل المشائخ من قبلہم قال وعندی ان ما یفعلونہ غیر ما یفعلہ ہؤلاء فان فی
زمانہم ربما ینشد واحد شعرا فیہ معنی یوافق احوالہم فیوافقہ ومن کان لہ قلب رقیق اذا سمع کلمۃ توافقہ علی امر ہو فیہ ربما
یغشی علی عقلہ فیقوم من غیر اختیار ویخرج حرکات منہ من غیر اختیارہ وذلک مما لا یستبعد ان یکون جائزا مما لا یؤاخذ بہ
ولا یظن بالمشائخ انہم فعلوا مثل ما یفعل اہل زماننا من اہل الفسق والذین لا علم لہم باحکام الشرع وانما
یتمسک بافعال اہل الدین کذا فی جواہر الفتاوی انتہی ودر حرمت اینچنین غنا علمای حنفیہ اتفاق کردہ اند واستماعش

سورث نفاق وباعث فسق فساق گفته اند فی الدر المختار قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت
الماء النبات انتهی ومجوزین ومرتکبین او از متبعین هوسے ہیچ حجتے وسندے بجز قول تقلید ظاہری مشائخ متقدمین و
اقتدائے صوری اکابر ماضیین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین بدست خود ندارند وفعل اوشان اولاً از ادله شرعیه
نبوده که مفید اباحت یا استحباب گردد وثانیاً احوال اہل سماع این زمان ہیچ حال اوشان نبوده که بر آن قیاس کرده
شود کما مر عن العالمگیریه وبر مجوزین او حکم کفر نمیتوان کرد والله سبحانه اعلم بالصواب وعلمه اتم واکمل۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنه۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال [illegible] چه میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئله که شنیدن سماع با مزامیر مثل ستار وطنبور
و سار[illegible] وڈھولک وطبله بران کلمه سبحان الله ودیگر کلمات تحسین ازین قسم گفتن وآیات قرآنی وکلمه طیبه بر مزامیر
یا بے مزامیر [illegible] سرایانیدن ودر عرائس بزرگان رقص زنان بامردان کنانیدن وبرائے استماع نغمه وضو کردن واعتقاد
حصول [illegible] ف وکلمات اذان اراده داشتن وطواف مزار بزرگان نمودن وبوسه دادن بر آن وچراغان بر مزارها
نمودن [illegible] اہل رقص وسماع اعراس باراده باریابی رفتن ودر آنجا مؤدب دوزانو نشستن در شرع شریف جائز است
یا نه اگر [illegible] است در کدام منهی عنه داخل است وحال سامعان این چنین سماع وقائلان این چنین کلمات وعاقدات
این [illegible] در وندگان در آنها وراضیان بر آنها ومؤدبان وطلبیان این طور جلسه ها چیست بینوا توجروا۔

الجواب والله سبحانه الموفق للصواب

شنیدن [illegible] ع با مزامیر حرام است لقوله علیه السلام کل لهو المسلم حرام الا ثلثة ملاعبته مع اہله وتادیبه لفرسه ومناضلته
بقوسه [illegible] وقال محشیه العلامة الشامی والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه کالرقص والسخریة والتصفیق وضرب
الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانها کلها مکروهة لانها زی الکفار انتهی
بقدر الحاجة انتهی ومراد از کراهت تحریم است که در اجتناب حکم حرمت دارد واطلاق حرمت بران ہمچو اطلاق
فرض است بر واجب وقال فی التاتارخانیة ولو قیل هل یجوز استماع لهم فقال ان کان سماع القرآن والمواعظ فیجوز
ویستحب وان کان سماع غناء فهو حرام لان التغنی واستماع الغناء حرام اجمع علیه العلماء وبالغوا فیه وفی فتاوی
اہل سمرقند صوت الملاهی کالضرب بالقضیب وغیرها ذلک حرام من الملاهی قال علیه السلام هی معصیة والجلوس
علیها فسق والتلذذ بها کفر وهذا اخرج علی وجه التشدید لعظم الذنب انتهی مگر بعضے فقها تغنی وضرب دف که جلاجل
ندارد برائے اعلان نکاح ودر روز عید جائز داشته اند اگر بقصد لهو نباشد کما فی التاتارخانیة والعالمگیریة وذکر الله و
تسبیح بر حرام ولهو گفتن موجب کفر است وہمچنین آیات بر مزامیر وبے مزامیر سرود وقال فی التاتارخانیة نقلا
عن الظهیریة والنفاق است که اگر قدح میگیرد وبسم الله گوید وخورد کافر گردد وہمچنین وقت مباشرت زنا وقمار

العینین تکبیر و دگوید بسم اللہ کافر گردد بحکم استخفاف بنام خداے عزوجل قال العلی القاری ناقلا عنہ وکذلک اذا قال
وقت قمار الکعبتین بسم اللہ کفر انتہی ولا یخفی ان معناہ وقت قمار الشطرنج بل وقت معصیۃ ومن غیر قمار انتہی وفی الخلاصۃ
من قرأ القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر قلت ویقرب منہ ضرب الدف والقضیب مع ذکر اسمہ ونعت
المصطفٰی وکذا التصفیق علی الذکر انتہی ورقص زنان و بامردان فساق بالاجماع حرام است کما یظہر مما ذکرنا و حج
شنیدن سماع وضو کردن وا سبب حصول کمالات بآن داشتن منشر است از اعتقاد افضلیت کہ مزیتے دارد بر
اعتقاد حلت وہر گاہ کہ معتقد حلت را بعضے فاسق و بعضے کافر گفتہ معتقد افضلیت را بدرجہ اولیٰ ہمیں حکم است
قال فی الدر المختار ناقلا عن شرح الوہبانیۃ ومن یستحل الرقص قالوا بکفرہ ولا سیما بالدف لہو ومزمر قال محشیہ العلامۃ
الشامی وقد نقل فی البزازیۃ عن القرطبی اجماع الائمۃ علی حرمۃ الغناء وضرب القضیب والرقص ورأیت فتوی شیخ الاسلام
جلال الدین الکرمانی ان مستحل ہذا الرقص کافر وتمامہ فی شرح الوہبانیۃ ونقل عن التمہید انہ فاسق لا کافر انتہی وجای
دیگر گفتہ زاد فی الجوہرۃ وما یفعلہ متصوفۃ زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیہ ومن قبلہم لم یفعل کذلک وما نقل
انہ علیہ السلام سمع الشعر لم یدل علی اباحۃ الغناء ویجوز حملہ علی الشعر المباح المشتمل علی الحکمۃ والوعظ وحدیث تواجدہ
علیہ السلام لم یصح وکان النصرابادی یسمع فعوتب فقال انہ خیر من الغیبۃ فقیل لہ ہیہات بل زلۃ السماع شر من
کذا وکذا سنۃ یغتاب الناس وقال السری شرط الوجد والحاصل انہ لا رخصۃ فی زماننا لان الجنید رحمۃ اللہ علیہ تاب
عن السماع فی زمانہ انتہی مختصراً و طواف مزار بزرگان جائز نیست لان الطواف من مخصوصات الکعبۃ قال فی
الکافی فان من طاف حول مسجد سوی الکعبۃ یخشی علیہ الکفر ہرگاہ کہ مسجد محل عبادت الٰہی است طواف آن بخوف
کفر میرساند مزار بزرگان کہ مدفن بزرگان است طوافش اگر بکفر رساند عجبی نیست و بوسہ دادن قبر نیز جائز نیست
قال فی عالمگیریۃ ولا یمسح القبر ولا یقبل فان ذلک من عادۃ النصاری و چراغان بر مزار نمودن بدون غرض صحیح
اسراف و ناجائز است و چون محل سماع فسق است رفتن در آنجا بارادہ اصلا جائز نیست و اگر بلا ارادہ مبتلا گردد
گریز و اجتناب ضروریست قال فی الدر المختار قالوا وجب کل الواجب ان یجتنب کیلا یسمع لما روی انہ علیہ السلام ادخل
اصبعہ الشریف فی اذنہ عند سماعہ انتہی وسامعان سماع و قاعدان محافلش و رقص کنندگان و راضیان بران ہمہ
فساق و مرتکب محرمات و مکروہات اند کما ہو الظاہر علی الفقیہ المتدین واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں — الجواب صحیح محمد سعد اللہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ مصافحہ بعد نماز فجر یا عصر یا ظہر کے جیسے کہ بعض ملکوں
میں فیما بین مومنین مروج ہو گیا اس کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مصافحہ بالتعین ایک وقت سوا دوسرے وقت کے جائز ہے یعنی جس وقت جس نماز کے بعد چاہے مصافحہ کرے کما فی الدر المختار فی باب الاستبراء کالمصافحۃ اے کما تجوز المصافحۃ لانہا سنۃ قدیمۃ متواترۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صافح اخاہ المسلم وحرک یدہ تناثرت ذنوبہ واطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والنقایۃ والمجمع والملتقی وغیرہا یفید جوازہا مطلقا ولو بعد العصر انتہی لقصد الحاجۃ فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلے اوّل آنکہ معانقہ عیدین کہ در اصل بنا بر اظہار زیادت محبت و سرور تخصیص یافتہ جائز است یا نہ و سند جوازش قول شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ترجمہ حدیث ایوب بن بشیر در مشکوٰۃ شریف است خواہد شد یا نہ و قول مذکور این است ازینجا معلوم گردید کہ معانقہ در غیر حال قدوم از سفر نیز آمدہ است و از برائے اظہار محبت و عنایت انتہی دوم آنکہ ہم غفیر مسلمین و جمہور مومنین جہ اکثر بلاد این تخصیص را اسلافا بعد سلف مجوز علیہ و معمول کردہ می آیند بموجب ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن این عمل مجوزہ بدعت مباحہ حسنہ خواہد شد یا منکر از بدعت مذمومہ سیئہ سوم آنکہ از مسلمین درین حدیث علی العموم جمیع عوام المسلمین از علمائے وقت و مشائخ و اکابر و عام مومنین مراد اند یا فقط خاص خلفائے راشدین و ائمہ مجتہدین مقصود است چہارم آنکہ تحقیق حکم مصافحہ بعد از نماز فجر یا عصر نزد حنفیان در جواز و عدم جواز چیست و تمسک بجوازش قول قوی کہ در حاشیہ طحطاوی متعلق کتاب الحظر والاباحۃ منقول است میشود یا نہ بینوا مستندا بالکتاب و توجروا من الوہاب فقط

الجوابُ اللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول و دوم

معانقہ عیدین کہ بنا بر زیادہ محبت و تودد مسلمانان آنرا رواج دادہ اند جائز و مباح است و سند جوازش قول عامہ فقہا است قال فی التاتارخانیۃ ناقلا عن الملتقط ولیس بالعناق والتقبیل باس وہذا من التحیل وفیہ ایضا وقال ابو یوسف لا باس بالتقبیل والمعانقۃ فی ازار واحد وان کان المعانقۃ فوق قمیص او جبۃ او کانت القبلۃ علی وجہ المبرۃ دون الشہوۃ جاز عند الکل انتہی وقال فی فتاوے الرحمانی ناقلا عن شرعۃ الاسلام وکان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالے عنہم در طوعتہ اذا تلاقوا تعانقوا واذا تفرقوا تصافحوا انتہی وقال فی الکافی فی المعانقۃ علی وجہ الکرامۃ جائزۃ والخلاف فیما اذا لم یکن غیر ازار اما اذا کان قمیص او جبۃ فلا باس بہا بالاجماع وہو الصحیح وفی الزیلعی وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلون ذلک انتہی وہکذا فی عامہ کتب الفقہ و بالجملہ جواز معانقہ کہ از روایات فقہاء ثابت است عام از آنکہ بتخصیص وقت باشد یا بے تخصیص و برائے قادم از سفر باشد یا حاضر وطن خصوصا وقتیکہ ثمر باشد تالیف قلوب و زیادۃ تودد را و قول شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

نیز سندے واثق است برائے جواز آن واطباق صلحائے است از عرب وعجم بفحوائے ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن مؤید دیگر است برین مدعا ومراد از مسلمین در حدیث مذکور مطلقا مسلمانان اند خلفائے راشدین باشند یا ائمہ مجتہدین یا دیگر علماء وصلحاء دین چنانکہ از لام تعریف کہ بر صیغۂ جمع قلت داخل است بر اہل بصیرت مخفی نیست آرے اعتراض اہل تخصیص علماء واہل تفقہ وتدین ضروری است ہم فعل فساق وسفہا حجت وحسن را نشاید ماکثرے از فقہاء مثلا صاحب ہدایہ ودرمختار وتاتارخانیہ وغیرہ تعامل صلحا است را حجت گرفتہ اند باعث طوالت جواب بعد اعتماد بر انصاف وفہم ماہرین کتب مذکورہ نقل اقوال گذاشتم وحق آنکہ قول امام نووی در جواز مصافحہ بعد العصر والفجر نزد حنفیہ مقبول ومستند صاحب درمختار واکثر اصحاب متون است کما فی رد المحتار وغیرہ من حواشیہ وانچہ علامہ شامی محشی رد المحتار ردا بیجا استدراکی باستناد قول ملتقط وابن حاج مالکی مے نماید التفات را نشاید زیرا کہ ہر دو قول منقولش محتمل مجمل است کہ بدان منافی قول نووی نمی افتد معہذا قول صاحب ملتقط وابن حاج مالکی مقابلۂ اینقدر اصحاب متون کہ بعضے از آنہا از بعضے طبقات مجتہدین اند وجلالت شان وامام نووی تحمل توان کرد وقطع نظر ازین ہمہ غایت اینقدر است کہ روایت در جواز وعدم مختلف است مفتی را باید کہ بقوۃ دلیل وجلالت قائل ترجیح یکے بدہد نہ آنکہ مطلقا حکم حرمت وکراہت بکند وظاہر است کہ مجوز آن مطلقا ہمہ متون ودر بعضی طبقات مجتہدین داخل وامام نووی شافعی بایشان ساعد وشریک است برین تقدیر ترجیح جواز ثابت است وما بعد الحق الا الضلال واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال وعلمہ اتم علی وجہ الکمال۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کفاروں کے میلہ میں مثل دسہرہ ہولی دوالی دہنان گنگا وہردوار وغیرہ کے مسلمانوں کو جانا اور شریک ہونا بغرض سیر وتماشا یا بغرض بیع وشرا کے جائز ہے یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز کے گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ امداد امرار دونوں پر کیا ہے اور نیز مسلمانوں کو اُن مجامع میں جن کو جاہلوں نے ہر شہر وقریہ میں بنام بناو کربلا یا بیر ہوبڑا یا اور کسی کے نام سے مقرر کیا ہے اور اُن میں باندی لوگ اور رنڈیاں اور تعزیہ ساز اور تعزیہ پرست اور پتنگ باز وغیرہ تماشبین از قسم فساق و کفار جمع ہوتے ہیں جانا جائز ہے یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز گناہ صغیرہ یا کبیرہ ناپاک پانی کا سنگھاڑا پیدا ہوا یا مچھلی کھانا حلال ہے یا نہیں سانڈ جس کو ہندو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں اس کو مسلمان بلا اجازت مالک کے پکڑ کے یا حاکم وقت اسکو پکڑوا کر بیچ ڈالے اسکو ذبح کرنا اور کھانا حلال ہے یا نہیں چینڈا یا ہندو نے بت پر چڑھایا اور اس کا کان کاٹ دیا اسکو پجاری نے مسلمان کے ہاتھ بیچ ڈالا یہ بیع صحیح ہے یا نہیں اور لڑکیوں کا سر منڈانا اور انکو ٹوپی اوڑھانا اور انگرکہ پہنانا تا عدم بلوغ جائز ہے یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز

گناہ صغیرہ یا کبیرہ اور یہ عبارت من کثر سواد قوم فہو منہم کونسی کتاب میں ہے راوی کا نام مع تصدیق صحت یا عدم صحت
تحریر فرمانا چاہیے ان سوالوں کے جوابات بروایت فقہ اور احادیث صحیحہ بدلائل واضحہ بیان فرماؤ ثواب پاؤ جس کے
ہاتھ منہ تک نہ جاتے ہوں بعلت سختی ہڈی کے یا مقطوع ہوں یا خارش کے آبلہ ہاتھوں میں بکثرت ہوں اور
دوسرا مددگار نہ ہو وہ شخص کس طرح استنجا وضو کرے اور نماز کیونکر پڑھے زید محتاج کو حاکم وقت نے کسی علت سے
قید کیا اُس کی زوجہ محتاج ہے اور کوئی قرض نہیں دیتا اور نہ حاکم اس کو اسکے زوج کے ساتھ قید خانہ میں وکھتا ہے
اُسکو نفقہ کہاں سے ملیگا اور تفریق نکاح اس صورت میں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جانا کفار کے میلوں میں واسطے سیر و تماشے یا خرید و فروخت کے حرام ہے موجب کفر نہیں اگرچہ بعضی روایات کو
بحسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جانا مجامع کفار کو مطلقاً موجب کفر ہے مگر عند التامل ظاہر ہے کہ بقصد تعظیم رسم کفار
اور موافقت مع الکفار فی رسومہم والتشبہ معہم موجب کفر ہے اور واسطے کسی غرض اپنی کے یا واسطے سیر و تماشے
کے موجب کفر نہیں حرام ہے قال العلی القاری فی شرحہ للفقہ الاکبر ناقلا عن التتمۃ ومن خرج الی السدۃ ای مجمع
اہل الکفر فی یوم النیروز کفر لان فیہ اعلان الکفر وکانہ اعانہم علیہ یعنی جو شخص طرف مجمع اہل کفر کے اور نوروز کے نکلا کافر
ہوگا اسواسطے کہ اس میں اعلان کفر کا ہے اور گویا اُس نے اعانت کی کافروں کی اوپر کفر کے کذا فی التاتارخانیہ
والعالمگیریہ والفتاوٰی تاتارخانیہ وغیرہ من کتب الفقہ وقال فی تاتارخانیہ ناقلا عن دستور القضاۃ وعلی ہذا الخروج الی اللعب
الذی یدعی ہولی والموافقۃ معہم لزم ان یکون کفرا وکذا الخروج الی اللعب کفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعو اہل الکفر
بدوالی وتزیین البقور والافراس والذہاب لہا الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا او مقصود ان سب روایتوں سے
یہ ہے کہ جانا مجامع میں بقصد موافقت کفار و اعلان کفر و تعظیم و اختیار رسوم موجب کفر کا ہے اور یہ تاویل بھی جاتی
ہے روایت عالمگیری سے ویکفر بخروجہ الی نیروز المجوس لموافقتہ معہم فیما یفعلون فی ذلک الیوم یعنی کافر ہوگا مسلمان
بسبب نکلنے کے طرف نیروز مجوس کے نکلنا جو واسطے موافقت کافروں کے ہر بیج افعال اُنکے کے اور بھی بہت سمجھے
جاتے ہیں روایت تاتارخانی اور ذیلعی اور درمختار وغیرہ سے ولو اشتری فیہ مالم یشترہ قبلہ ان اراد تعظیمہ کفر وان اراد
الاکل والشرب والتنعم لا یکفر یعنی اگر خریدا کسی نے دن میلہ کافروں کے وہ چیز جو پہلے نہیں خریدتا تھا اگر واسطے تعظیم
عید کفار خریدا تو کافر ہوگا اور اگر بارادہ کھانے پینے چین کرنے کے خریدا ہے تو نہیں کافر ہوگا اور ظاہر ہے کہ خرید
میں کھانے کے واسطے بھی موافقت مع الکفار ہے مگر فقط اس موافقت سے کافر نہیں ہوتا جب تک قصد تعظیم اور
موافقت نہ ہو اور حاصل سب کا یہ ہے کہ جانا مجامع کفار میں بقصد تعظیم رسم کفر اور موافقت مع الکفار ہے موجب کفر کا
اور واسطے سیر و تماشے کے حرام ہے اسواسطے کہ سیر و تماشا بغیر غرض صحیح شرعی کے حرام ہے چہ جائیکہ متضمن اعانت

زیادہ مجمع کفار اور تکثیر سواد پر اور اسیطرح بیع و شرا انکے میلوں سے اسیلئے کہ مستلزم ہے ترویج رسم کفر کو قال اللہ تعالیٰ
و تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان اور جانا مجامع اہل فسق کو کہ سراسر فسق و فجور پر ہوتے ہیں حرام
ہے جب تک کوئی بات شرک کی نہ کریگا کافر نہیں کہہ سکتے اور معنے صغیرہ و کبیرہ میں روایات مختلف ہیں بعضی روایات
میں جانا واسطے سیر و تماشے کے یا بیع و شرے کے گناہ صغیرہ ہے اور بعضی روایات پر گناہ کبیرہ ہے اور خفیف جانکر غبارا
کرنا صغیرہ کا ہو یا کبیرہ دونوں موجب کفر ہیں ہکذا فی حواشیہ عقائد النسفیۃ للعصمۃ و قال فی الخلاصۃ رجل یرتکب صغیرۃ
فقال لہ تب فقال المرتکب ای شئ فعلت حتی احتاج الی التوبۃ کفر انتہیٰ اور اصرار کرنا اوپر صغیرہ کے مفضی الی الکفر ہے
و قال زمخشری فی الکشاف ما قال عن ابن عباسؓ لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار انتہیٰ ہکذا فی العقائد
النسفیۃ و قال العلی القاری فی شرحہ للفقہ الاکبر الاصرار علی الکبیرۃ کفر حقیقی انتہیٰ اور سر منڈوانا لڑکیوں کا واسطے مصلحت
بال سیاہ نکلنے کے اور سخت ہونیکے اولیای نبات کو جائز ہے جب تک مصلحت متحقق ہو اسواسطے کہ وقت ضرورت
اور مصلحت کے بڑی عورت کو بال سر کے دور کرنا جائز ہے قال فی العالمگیریۃ و لو حلقت المرأۃ راسہا فعلت لوجع
اصابہا لا باس بہ وان فعلت ذلک تشبیہا بالرجال فہو مکروہ و قال ایضا مجنونۃ اصابہا الاذی فی راسہا و لا ولی لہا
فمن حلق شعرا فہو محسن جس شخص کے ہاتھ کسی عذر سے منہ تک نہیں جا سکتے یا کٹے ہوئے ہیں اور وضو کرا نیوالا میسر
نہیں اسکو وقت وضو کے اعضاء وضو کو پانی میں ڈبو لینا کفایت کرتا ہے اسواسطے فرض وضو جو غسل تھا حاصل
اور دلک اعضای جو موقوف ہے اوپر تری اور درست ہونے ہاتھوں کے مستحب ہے نہ فرض اور استنجا اس سے ساقط ہے
قال فی العالمگیریۃ لو شلت یدہ الیسری ولا یقدر ان یستنجی بہا ان لم یجد من یستنجی سقط عنہ الاستنجاء وان قدر علی الماء الجاری
یستنجی بیدہ الیمنی انتہیٰ اور اگر خارش کے آبلہ وغیرہ ہاتھوں میں بکثرت ہیں اور اس سبب پانی کا استعمال نہیں کر سکتا تیمم
کرے قال فی الدر المختار و فی اعضاء وضوئہ شقاق عجز عن غسلہ ان قدر والا مسحہ والا ترکہ و لو فی یدہ ولا یقدر علی الماء تیمم اور
ہاتھوں میں آبلہ ہونا یا مختل ہونا مانع نماز سے نہیں اگر رکوع و سجود کر سکتا ہے کرے اور اگر نہیں کر سکتا ہے باشارہ معنے
رکوع و سجود ادا کرے ہکذا فی عامۃ کتب الفقہ اور زید محتاج کو جو کہ وقت نے قید کیا ہے اس صورت میں نفقہ
زوجہ زید کا نہیں ساقط ہے علی اصح الروایات پس اگر اسکو قرض نہیں ملتا ہو کسب کرے اور اگر توانائی کسب نہیں رکھتی
تو ہر روز کے واسطے سوال کرے بامر قاضی اور بعد چھوٹنے زید کے جسقدر کسب کرکے یا بھیک مانگ کے کھایا ہے
زید سے طلب کرے اور بسبب نہ پہنچنے نفقہ کے تفریق نہیں ہو سکتی قال فی الدر المختار و لا یفرق بینہما بعجزہ عنہا
و بعدم ایفائہ حقہا ولو موسرا و بعد الفرض بامر القاضی بالاستدانۃ علیہ انتہیٰ قال محشیا لعلامۃ الشامی فی قضاء الحاوی
الزاہدی فان لم یجد من یستدین عنہ علیہ اکتسبت و انفقت و حلتہ و نبا علیہ بامر القاضی ان لم یقدر علی الاکتساب لہا السوال
الیہما و تجعل سؤالہا دینا علیہ ایضا انتہیٰ اور من کثر سواد قوم فہو منہم حدیث ہے امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع

میں نقل کی ہے اور درمختار میں بھی کتاب القصاص میں نقل ہے انتہی واللہ سبحانہ اعلم بالصواب فقط
العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

سوالات متعددہ یہ چند سوالات علماء دیندار کی خدمت میں مرسل ہیں انکا جواب ارشاد ہو کہ اجر پاؤ۔
سوال ۱ عقیقہ کب تک کرنا مستحب ہے **جواب** عقیقہ ساتویں دن بعضے فقہاء حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے
اور بعضوں کے نزدیک مباح ہے اور بعد سات دن کے کوئی روایت حنفیہ سے دیکھی نہیں **سوال ۲** اور یہ جو
کتاب جامع المناقب میں لکھا ہے کہ عقیقہ بائیس روز کے بعد کرنا ناروا ہے اور ذابح عقیقہ کا کافر اور ذبیحہ مردار یہ
مسئلہ صحیح ہے یا غلط **جواب** ذبیحہ کا مردار ہونا اور ذابح کا کافر ہونا غلط ہے **سوال ۳** انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
اور اولیاء کرام کو سوائے قبر کے حاضر و ناظر جانکر پکارنا بطور استمداد یا اس نظر کہ وہ سنتے ہیں ہر جگہ انکو پکارنے جائز
ہے یا نہیں **جواب** حاضر و ناظر اور ہر جگہ ہر وقت سننے والا جانکر کسی کو سوا اللہ تعالےٰ کے پکارنا جائز نہیں۔
سوال ۴ یارسول اللہ یا علی یا غوث الاعظم دستگیر اٹھتے بیٹھتے بجائے یا اللہ کے کہنا بنظر استمداد یا بطور محاورہ
عادت کے جائز ہے یا نہیں **جواب** نفس ندا میں ممانعت نہیں اگر بطور عادت یا تبرک ہو اور بطور استعانت
اگر مستقل اعانت میں نہیں سمجھتا اور احتمال کرتا ہے کہ عجب نہیں کہ اللہ تعالےٰ انکو استطاعت دے اور میری مدد کی پیری کیا
ہے تو یہ جائز ہے **سوال ۵** قبر پختہ بنانا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی اور گنبد اٹھانا درست ہے یا نہیں **جواب**
بعض روایت فقہاء سے جواز سمجھا جاتا ہے واسطے امتیاز کے اور قبور سے **سوال ۶** شفاعت باذن یعنی جب جناب
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہو گا تب شفیع ہونگے یا شب معراج اذن شفاعت کا ہو گیا **جواب** اذن شفاعت
کا حضرت کو ہو گیا ہے اور پھر بھی قیامت کو ہو گا بہر حال شفاعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعی ہے
سوال ۷ اغنیاء کو نذر اللہ کھانا درست ہے یا نہیں **جواب** گوشت ذبیحہ نذر اللہ کا کھانا اغنیاء کو درست ہے
مثل اضحیہ کے اور سوا ذبیحہ اور نذر اللہ مصرف وہ لوگ ہیں جو مصرف زکوٰۃ کے ہیں **سوال ۸** نذر اور منت اولیاء
اور انبیاء کی کرنا جائز ہے یا نہیں **جواب** نذر اور منت سوا اللہ تعالےٰ کے کسی کی ماننا جائز نہیں نذر اللہ کی
مانیں ثواب کسی نبی یا ولی کو پہنچا دیں تو جائز ہے **سوال ۹** تقبیل ابہامین اذان میں وقت سننے اشہد ان محمد
رسول اللہ کے سنت ہے یا مستحب **جواب** تقبیل ابہامین کو بعضے فقہاء نے مستحب لکھا ہے جامع الرموز میں
اور کنز العباد میں روایت مذکور ہے **سوال ۱۰** فاتحہ قبل از طعام یعنی قبل کھانے کے جائز ہے یا نہیں **جواب**
فاتحہ پڑھنی اور دعا مانگنی قبل کھانے کے مضائقہ نہیں مگر سنت اور مستحب نہ سمجھے **سوال ۱۱** حدیث جو باب فاتحہ
مروسوم میں نقل کرتے ہیں صحیح ہے یا موضوع **جواب** کوئی حدیث فاتحہ مروسوم میں صحیح دیکھی نہیں **سوال ۱۲**
دونوں خطبوں کے درمیان میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں **جواب** خطبتین میں ہاتھ اٹھانا اور

دعا مانگنا مذہب صاحبین میں درست ہے اور مذہب امام ابو حنیفہؒ پر درست نہیں **سوال ۱۳** یا شیخ اور امداد نی بقضاء
حاجتی یا احمد کا پڑھنا چاہیے یا نہیں **جواب** بطور عمل بدون لحاظ معنے کے جائز ہے اور بلحاظ معنے جب درست
ہے جو استقلال امانت نہیں سمجھتا **سوال ۱۴** پنجشنبہ کو روحیں گھر میں آتی ہیں یا نہیں **جواب** روحوں کا آنا
کبھی کبھی اور پنجشنبہ کو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ایک روایت سے نقل کیا ہے **سوال ۱۵** ارواح گھر میں
کب تک آتی ہیں **جواب** کچھ ثابت نہیں کب تک آتی ہیں **سوال ۱۶** شیرینی اور کھانے وغیرہ پر جو فاتحہ مرسوم
کسی بزرگ کی ارواح کی جو کیا کرتے ہیں تو روح اُس بزرگ کی اُس شیرینی اور کھانے پر آتی ہے یا نہیں **جواب**
روح کا آنا شیرینی اور کھانے پر ثابت نہیں **سوال ۱۷** انعقاد مجلس حسنین رضی اللہ عنہما کا درست ہے یا نہیں
جواب مجلس میں ذکر سچا سچا حضرت حسنین رضی اللہ عنہما جائز ہے بشرطیکہ اس کے کبھی بدعت راگ وغیرہ کا ارتکاب نہ ہو
سوال ۱۸ لفظ علیہ السلام سوائے انبیاء کے کسی کو چاہیے **جواب** لفظ سلام کا سوائے انبیاء کے اور ملائکہ
کے واسطے بولنا مکروہ ہے مگر بتابعت بنیؐ **سوال ۱۹** وقت پڑھنے اشہد ان محمد رسول اللہ کے تصور جناب
مبارک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جائز ہے یا نہیں **جواب** اگر کوئی کرے تو خلاف شرع نہیں مگر سنت اور
مستحب نہیں **سوال ۲۰** صلوۃ غوثیہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں **جواب** صلوۃ غوثیہ کا پڑھنا بطور عمل کے قباحت
نہیں مگر کوئی شرک عقائد مشرکیہ ملائے تو اسکو ناجائز ہے **سوال ۲۱** تیجہ اور دسویں اور چہلم کا اجتماع جائز ہے
یا نہیں **جواب** اجتماع سیوم چہلم وغیرہ جائز ہے **سوال ۲۲** یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا درست ہے
یا نہیں **جواب** بطور عمل درست ہے **سوال ۲۳** قبر میں مٹی کی ڈلی تین مرتبہ قل ہو اللہ یا کلمہ پڑھ کے جو رکھتے
ہیں ثابت ہے یا نہیں **جواب** مٹی قبر پر پڑھکر رکھنا ثابت نہیں ہوا **سوال ۲۴** میت کے ساتھ قبر تک قسم غلہ
یا کھانا بھیجنا درست ہے یا نہیں **جواب** خیرات کرنا جائز ہے خواہ ساتھ میت کے ہو یا علیحدہ ہو **سوال ۲۵**
بعد ختم کلام مجید کے تراویح سنت ہے یا نہیں **جواب** بعضوں کے نزدیک سنت رہتی ہے اور بعضوں کے
نزدیک سنت نہیں رہتی **سوال ۲۶** ڈھولک وغیرہ پر راگ سننا کیسا ہے آیا جائز ہے یا حرام **جواب** ڈھولک
وغیرہ کے ساتھ راگ سننا حرام ہے **سوال ۲۷** روزہ میں استنجا کرے اور گوز آجا دے تو روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں
جواب روزہ فاسد نہیں ہوتا واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں۔ — انتخب المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

سوال - اطفال مومنین معصوم ہستند یا نہ **الجواب** عصمت مصطلح اہل کلام کہ عبارت از عدم امکان
معصیت از متصف بدانست نزد اہل سنت والجماعت خاصۂ انبیاء علیہم السلام است و عصمت لغوی یعنی محفوظ
بودن از خطا وغیرہ و محفوظ بودن وبان صا اطفال مومنین موجود بدین معنی اطلاق آن بر اطفال مومنین معیوب فقط

سوال مچھلی اور سنگھاڑے یعنی پانی کے کھانا حلال ہے یا نہیں **جواب** مچھلی یعنی پانی کی کھانا حلال ہے قال فی الدر المختار
ولا یحل حیوان مائی الا السمک الذی مات بآفة ولو متولدا فی ماء نجس اور اسی روایت سے ظاہر ہے کہ سنگھاڑا نجس پانی کا
بھی جائز ہے اور یہی تاتارخانیہ اور عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے کہ مری ہوئی مرغی کے پیٹ سے جو انڈا نکلے اور
مری ہوئی بکری کے تھن سے جو دودھ نکلے اسکا کھانا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نجاست پانی کی
مانع حلت سنگھاڑے کی نہیں اور جزئیہ بھی حلت سنگھاڑے کا کہیں دیکھا تھا اسوقت نظر میں نہیں آتا فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سلطان روم خلد اللہ ملکہ خلیفہ اور امام المسلمین ہے یا نہیں اگر ہے
تو زید معترض ہے کہ خلافت میں شرط قریشی ہونیکی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے الائمة من قریش والناس تبع
لقریش فی ہذا الشان ولا یزال ہذا الامر فی قریش ما بقی منہم اثنان وان ہذا الامر فی قریش لا یعادیہم احد الا کبہ اللہ
علی وجہہ ما اقاموا الدین حالانکہ سلطان روم قریشی نہیں پس کیونکر انکو خلیفہ کہتے ہیں ماورائے این اگر سلطان خلیفہ ہیں تو
کیوں نام نامی انکا موافق شرع شریف کے بروز جمعہ وعیدین خطبہ میں ملک ہند اور دیگر ممالک میں نہیں پڑھا جاتا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

سلطان روم ایدہ اللہ تعالے لنصرة الدین بلاشبہ خلیفہ ہیں اور امام المسلمین ہیں اور وہ جو معترض نے بعض احادیث
سے یہ ثابت کیا ہے کہ امام وخلیفہ میں قرشیت ہونا شرط ہے جواب اسکا یہ ہے کہ فی الواقع یہ احادیث صحیح ہیں اور موافق
اسکے قرشیت بلکہ بمقتضائے بعض احادیث اخر کے اجتہاد وعدالت وذکورت اور شجاعت وغیرہ بھی شرط ہیں خلیفہ
میں لیکن معنے اشتراط کے یہ ہیں کہ خلیفہ حقیقی اور مستحق امامت وہ ہے جو جامع اس شرائط کا ہو اور کبھی غیر مستحق
بھی اس منصب کو لیلیتا ہے اور مومنین کو بضرورت دفع فتنہ کے تسلیم کرنیکا حکم کیا جاتا ہے اور باصطلاح شرع اسکو
خلیفہ اور امام کہا جاتا ہے تو ایسے خلیفہ میں تحقق شرط قرشیت وغیرہ ضروری نہیں ہے قال العلامة ابن الہمام فی
مسایرہ ویثبت عقد الامامة اما باستخلاف الخلیفة ایاہ کما فعل ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ واما ببیعة جماعة من العلماء
او من اہل الرأی والتدبیر انتہی ثم قال بعد ذلک ولو تعذر وجود العلم والعدالة فیمن تصدی للامامة وکان فی صرفہا عنہ
اثارة الفتن والاختلاف والنزاعات بین المسلمین بہ لہذا حکمنا بانعقاد امامتہ کیلا یکون کمن یبنی قصرا ویہدم مصرا واذا
تغلب آخر علی المتغلب وقعد مکانہ انعزل الاول وصار الثانی اماما ویجب طاعة الامام عادلا کان او جائرا اذا لم
یخالف الشرع فقد علم انہ یصیر اماما بثلاثة امور لکن الثالث فی امام المتغلب وان لم یکن فیہ شروط الامامة وقد یکون
بالتغلب مع المبایعة وہو الواقع فی سلاطین الزمان نصرہم الرحمان انتہی نقلا عن اسامی وقال فی شرح العقائد
النسفیة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم یصیر ملکا عضوضا والمراد الخلافة الکاملة

وہی الخلافۃ الحقیقۃ فلا بنا فی ذلک تسمیۃ الائمۃ من اہل الحل والعقد وبعض من بعدہم خلیفۃ ولا ما ذکرہ الفقہاء من انہ یجوز اطلاق خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی السلطان انتہی اور یہ جو کہا کہ اگر سلطان خلیفہ ہیں تو نام اُنکا خطبہ میں کیوں نہیں پڑھا جاتا تو جواب اسکا یہ ہے کہ خطبہ میں پڑھنا نام خلیفہ کا واسطے دعا کے فرض یا واجب یا سنت نہیں بلکہ مستحب بھی نہیں فقط ایک امر جائز ہے کما قال فی الدر المختار ویندب ذکر الخلفاء الراشدین بالتعیین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی پس علماء ہندستان نے جائز امر کو نہیں اختیار کیا اس سے خلافت میں نقصان نہیں آتا اور ملک عرب میں اور مصر اور شام اور روم وغیرہ میں خطبوں میں اُنکا نام پڑھا جاتا ہے اور دعا واسطے اُنکے کیجاتی ہے فقط ہذا ما عندی فی الجواب واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مرض چیچک کے واسطے ٹیکا لگانا قبل چیچک نکلنے کے کہ قبل مرض کے علاج کرنا ہے جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو ٹیکا لگانا موجب رواج کے کہ ایک کا پانی یا پیپ لیکر دوسرے کے جسم میں لگاتے ہیں جائز ہے یا نہیں

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ٹیکا لگانا واسطے دفع مرض چیچک کے جائز ہے اگرچہ یہ علاج قبل مرض کے ہے لیکن علاج میں واقع ہونا مرض کا ضروری نہیں بحفظ صحت اور دفع مرض آیندہ کا بھی علاج کیا جاتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا استعمال ادویہ مسہلہ قبل وقوع مرض کے فرمایا ہے کما لا یخفی اور امر بھی فرمایا ہے کما روی ابن ماجۃ عن ابراہیم ابن ابی عبلۃ عن عبد اللہ ابن حرام یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالسناء والسنوت فان فیہما شفاء من کل داء الا السام الحدیث وقال فی زاد المعاد قواعد طب الابدان ثلثۃ حفظ الصحۃ والحمیۃ عن المؤذی واستفراغ المواد الفاسدۃ انتہی باقی رہا یہ امر کہ لگانا پانی یا پیپ کا جو نجس ہے دوسرے کے بدن کو واسطے علاج کے جائز ہے یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ جائز ہے قال فی رد المحتار اذا سال الدم من انف انسان ولا ینقطع حتی یخشی علیہ الموت انہ لو کتب فاتحۃ الکتاب او الاخلاص بذلک الدم علی جبہتہ ینقطع فلا یرخص لہ فیہ وقیل یرخص کما رخص فی شرب الخمر للعطشان واکل المیتۃ فی المخمصۃ وہو الفتوی انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام کا ذکر جو قرآن مجید میں آیا ہے وہ زندہ ہیں یا نہیں اور بعض اولیاء اللہ تعالے نے بعض مقام پر مثل حضرت غوث الثقلین وغیرہم کے ملاقات کی ہے یا نہیں دوسری [illegible] دوسرے خاک پاچکہ شی کی پاک ہے یا نہیں بعض اہل علم کہتے ہیں کہ خاک پاچکہ شی سوختہ

کی خشک پاک ہے بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی ورنہ ہر نجاست سوختہ کی خاک پاک ہو جاوے جیسے انسان یا خنزیر کی
انکی نجاست بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی عورت اگر مرد کی طرح اور مرد عورت کیطرح اگر تشہد میں بیٹھے تو نماز درست
ہوگی یا نہیں بعض لوگ موافق حدیث کے کوئی تفرقہ دونوں میں نہیں کرتے زکوٰۃ زر زیور واجب ہے یا نہیں کلمہ شریف
سے جو نیکیاں ہوتی ہیں انکا بدلہ دنیا میں حق تعالے انکو دیگا یا آخرت میں بقدر اس کے تخفیف عذاب ہو جاویگی
نکاح میں یہ شرط کرنا کہ بعد عقد کے اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے باہر نجانے دونگا حتی کہ والدین کے گھر کی بھی شرط کرلی
اور اسپر والدین منکوحہ کے راضی بھی ہو گئے آیا نکاح صحیح ہو یا نہ اور یہ شرط عند القاضی معتبر ہوگی یا نہیں اور عنداللہ
کیا حکم ہے جو حوض دہ دردہ سے کم ہو اور پانی نل کا یعنی بنبہ کا جو دیا ہے اس میں آتا ہے اکثر اوقات باوجود
بھر جانے کے بھی بنبہ جاری رہتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے ہر وقت پانی پاک جاری کا حکم ہے یا وقت جاری ہونیکے
پانی پاک اور وقت رک جانیکے ناپاک سے ناپاک ہو جاویگا فقط اور ایسی حوض میں جو کوئی غسل کرے تو وہ پانی
مستعمل طاہر غیر مطہر ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول

حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے زندہ ہیں اور اکثر اولیاء اللہ تعالے کی ملاقات
اُنسے منقول ہے اور فوائد کثیرہ اولیاء کرام کو ان سے حاصل ہوئے قال فی تفسیر روح البیان تحت قولہ تعالے فوجدا
عبدا من عبادنا الآیۃ الجمہور علی ان الخضر و علی انہ نبی غیر مرسل وفی تفسیر البغوی اربعۃ من الانبیاء احیاء الی یوم البعث
اثنان فی الارض الخضر والیاس واثنان فی السماء ادریس وعیسی علیہ السلام وقال الہروی ان الخضر قد جاء الی النبی علیہ السلام
عزاہ و ما ذکرہ علیہ السلام ولکان حیا لاتی فلا ینبغی وترجح الروایۃ بعدہ انتہی وقال ایضا اختلفوا فی حیاتہ والاکثر علی
انہ موجود بین اظہرنا وہذا متفق علیہ الصوفیۃ لان حکایاتہم اجتماعہم فی المواضع الشریفۃ وکلامہ اکثر من ان یحصی فقد
الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیۃ وابو طالب المکی فی قوت والحکیم الترمذی فی نوادرہ وغیر ذلک من المحققین من سادات الامۃ
الذین لا یتصور اجتماعہم علی الکذب والافتراء انتہی مختصرا جواب سوال دوم خاک پاکیزہ شی کی بلکہ جمیع نجاسات کی خشک
ہونے سے صحیح مفتی بہ یہ ہے کہ پاک ہے خواہ خشک ہو یا تر قال فی شرح المنیۃ ولو احرقت العذرۃ او الروث فصار کل منہما
رمادا او ماتت الحمار فی الملاحۃ وکذا ان وقع بعد موتہ وکذا الکلب والخنزیر لو وقع فیہا فصار ملحا زالت نجاستہ
وطہر عند محمد خلافا لابی یوسف واکثر المشائخ اختاروا قول محمد وعلیہ الفتوی فعلم ان الحکم عند محمد عدم فساد البیر فی وقوع
ذلک الرماد انتہی مختصرا اور ظاہر ہوگیا کہ یہ قول کسی شخص کا کہ خاک انسان یا خنزیر کی بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی خلاف
مفتی بہ اور غلط ہے۔ جواب سوال سوم اگر عورت مرد کیطرح اور مرد عورت کیطرح جلسہ تشہد میں بیٹھے تو نماز کراہت
درست ہوگی اسواسطے کہ یہ جلسہ تشہد ہیئت خاص ہے واسطے ہر ایک کے مرد و عورت میں شرعا اور بعد شرع متعین ہے

نماز میں کراہت ہوگی قال فی شرح المنیۃ فاذا رفع المصلی راسہ من السجدۃ الثانیۃ فی الرکعۃ الثانیۃ افترش رجلہ الیسری وجلس علیہا ونصب رجلہ الیمنی نصبا ووجہ اصابعہا ای اصابع رجلہ الیمنی نحو القبلۃ ہذہ کیفیۃ القعود المسنون فی القعدتین عندنا وعند مالک التورک کما قلنا فی المرأۃ انتہی وقال ایضا ویقعد فی القعدۃ الاخیرۃ مثل ما قعد فی القعدۃ الاولی والمرأۃ تقعد علی الیتہا الیسری فی القعدتین الاولی والاخیرۃ وتخرج کلا رجلیہا من الجانب الایمن انتہی وقال فی التلویح ترک السنۃ المؤکدۃ قریب من الحرام انتہی جواب سوال چہارم زکوۃ نوٹ پر واجب ہے اس لئے کہ نوٹ مثل عروض تجارت ہیں اور عروض تجارت پر بشرائط زکوۃ زکوۃ واجب ہے قال فی الدر المختار وفی عروض التجارۃ قیمتہ نصاب وجوبہا المعین بعدہ انتہی جواب سوال پنجم کفار جو اعمال خیر کرتے ہیں اوس کا بدلہ دنیا میں ہے نہ آخرۃ میں بلکہ اعمال اُنکے بالکل حبط اور ضائع ہوتے ہیں قال اللہ سبحانہ تعالی اولئک الذین حبطت اعمالہم فی الدنیا والآخرۃ الآیۃ قال فی تفسیر روح البیان حبطت اعمالہم التی کانوا یستحقون بہا الاجر لو قارنت الایمان مثل ما فی وجوہ الخیر وصلۃ الرحم وغیر ذلک مما سے ضاعت وبطلت بالکلیۃ ولم یترتب علیہا اثر فی الدنیا والآخرۃ انتہی جواب سوال ششم قبل نکاح یہ شرط کی کہ بعد عقد کے اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے باہر نجانے دونگا یہ نکاح صحیح ہے اور شرط باطل ہے نزد القاضی اصلا معتبر نہو گی قال فی الدر المختار ولا یبطل النکاح بالشرط الفاسد وانما یبطل الشرط دونہ یعنی لو عقد النکاح مع شرط فاسد لم یبطل النکاح بل الشرط انتہی جواب سوال ہفتم جو حوض دہ در دہ سے کم ہے اور اس میں جبسے پانی آتا ہے اور جاتا ہو تو وہ حوض وقت جاری ہونیکے پاک ہے اور حکم آب جاری کا رکھتا ہے اور جب آمد پانی کی موقوف ہو جائیگی تو حکم اس کا ملا کرے نہ جاری کا اسوقت نجاست قلیل پڑنے سے نجس ہو جائے گا قال فی الدر المختار وکذا بالجاری حوض الحمام لو الماء نازلا والغرف متدارک کحوض صغیر یدخلہ الماء من جانب ویخرج من آخر انتہی قال علیہ فی رد المحتار وکذا حوض غیر الحمام لان فی الظہیریۃ ذکر ہذا الحکم فی حوض اقل من عشر فی عشر انتہی اور اس حوض میں اگر کوئی غسل کرے تو جو پانی اوس کا مستعمل طاہر غیر مطہر ہو گا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال بسم اللہ العلی الاکبر ما قولکم ایہا العلماء الکرام حکم اللہ قرآن مقدس کا ترجمہ کرنا بدون نقل الفاظ ونظم قرآن مقدس کے کسی زبان انگریزی ہو یا مرہٹی ہو یا سنسکرت محض اغراض اشاعت دین جائز ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ترجمہ کرنا قرآن شریف کا کسی زبان میں بدون نقل نظم قرآن شریف کے نہیں جائز قال فی رد المحتار فی

عن الکافی ان اعتاد القرءۃ بالفارسیۃ او اراد ان یکتب مصحفا بہا یمنع وان فعل فی آیۃ او آیتین لا فان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمتہ جاز انتہی وقال ایضا والطاہر ان الفارسیۃ غیر قید انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مثلاً کوئی شخص ظہر کی سنت کی دوسری رکعت پڑھتا ہوا اور فرض کیواسطے تکبیر تکبیر کہے تو وہ شخص نماز توڑ کر شامل ہو جاوے اور دو رکعت پوری کرے حکم از روئے شرع کیا ہے مسئلہ ثانی بعد نماز فرض کوئی شخص یا چند اشخاص درود شریف پڑھتے ہوں اس طرح پر صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ اس کے واسطے کیا حکم ہے درست ہے یا نادرست اور اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے سننے کے وقت انگوٹھوں کا چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے یا نہیں حدیث اس کی ضعیف ہے یا موضوع چومنے والوں کو بدعتی کہنا درست ہے یا نہیں گنہگار اس کا کہنے والا ہوتا ہے یا نہیں اور درود شریف مذکور کے کہنے والے کو مشرک اگر کوئی کہے اس کا کیا حکم ہے اور کھڑا ہونا وقت ذکر ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درست ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو شخص سنت ظہر پڑھتا ہو اور امام نماز ظہر بجماعت شروع کرے تو سنت ظہر پڑھنے والے کو چاہئے کہ چار رکعت سنت پوری کرے اور سنت کو نہ قطع کرے اور نہ دو رکعت پڑھکر سلام پھیرے اور اگر دو رکعت پڑھکر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے گا تو جب بھی مضائقہ نہیں قال فی الدر المختار والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمہ رکعتین وکذا سنۃ الظہر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعا علی القول الراجح انتہی اور درود شریف صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ پڑھنا درست ہے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگانا وقت کہنے موذن کے اشہد ان محمد رسول اللہ مستحب ہے قال فی رد المحتار یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابہامین علی العینین کذا فی کنز العباد وفی کتاب الفردوس من قبل ظفر ابہامیہ عند سماع اشہد ان محمد رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنۃ من للقاصد الحسنۃ للسخاوی انتہی مختصرا اور حدیث اس باب میں جو وارد ہے ضعیف ہے موضوع نہیں کما یظہر من تذکرۃ الموضوعات مولانا محمد طاہر اور چومنے والے کو جو بدعتی کہتا ہے وہ شخص برا کرتا ہے اور اسی طرح درود شریف پڑھنے والے کو مشرک کہتا ہے بہت گنہگار ہوتا ہے اور کھڑا ہونا ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں واسطے تعظیم ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درست ہے کما فی السیرۃ الحلبیۃ والسیرۃ الشامیۃ واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال - کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص کے یہاں مجلس میلاد ہوئی اوس نے اپنے احباب اہل اسلام کو بذریعہ فرد اعلام الصلاۃ دی اور پشانی فرد پر یہ عبارت تھی (نحمدہٗ ونصلی) الیہ الراج ثوب خانہ پر بعد مغرب مجلس میلاد شریف ہے صاحبان ذیل حاضر مجلس شہنشاہ انبیاء علیہ وعلی آلہ التحیۃ والثنا ہوکر سماعت ذکر مناقب و ولادت شریف وغیرہ سے فیض یاب ہوں ایک شخص نے اپنے نام پر یہ عبارت تحریر کی ہے کہ ایسی مجلسوں میں اہل سنت نہیں آیا کرتے آیا یہ شخص فاسق العقیدہ ہے یا نہیں اور فساد کس درجہ کا اور اس کے پیچھے اقتداء کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللّٰہ سبحانہٗ الموفق للصواب

بلا شبہ یہ شخص فاسد العقیدہ ہے جو مجلس ذکر مناقب اور ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتا ہے کہ ایسی مجلسوں میں اہل سنت نہیں آیا کرتے نعوذ باللہ سبحانہٗ منہا قال القاضی فی الشفاء قال ابو ابراہیم التجیبی واجب علی کل مسلم متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہٖ واجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ بہ لیکن بسبب ظاہر حکم شرع کے یہ متعین نہیں کہ فساد کس درجہ کا ہے البتہ مبتدع ہونا اوس شخص کا متعین ہے اسی طرح مجرد اس کلام سے حکم عدم صحت اقتداء اس شخص کا نہیں کر سکتے فقط واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہٗ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہٗ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال - چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسائل سوال اول اطاعت والدین کی بیٹا بیٹی پر خواہ شوہر دار ہو یا غیر شوہر دار دونوں پر برابر و بلا فرق فرض ہے یا نہیں اور فرضیت اس کی کونسی دلیل شرعی سے ثابت ہے اس کو بہ تفصیل مع دلائل کے بیان فرمائے سوال دوم اطاعت شوہر کی زوجہ پر فرض ہے یا نہیں ہے کی فرضیت پر کیا دلیل ہے سوال سوم بیٹی پر بعد شوہر دار ہو جانے اون کے سے فرضیت اطاعت والدین کی اپنے سے بسبب فرضیت اطاعت شوہر انکے بالکل ساقط ہو جاتی ہے یا بعض باقی رہتی ہے اور بعض ساقط جو شق صحیح ہو اس کو بتوضیح تمام مع الدلیل ارقام فرما دیں سوال چہارم درصورت فرضیت اطاعت والدین وفرضیت اطاعت زوج عورت پر دونوں کی اطاعت برابر ہے یا کم و بیش اور باپ و شوہر کے درجہ میں کیا تفاوت ہے اعلیٰ درجہ کس کا ہے سوال پنجم عاق کرنا والدین کا جو مشہور بعوام جہلاء میں ہے بیٹا بیٹی دونوں پر موثر ہے یا صرف بیٹے ہی پر اور عاق کرنے کا اثر اس پر جو عاق کیا گیا ہے کیا مرتب ہوتا ہے سوال ششم مثلاً زید اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو ایک امر جائز کی جابرانہ حکم اس طور پر کرتا ہو کہ اگر

تو میرے اس حکم کی تعمیل نہ کرے گی تو بسبب اس کے کہ یہ عدول حکمی تیری باعث ایذا و تکلیف میرے
دل کی ہوگی میں تجھکو طلاق دیدونگا اور پدر ہندہ مذکورہ کا تعمیل حکم شوہر سے اس طور پر روکتا ہو کہ منع کرتا
ہو کہ اگر تو اپنے شوہر زید کے حکم کی تعمیل کرے گی تو بسبب اس تیرے عقوق کے کہ موجب ایذا و تکلیف میرے
دل کا سبب تجھ سے نہایت ناراض ہونگا اور قیامت میں تیرا دامن گیر ہونگا یا اس کا عکس یعنی باپ بطور مذکور
حکم کرتا ہو اور شوہر بطور مسطور مانع ہوتا ہو تو اس صورت میں عورت
کو عقوق باپ اختیار کرنا بہتر ہوگا یا طلاق شوہر سوال ہفتم بعد نکاح کر دینے دختر کے باپ چاہتا
کہ لڑکی ہمارے گھر میں رہے اور شوہر چاہتا ہے کہ ہمارے گھر اور باپ کسیطرح محتاج اس سے خدمت لینے کا
نہیں ہے اور باپ نے ایجاب نسبت میں قبل نکاح کے داماد سے یہ شرط بھی کرالی تھی کہ دختر ہماری گھر میں رہے گی اور
تمکو بھی یہیں رہنا پڑے گا تو اس صورت میں عورت کو باطاعت والدین والدین کے گھر میں رہنا چاہئے یا باطاعت
شوہر شوہر کے گھر اور یہ شرط مذکورہ باپ کا اس عورت کے شوہر کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں فقط
سوال ہشتم عورت زیارت والدین و دیگر محارم میں محتاج اذن شوہر کی ہے یا نہیں سوال نہم عورت
بلا اجازت حکم مرضی اپنے زوج کے مکان شوہر سے بارادۂ زیارت والدین کے مکان میں کہ مکان میں والدین
کا اس کے محلہ سکونت میں ہو یا مثلاً دو کوس پر ہو یا اس سے بھی زیادہ دور ہو جا سکتی ہے یا نہیں اور اگر والدین
عورت مذکورہ کے خواہش کریں کہ اپنی دختر سے اس کے شوہر کے مکان میں اگر ملاقات کریں تو شوہر کو حق
منع کا ہے یا نہیں اور عورت خلاف حکم مرضی اپنے شوہر کے اپنے والدین کو مکان شوہر میں آنے دے سکتی ہے
یا نہیں سوال دہم مثلاً پدر عورت خواہ ماں اس کی کوئی مرض مہلک و قتال میں مبتلا ہوئی اور ایسا ہی اس
کا شوہر بھی مرض مہلک و قتال میں مبتلا ہوگئے اور سوائے عورت مذکورہ کے دونوں کا یعنی پدر و شوہر
مذکورہ کا کوئی خبرگیراں اور خدمت کنندگان نہیں ہے اور اس وقت میں دونوں محتاج شدید خدمت
کے ہیں اور ایسا بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ دونوں کی خدمت اور خبرگیری اس سے انجام پاوے اگر باپ
کی خدمت و خبرگیری کرتی ہے تو ترک خدمت و عدم خبرگیری شوہر کی لازم آتی ہے یا اس کا عکس تو اس صورت
میں اس عورت کو کیا کرنا چاہیے آیا ترک خدمت والدین خدمت شوہر کی کرنا چاہیے یا ترک خدمت شوہر خدمت والدین
کی کرنا چاہیے بینوا بالقرآن واحادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واستشہدوا باقوال العلماء المعول علیہ
بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول اطاعت والدین کی بیٹا اور بیٹی پر شوہر دار ہو یا غیر شوہر دار فرض ہے اور فرضیت اس کی

ثابت ہے نص قطعی سے قال اللہ سبحانہ تعالیٰ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا قال فی معالم
التنزیل اسے امر ربک واجب قال فی روح البیان اسے امر امرا مقطوعا بہ فانہم الواجبات بعد التوحید
احسانا نہ سنی وقال الخطیب فی السراج المنیر تحت قولہ تعالیٰ ووصینا الانسان بوالدیہ اسے وصیناہ ان یبر بوالدیہا
ویقوم بہا انتہی ا ہ احادیث کثیرہ بھی اس باب میں وارد ہیں فی المشکوۃ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رضی الرب فی رضی الوالد وسخط فی سخط الوالد رواہ الترمذی وعن ابی امامۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ ما
حق الوالدین علی ولدہما قال ہما جنتک ونارک رواہ ابن ماجہ انتہی لیکن اطاعت مخلوق میں خواہ والدین ہوں یا غیر اسکے
یہ امر شرط ہے کہ معصیت الٰہی نہو ورنہ معصیت الٰہی میں اطاعت کسی کی جائز نہیں فی المشکوۃ عن ابن عمر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ ما لم یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ متفق علیہ وعن
علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف متفق علیہ انتہی پس جب
بیٹی شوہر دار ہو جاتی ہے تو اطاعت شوہر اس پر فرض ہو جاتی ہے اس حالت میں اسپر اطاعت والدین کی ان
امور میں جو مخالف طاعۃ شوہر کے ہوں فرض کیا مباح بھی نہیں کما یجی مفصلا فی الاجوبۃ الآتیۃ فقط
جواب سوال دوم اطاعت شوہر کی زوجہ پر فرض ہے اور دلیل فرضیت اس کی اولا آیات متعددہ منجملہ ان کے
ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف وللرجال علیہن درجۃ قال الامام الرازی فی تفسیرہ فاعلم ان اللہ تعالیٰ لما بین
انہ یجب ان یکون المقصود من المراجعۃ اصلاح حالہا لا ایصال الضرر الیہا بین ان لکل واحد من الزوجین
حقا علی الآخر فان الزوج کالراعی والامیر والزوجۃ کالمامور والرعیۃ فیجب علی الزوج بسبب کونہ امیرا
وراعیا ان یقوم بحقہا ومصالحہا ویجب علیہا فی مقابلۃ ذلک اظہار الانقیاد والطاعۃ للزوج انتہی مختصرا وفی التفسیرات
الاحمدیہ قولہ تعالیٰ ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف ای ان الحقوق بین الزوج والزوجۃ علی الآخر فحقوق
الزوج علی الزوجۃ الخدمۃ والادب وترک الاعراض علیہ والامتثال لاوامرہ بالکلیۃ والانقیاد والترک للمنع
منہا ولو حتی شاء وکیف شاء انتہی اور ثانیا احادیث کثیرہ صحیحہ منجملہ ان کے حدیث ترمذی عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا انتہی اور حدیث امام
احمد جو مشکوۃ میں ہے لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا [illegible] ان تنقل من
جبل احمر الی جبل اسود ومن جبل اسود الی جبل ابیض کان ینبغی لہا ان تفعل [illegible] حدیث بیہقی المرد [illegible]
فی المشکوۃ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لا یقبل اللہ لہم صلوۃ ولا تصعد لہم حسنۃ العبد
الآبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیہم والمرأۃ الساخط علیہا زوجہا والسکران حتی یصحو انتہی فقط جواب
سوال سوم اولا عورت پر اطاعت والدین مطلقا فرض تھی اس کے بعد اطاعت شوہر بعد [illegible]

فرض ہوئی والدلیل علیہا مرکما نقا توجن امروں میں اطاعت والدین منافی اطاعت شوہر ہو گی اُن امروں میں بمقتضائے
احادیث سابقہ وحدیث صحیح لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کے اطاعت والدین ساقط ہو جائیگی اور باقی میں
باقی رہے گی قال الامام الغزالی فی الاحیاء النکاح نوع رق فھی رقیقۃ لہ فعلیہا طاعۃ الزوج مطلقا فی
کل ما طلب منہا فی نفسہا مما لا معصیۃ فیہ وقد ورد فی حق الزوج علیہا اخبار کثیرۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم
ایما امرأۃ ماتت وزوجہا عنہا راض دخلت الجنۃ وکان رجل قد خرج الی سفر وعہد الی امرأتہ ان لا تنزل من
العلو الی السفل وکان ابوہا فی الاسفل فمرض فارسلت المرأۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تستاذن فی
النزول الی ابیہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم اطیعی زوجک فمات فاستامرتہ فقال اطیعی زوجک فدفن ابوہا
فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبرہا ان اللہ تعالیٰ قد غفر لابیہا لطاعتہا لزوجہا انتہی وقال
امام الرازی فی التفسیر الکبیر واذا ثبت فضل الرجل علی المرأۃ ظہر ان المرأۃ کالاسیر العاجز فی ید الرجل
ولہذا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا بالنساء خیرا فانہن عندکم عوان انتہی جواب سوال چہارم
جن امروں میں اطاعت زوج کی اوپر زوجہ کے فرض ہے ان میں اطاعت شوہر مقدم ہے اوپر اطاعت
والدین کے نہ باقی امور میں کما ظہر من الاحادیث والروایات المذکورۃ السابقۃ فقط جواب سوال پنجم
عقوق پسر اور دختر دونوں میں برابر ہوتا ہے اور معنی عقوق کے نافرمانی غیر معصیت میں اور ایذا
رسانی کے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس
والیمین الغموس رواہ البخاری قال فی المرقاۃ عقوق الوالدین قطع صلتہما وقیل ہو ایذاء لا یحتمل مثلہ من
الولد عادۃ وقیل عقوقہما مخالفۃ امرہما فیما لم یکن معصیۃ انتہی اور اثر عقوق کا فاسق ہو جانا ہے عاق
کا جب تک کہ توبہ نکرے فقط جواب سوال ششم ایسی حالت میں عورت کو اطاعت اپنی شوہر کی لازم
ہے نہ اطاعت پدر کی کما ظہر من الاحادیث والروایات المنقولۃ آنفا اور اس حالت میں
نافرمانی پدر کی حق دختر میں عقوق شرعی نہیں ہے اسواسطیکہ نافرمانی شوہر کی معصیت ہے
اور حرام اور پدر اس کا امر کرتا ہے اس معصیت اور حرام کا   پس معصیت میں اطاعت
والدین کی فرض   کیا مباح بھی نہیں والدلیل علیہ قد مر اور ان جوابات سے جواب باقی چار سوالوں کا
بھی ظاہر ہو گیا یعنی جب اطاعت شوہر مقدم ہوگی تو عورت کو با طاعت شوہر شوہر کے گھر رہنا چاہئے
نہ والدین کے گھر اور نہ رہنا والدین کی اسکے گھر رکھنے کی لغو ہے عورت کو بلا اجازت شوہر کے
کسی محرم یا والدین سے زیارت نہیں چاہئے عورت بلا اجازت شوہر کے والدین کے مکان یک
بالاخانہ سے نیچے تک جا سکتی ہے والدین مریض کیوں نہ ہوں نہیں جا سکتی اسیطرح والدین عورت کے

جواب سوال چہارم جواب سوال پنجم

جواب سوال ششم

جواب سوال ہفتم ہشتم نہم دہم کا

عورت سے بغیر مرضی شوہر کے ملاقات نہیں کرسکتی اور شوہر کو ملاقات والدین
سے بمصلحت حق منع پہونچتا ہے اگر عورت باجازت شوہر والدین و شوہر دونوں کی خدمت کرسکتی ہے
تو بہا ورنہ شوہر کی سی خدمت کرے گی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب الجواب محمد عبد الغفار خان عفی عنہ

سوال۔ ما قولکم رحمکم اللہ تعالے اندرینکہ خواندن انگریزی وآموختن آن وتعلیم کنانیدن اطفال خود را
قواعد وحروف الفاظ زبان انگریزی بر اہل اسلام جائز است یا نہ بینوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ تعالے
یوم الجزاء والحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

خواندن انگریزی وآموختن آن را مکلفین اہل اسلام را وہمچنین تعلیم کنانیدش اطفال مومنین را حرام است
زیرا کہ خواندن وآموختن وممارست آن موجب مناسبت واختلاط ومورث مودت وارتباط است
بنصرانیان بلکہ مقصود اصلی خوانندگان وتعلیم کنانندگانش ہمین است واختلاط با نصرانیان وارتباط با ایشان
وہمچنین موجبات واسباب آن حرام است واجتناب ودوری گزیدن تا بمقدور از ایشان واجب است
بنصوص صریحہ واحادیث صحیحہ قال اللہ سبحانہ تعالے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون
من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ قال علیہ فی الکشاف والغرض بہ انہ لا ینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع
ولا یوجد علی مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والا
حتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم وزاد ذلک تشدیدا وتاکیدا بقولہ ولو کانوا آباءہم وبقولہ اولئک
کتب فی قلوبہم الایمان وبمقابلۃ قولہ اولئک حزب الشیطان وبقولہ اولئک حزب اللہ فلا تجد شیئا ادخل
فی الاخلاص من موالاۃ اولیاء اللہ ومعاداۃ اعدائہ بل ہو الاخلاص بعینہ انتہی ودر محل دیگر حضرت حق سبحانہ
میفرماید یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم
فانہ منہم الآیۃ قال علیہ فی الکشاف لا تتخذوہم اولیاء تنصرونہم وتستنصرونہم وتواخونہم وتصافونہم
وتعاشرونہم معاشرۃ المؤمنین ثم علل النہی بقولہ بعضہم اولیاء بعض ای انما یوالی بعضہم بعضا لاتحادہم واجتما
عہم فی الکفر فما لمن دینہ خلاف دینہم ولموالاتہم ومن یتولہم منکم فانہ منہم من جملتہم وحکمہ حکمہم وہذا تغلیظ
من اللہ وتشدید فی وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تتراءی ناراہما ومنہ قول عمر رضی اللہ عنہ لابی موسی الاشعری فی کاتبہ النصرانی لا تکرموہم اذ اہانہم اللہ
ولا تامنوہم اذ خونہم اللہ ولا تدنوہم اذ اقصاہم اللہ وروی انہ قال لہ ابو موسی لا قوام للبصرۃ الا بہ فقال

بات النفرانی والسلام یعنی سبب انذ قدرات مخالفت نمی‌تون ما ناصحۃ ضمنہ السامعین فیلعون شیٔ وچنین است
در تفسیر کبیر ونیشاپوری وغیرہ من کتب التفسیر قال بیضاوی لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء اے فلا تعتمدوا
علیہم ولا تعاشروہم معاشرۃ الاحباب بعضہم اولیاء بعض ایماء الی علۃ النہی فانہم متفقون علی خلافکم یوالی
بعضہم بعضا لاتحادہم فی الدین واجتماعہم علی مضادتکم ومن یتولہم منکم فانہ منہم ای من والاہم منکم فانہ
من جملتہم وہذا تشدید فی وجوب مجانبتہم کما قال علیہ السلام لا تتراءی ناراہما انتہی ودر مسلم الثبوت وغیرہ
من کتب الاصول مرقوم است کہ تحصیل اسباب واجب واجب است وتحصیل اسباب حرام حرام است کما قال بحر
تحصیل اسباب الواجب واجب وتحصیل اسباب الحرام حرام بالاجماع انتہی ودر احیاء العلوم میفرماید کہ انبساط ومحاشرت
ودوستانہ از کافر حرام است ونصہ فان کان الکافر محاربا فہو مستحق للقتل ۱۲ والاسر ولیس بعد ہذین الامرین اہانۃ
واما الذمی فانہ لا یجوز ایذاؤہ الا بالاعراض عنہ والتحقیر لہ بالاضطرار الی اضیق الطریق وبترک المفاتحۃ بالسلام
والکلام والکف عن مخالطتہ ومعاملتہ ومؤاکلتہ فاما الانبساط معہ والاسترسال الیہ کما یسترسل الی الاصدقاء فہو مکروہ
کراہۃ شدیدۃ یکاد ینتہی الشدید منہ الی حد التحریم قال اللہ تعالی لا تجد قوما یؤمنون الخ وقال اللہ تعالی
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء الخ وقال علیہ السلام المسلم والمشرک لا تتراءی ناراہما انتہی وانچہ بعض علماء
در فتوای خود منسوب بسید خواندن وآموختن زبان انگریزی کہ زبان سلطان وقت است بقدر فہمیدن
گفتگوی انگریزان وقدرت فہمیدن نوشتۂ ایشان وبقدر قوت کتابت قرطاس متعلقۂ شان کہ لابد
معاش تعلق قوی بآن دارد بغیر آن نقصان مال وعزت است کہ اکثر کار وبار سررشتۂ انگریزان بران
موقوف است کہ انگریزان بغیر انگریزی زبان بتجارت مخاطب نمی‌شوند ودر بارگاہ خود بار نمی‌دہند
یا بہ نیت مقابلۂ قسیسین ودر میان آوردن شان دربارۂ اثبات حقیت دین اسلام جائز ومباح است
جوابش اینکہ اولا این امر اصلا صحیح نیست کہ بغیر دانستن انگریزی نقصان مال وعزت است ہزاران
کس درین بلاد ناآشنائے محض اند از انگریزی وہیچ نقصان مال وعزت شان نیست واین امر ظاہر
وعیان است ومن ادعی فعلیہ البیان ثانیا علی التسلیم احتمال نقصان مال وعزت مجوز اختیار اسباب اختلاط
ومودت بالکفار نمیتواند شد حاطب ابن بلتعہ رضی اللہ تعالی عنہ کہ از اصحاب جلیل القدر ومہاجرین و
اصحاب بدر بودند اہل وعیال شان در مکۂ معظمہ کہ در آن وقت دار الحرب بود وبقبضۂ کفار گرفتار
بودند وصحابی موصوف بتوقع محافظت وعدم تعرض کفار باہل وعیال واموال خود شان رسم مراسلت
مکتوب باہل مکہ نمودہ بودند بحضرت حق ورآیۂ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم
اولیاء الآیۃ منع بلیغ از رسوم مودت وموجبات مودت کفار فرمود پس نقصان مال وعزت بلا احتمال

اتلاف جان ها نماید مجوز اختیار اسباب مروت و ارتباط نمیگردد چنانکه در روی البخاری باسناده عن علی رضی الله
تعالی عنه قال بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم انا والزبیر والمقداد فقال انطلقوا حتی تأتوا روضة خاخ
فان بها ظعینة معها کتاب فخذوه منها فذهبنا تعادی بنا خیلنا حتی اتینا الروضة فاذا نحن بالظعینة فقلنا
اخرجی الکتاب او لتلقین الثیاب فاخرجته من عقاصها فاتینا به النبی صلی الله علیه وسلم فاذا فیه من
حاطب ابن ابی بلتعة الی ناس من المشرکین ممن بمکة یخبرهم ببعض امر النبی علیه السلام فقال النبی صلی الله علیه
وسلم ما هذا یا حاطب قال لا تعجل یا رسول الله انی کنت امرءا من قریش ولم اکن من انفسهم وکان من معک
من المهاجرین لهم قرابات یحمون بها اهلیهم واموالهم بمکة فاحببت اذ فاتنی من النسب فیهم ان اصطنع الیهم
یدا یحمون قرابتی وما فعلت ذلک کفرا ولا ارتدادا عن دینی فقال النبی صلی الله علیه وسلم انه قد صدقکم
فنزلت فیه یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم الآیة انتهی مختصرا وقال فی المدارک تحت قوله
تعالی لا تجد قوما الآیة من الممتنع ان تجد قوما مؤمنین یوادون المشرکین والمراد انه لا ینبغی ان یکون
ذلک وحقه ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغة فی الزجر عن مجانبة اعداء الله ومباعدتهم والاحتراز عن مخالطتهم
ومعاشرتهم وزاد ذلک تاکیدا وتشدیدا بقوله ولو کانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم انتهی وحال نیت
مقابلهٔ پادریین در بیان آنکه اولا تراجم همه کتب مذهبیه انگریزان بزبان اردو وغیره موجود است
رد کنندگان نصاری هیچ احتیاج در اثبات حقیقت اسلام و ادله موجبه الزام بآموختن زبان انگریزی
نشده اند چنانچه رئیس المناظرین نصاری مولوی رحمت الله صاحب مهاجر مکه اکثر کتب در رد این فرقه تصنیف
کرده اند و مناظرها با این فرقه در بلاد هند و بلاد روم فرموده گوی سبقت و اثبات حقیت از میدان مناظره ربوده
اند و از انگریزی حرفی نیاموخته و نشنوده اند و علی التسلیم این نیت از اهل این کار که علما و صلحا و اخیار و
متدینین مناظره و دفع اعتراضات متصور و مفید جواز متصور نشده بلکه از عوام الناس و اطفال که بذریعه خواندن
و آموختن انگریزی دمار است عقائد و طرق ایشان دین و ملت خود در باخته ولکن و الحاد و اهانت اسلام
و اهل اسلام شعار و دثار خود ساخته اند و هو مما لا یخفی علی ذوی الابصار و آنچه میگوید که حکم این حکم صنا
عات است مانند کتابت وغیره کدام حکم از جانب شارع در باب آموختن لسان اقوام وارد است
حاصلش آنکه مراد از علم صناعات که در کلام فقها وارد است صناعات محتاج الیها است که بدون آن
قوام معاش و تمدن صورت نه بندد کما قال فی تبیین المحارم واما فرض الکفایة من العلوم فهو کل علم
لا یستغنی عنه فی قوام امور الدنیا کالطب والحساب واصول الصناعات والفلاحة کالحیاکة والسیاسة
والحجامة انتهی مختصرا پس لسان انگریزی که محتاج الیها قوام امور دنیا اصلا نیست چگونه بحکم صناعات باشد

مائل شود و علی التسلیم اگر از علوم مباحات علمی بسبب مفاسد دینیه و منافی نصوص صریحه کتاب و سنت سبب
باشد و حرمت آن ثابت نمیتوان کرد کما قال فی المنطق والنجوم وغیره قال الامام الغزالی فی الاحیاء
واعلم ان العلم لا یذم لعینه وانما یذم فی حق العباد لاحد اسباب ثلاثة احدها ان یکون مؤدیا الی ضرر ا
اما لصاحبه او لغیره کما یذم علم السحر والطلسمات الثانی ان یکون مضرا لصاحبه فی غالب الامر کعلم النجوم انتہی
مختصرا وقال ایضا اما القسم المذموم قلیله وکثیره وهو ما لا فائدة فیه فی دین ولا دنیا او فیه ضرر یغلب نفعه
کعلم السحر والطلسم والنجوم فبعضه لا فائدة فیه اصلا ومنه ما فیه ضرر یربی علی ما یظن انه یحصل به من قضاء
وطر فی الدنیا فان ذلک لا یعتد به بالاضافة الی الضرر الحاصل منه انتہی وانچه میگوید که کدامی نہی در باب
آموختن لسان اقوام وارد نیست پس بقاعده کلیه الاصل فی الاشیاء الاباحة بر اباحت اصلیه خود باقی ماند
نه حرام نکرده که حرمت آن دلیل قوی باید انتہی جوابش اینکه اگر مرادش از عدم ورود نہی در باب
نہی لذاته است تسلیم نمودیم ولیکن لقائلش نیست چه حرمت را نہی لذاته در کار نیست لما است که تحریم شئ
را باعتبار عوارض میباشد کما مرّ من الاحیاء مثلا زبان قومے از کفار واجب الاحتراز که لذاته آموختن
ممنوع نباشد لیکن بسبب لزوم اختلاط با اهل آن زبان و مناسبت و مودت با آنان که از لوازم
ضروریه آموختن است حکم حرمت آن از کتاب و سنت میتوان کرد و اگر مرادش اینست که نہی مطلقا در باب
وارد نیست پس این امر اصلا صحیح نیست چه نصوص صریحه قرآن شریف و احادیث صحیحه در باب حرمت واسوا
قدر مذکور شد وانچه میگوید که رسول الله صلی الله علیه وسلم از اصحاب خود و کسی را بحبت آموختن
لغات اهل کتاب از یهود و نصاری امر فرموده بودند انتہی جوابش اینکه اولا قائل این کلام از تعریف اهل
سیر این سخن نقل نمود پس قابل اعتماد و اعتماد نیست الم ینقل من ثقة ثبت ثانیا اینکه علی التسلیم آموختن زبان مذکور بنیت
مذکوره یک دو کس را مفید بود و فتح این فرقه باشد بجبت دفع شر دشمنان و این ز بنیت اصلاح عقائد و اعمال
خود بمقتضاے این نقل جائز خواهد بود نه مطلقا لاسیما در صورت برباد رفتن دین و ایمان انگریزی خوانان که از اسباب
صحبت و تعلیم آنان چنانکه مشاهد و معلوم است وانچه میگوید که قاعده فقه است الامور بمقاصدها وقال النبی صلی الله علیه
وسلم انما الاعمال بالنیات یعنی هرگز نیت وقصد نیز باشد و مقاصد آن درست و مشروع باشد و فاعل آن
مثاب گردد انتہی بلا شبهه در کار مباح اگر نیت خیر باشد آن درست و مشروع است نه در ممنوع و حرام و هرگاه
که حرمت خواندن انگریزی بسبب لزوم اختلاط و مناسبت کفار معلوم شد پس خیریت آن اصلا معتبر نیست و نه بجمیع
الاحوال آن که در آنست درجی آن ممنوع نیست اهل اسلام را حق سبحانه توفیق دهاد که پرستش انگریزان و عادات
شیطانی متکبر کفیل حال شده والله سبحانه الموفق وفی هذا القدر کفایة لاهل الدیانة والله ولی التوفیق

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ بالصواب ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اچھے فعلوں پر قسمیں کھائیں اور توڑیں اور ان قسموں کی تعداد اپنی شمار یاد نہیں تو پس ان قسموں کا بسبب نیاس اپنے کے جدا جدا کفارہ دے یا ان کل قسموں کا ایک کفارہ دے گا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایک کفارہ دینے سے سب قسموں کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ قال فی رد المحتار و فی البغیۃ کفارات الایمان اذا کثرت تداخلت ویخرج بالکفارۃ الواحدۃ عن عہدۃ الجمیع وقال شہاب الائمۃ ہذا قول محمد قال صاحب الاصل ہو المختار عندی مقدسی ومثلہ فی القہستانی عن المنیۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ
الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چون احتساب عبارت از امر معروف ونہی منکر فرض کفایہ است۔ علم از اعرف معروفات وجہل از انکر منکرات کاذاست فقہائی ملت بیضائی اسلام احکام احتسابیہ علماء ومعیدین درس متعلمین در صورت ارتکاب این منکر واجتناب ازین امر چہ نوشتہ اند وکدام تعزیر معین ومقرر فرمودہ وتبیین وتفصیل این مطالب کجا نمودہ اند وصل بکمل براعات قواعد احتسابیہ نگارند وسائل این مسائل را ممنون ومشکور خود انگارند واگر تواند تشریح دہند کہ آیا در عہدی از عوام وایام سلاطین وحکام اسلام بریں ہنجار وگفتار وکردار خواص وعوام بودہ وکدامی خلیفہ وامام التزام واہتمام واستلزام آن نمودہ یا خیر ہمیں مصداق مسلمانی درکتاب وسلمانان درگور بودہ است ولہٰذا بادہ دعای حق وزیادہ فقط خاکپائے ارباب علوم اصحاب فہوم ملا عبد القیوم ڈپٹی کلکٹر انعام صوبہ جنوبی حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن وحوادث الزمن ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

الحمد للہ سائل منولیہ کہ فقہائے ملت بیضائی اسلام احکام احتسابیہ علماء ومعیدین درس متعلمین در صورت ارتکاب این منکر واجتناب ازین امر چہ نوشتہ اند وکدام تعزیر معین فرمودہ اند مالش اینکہ اگر مراد سائل ازین کلام آنست کہ فرقہ علماء ومتعلمین اگر ترک احتساب معروف کنند واین ترک امر معروف کہ منکر است ارتکاب نمایند تعزیر ہست یا نہ اگر ہست بس چہ حیثیت جوابش اینکہ بلاشبہ احتساب جملہ فروض کفایہ است وانا احکام فرض کفایہ آنست کہ اگر بعض مکلفین ادا نمایند

از دیگراں ساقط شود و اگر ہمہ ترک کنند ہمہ آثم شوند و مراتب احتساب و تفصیل احادیث صحیحہ وارد آمدہ و چند است
و منشرا ما شرائط و موانع کثیرہ است . روی مسلم فی صحیحہ عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رأی
منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان انتہی پس معلوم شد کہ ہمہ مسلمانان باوجود اجتماع شرائط
و دفع موانع مرتبہ از مراتب احتساب کہ یکی نا فرض بود ترک نمایند آثم خواہند شد و علم این ترک مخصوص باز قبیل طاقت
عدیہ است چہ اولا احوال ہمہ مسلمانان معلوم نمی توانند شد ثانیا حکم بتحقیق ہمہ شرائط آن و ارتفاع موانع ہمہ و شرائط آن حکم بر
آن مرتبہ مخصوص کہ تعلیب است چگونہ کردہ شود بالجملہ بر تقدیر ارتکاب این منکر و بودن معصیت بتحقیق شرائط احتساب
وش فقط حکم تعزیر کہ آن مفوض برائے حاکم است و ضمن کلیہ تعزیر ذکر بودہ اند قال فی الدر المختار و عزر مرتکب کل منکر و
موذی کل مسلم بغیر حق بقول او فعل انتہی و اگر مراد سائل آنست کہ علم کہ از علوم مروجہ است و بعض کلمات کفریات است اگر
علماء و مصلحین از ارتکاب این منکر نمایند یعنی حیل اختیار کنند پس در حق اینہا الکلام المشار بہ چیست پس جواب آنکہ از کلیہ حکم
فقہا عزر مرتکب منکر الخ تعزیر او بودنش منکر ظاہر است و در زمانہ سلاطین سلف ضبط احکام احتساب شدہ است چنانچہ
ملا ضیاء الدین سنامی در زمانہ سلاطین تغلقیہ محتسب بودند کتابی در غایت متانت و خوبی مسمی بہ نصاب الاحتساب
تصنیف کردہ اند و ہمچنین در زمانہ سلطان عالمگیر و غیرہ محتسبین بودہ اند و تفصیل این ہا در کتب تواریخ سلاطین معلوم تواند
شد و توضیح این مراتب در کتب امام غزالی مثل احیاء العلوم و کیمیاء سعادت و شرح عین العلم للملا علی القاری و ما سوای
آن موجود است فقط واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم -

السید المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ المجیب صحیح محمد عبد الغفار خان عفی

سوال - چہ میفرمایند علمای حضرت اندریں مسئلہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ مجتہد بودند یا نہ و در محاربہ تیکہ
از و شان با حضرت علی کرم اللہ وجہہ واقع شد خطائے اجتہادی بود یا چہ و در این باب عقیدہ ما نجانب دیگر بزرگان
آنحضرت و تحقیق حضرت ایشان چیست فقط بینوا توجروا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی از محمد ارشاد حسین عفی عنہ بمطالعہ مخلصی مولوی محمد اللہ خان ختم اللہ بحسن
الرضا بعد از دعا و سلام مسنون مطالعہ نمایند رقیمہ شما رسیدہ کاشف سند و جستہ اید کہ اختلاف اقوال در مذہب کتب
حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ از تو شنیدہ باشی آنکہ موافق مذہب جمہور اہل سنت و جماعت ہمین است کہ حضرت معاویہ
رضی اللہ تعالی عنہ مجتہد بودند و در منازعات و محاربات شان با حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی
عنہ کہ از و شان خطائے اجتہادی واقع شد موافق ہمین است عقیدہ فقیر و دیگر بزرگان فقیر و برائے تحقیق
آن مبلغے در کلامست مختصر آنکہ شیخ ابن حجر مکی در صواعق محرقہ میفرمایند اعلم ان الذی اجمع علیہ اہل السنۃ

والجماعة انه يجب على كل احد تزكية جميع الصحابة باثبات العدالة والكف عن الطعن فيهم والثناء عليهم انتهى مختصرا وقال ايضا ان
الصحابة افضل من جميع الخلائق بعدهم وهذا مذهب كافة العلماء من يعتمد على قوله ولم يخالف فيه الا شذوذ من المبتدعة
وقد قال امام عصره ابو زرعة الرازي وهو من اجل شيوخ مسلم اذا رايت الرجل ينتقص احدا من اصحاب الرسول صلى الله عليه
وسلم فاعلم انه زنديق وسئل عبد الله بن المبارك وناهيك به جلالة وعلما ايهما افضل معاوية او عمر بن عبد العزيز فقال
الغبار الذي دخل انف فرس معاوية مع رسول الله صلى الله عليه وسلم خير من عمر ابن عبد العزيز كذا وكذا مرة ومن اعتقاد اهل السنة
والجماعة ايضا ان معاوية رضي الله تعالى عنه لم يكن في ايام علي خليفة وانما كان من الملوك وغاية اجتهاده انه كان له اجر واحد على
اجتهاده واما علي فكان له اجران اجر على اجتهاده واجر على اصابته بل عشرة اجور انتهى مختصرا وقال ايضا فالحق ثبوت الخلافة وانه بعد ذلك لمعا[وية]
حنيفة يعني بعد تسليم الامام الحسن رضي الله تعالى عنه الخلافة وانه بعد تلك خلافة حق وهو امام صدق كيف وقد
اخرج الترمذي وحسنه عن عبد الرحمن بن عميرة الصحابي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لمعاوية اللهم اجعله هاديا
مهديا واخرج احمد في مسنده عن العرباض بن سارية سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اللهم علم معاوية الكتاب
والحساب وقه العذاب واخرج ابن ابي شيبة في المصنف والطبراني عن عبد الملك بن عمير قال قال معاوية ما زلت
اطمع في الخلافة منذ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاوية اذا ملكت فاحسن فتامل في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم
في الحديث الاول بان الله يجعله هاديا مهديا والحديث كما علمت حسن فهو مما يحتج به على فضل معاوية وانه لا ذم يلحقه بتلك
الحروب لما علمت انها كانت مبنية على اجتهاده وانه لم يكن له الا اجر واحد لان المجتهد اذا اخطا لا ملام عليه ولا ذم
يلحقه بسبب ذلك لانه معذور انتهى مختصرا فقط والله سبحانه اعلم۔

العبد المجيب محمد ارشاد حسين عفي عنه   الجواب صحيح محمد سعید خان

مخدوم مطاع مواسات فضائلہم۔ پس از ادائے مراسم تحیت و تسلیم گزارش ہے کہ ان عالی کو معلوم ہوگا کہ بہت جد وجہد
سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں جس کیلئے میں نے بہت سے مواد تاریخی فراہم کیا
اس وقت جو چیز زیر تحریر ہے وہ اُن کے فتاوے ہیں اثنائے بیان میں اُن کے چند فتاوے مذکور ہیں لیکن دو کا
مجھکو خلجان پیدا ہوا اس لئے ان کو عرض کرتا ہوں کہ تشفی فرمائی جاوے اصل عبارت لکھکر شبہ لکھتا ہوں قال
ابو حنيفة يا ابا الخطاب ما تقول في رجل غاب عن اهله اعواما ونعي اليها فاعتدت امراته اذ سمعت فتزوجت ثم قدم زو[جها]
الاول وقد ولدت ولدا فنفاه الاول وادعاه الثاني افكل واحد منهما قذفها ام الذي انكره فقط الجواب فيما امر یہ
شبہ یہ ہے کہ دونوں زوجوں میں کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کے کیا معنے باقی یہ امر کہ ملاعنت
کے ادعا و انکار سے ضمناً قذف لازم آتا ہے۔ اس پر دو سوال ہیں (۱) کیا ایسی دلالت التزامی سے قذف کا
جرم قائم ہو سکتا ہے (۲) وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو کیا واقعیت کا انصہ قذف ہے

داخل ہے ایسا تفصیلی جواب عنایت ہو جو اصل مسئلہ کو حل کر دے اور امام صاحب کے اس سوال کی حقیقت کھولدی
دوسرا فتوی یہ لکھا ہے کہ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص پر سانپ آگرا اُس نے دوسرے پر پھینک یا
اسیطرح تین چار آدمی تک نوبت پہنچی آخیر میں اس نے ایک شخص کو کاٹ لیا اور وہ مرگیا۔ امام صاحب نے
فتوی دیا کہ اگر گرنے کے ساتھ سانپ نے کاٹا تو اخیر پھینکنے والے پر دیت لازم آ ئے گی اور اگر وقفہ ہوا تو
کسی پر نہیں۔ اسپر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص نے پھینکا ہے اس کا اضطراری فعل تھا اس اضطراری فعل
وہ کیوں ماخوذ ہوا فقہ میں اس کے متعلق کیا امر قرار دیا ہے جواب جلد تر مرحمت ہو ورنہ بیرا حراج ہوگا فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی از محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ مولوی صاحب محبی و مخلصی مولوی محمد شبلی صاحب وفقہم
اللہ سبحانہ الرضا ئہ پس از سلام مسنون مطالعہ نامہ فقیر کردہ بورود مسرو و باعث مسرت و کاشف مندرجہ شد حال
الکم زعیمہا ئے فقیر آں مخلص را معلوم است پس بقدر ضرورت جواب ورفع اشتباہ کلمہ چند نوشتم وتفصیل آں بعد
ملاقات وحصول فرصت موقوف است۔ یہ شبہ جو کیا کہ صورت مذکورہ میں دونوں زوجوں
میں سے کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کے کیا معنی اس کا جواب یہ ہے کہ تحقق قذف میں صراحتاً
لفظ زانیہ کہنا نہیں لازم ہے بلکہ جو لفظ ایسا ہو کہ اس سے مقذوف پر تہمت زنا وارد ہو وہ شرعاً قذف صحیح
ہے قال فی تفسیر روح البیان والقذف بالزنا ان یقول العاقل المحصنۃ یا زانیۃ یا ابن الزانی یا ابن الزانیۃ
یا ولد الزنا او لست لابیک یا ابن فلان انتہی وقال فی الدر المختار و یحد قاذف المسلم البالغ العاقل العفیف
بصریح الزنا وبقولہ زنأت فی الجبل او لست لابیک او لست یا ابن فلان لابیہ المعروف با انتہی او وجب پہلے
واضح ہوا کہ انکار ولدیت والد معروف سے قذف متحقق ہو جاتا ہے کہ قال لست یا ابن فلان پس یہ کہنا کہ ولدیت
کے انکار سے ضمناً قذف ہوتا ہے صحیح نہوا بلکہ انکار ولدیت صراحتہً مثل الزنا قذف ہے پس سوال اول
مندفع ہوا اس لئے کہ یہ دلالت التزامی نہیں ہے بلکہ موافق وضع شرعی کے دلالت مطابقی ہے اور حکم
قذف اُس سے ثابت اور وہ جو سوال ثانی میں کہا وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں جواب ان کا
یہ ہے کہ وہ عورت زانیہ نہیں ہوئی بلکہ موطوءہ بالشبہ ہوئی اور موطوءہ بالشبہ شرعاً زانیہ نہیں
ہوتی قال فی رد المحتار ان الزنی فی اللغۃ والشرع واحد وہو وطء الرجل المرأۃ فی القبل فی غیر الملک وشبہہ
انتہی اور تحقق شبہۂ ملک کا اس محل میں بسبب تحقق نکاح ثانی کے بعد سننے خبر انتقال شوہر اول کے
ظاہر ہے وقال فی الہدایۃ من تزوج امرأۃ لا یحل لہ نکاحہا فوطئہا لا یجب علیہ الحد عند ابی حنیفۃ لکن یوجع
عقوبۃ اذا کان علم بذلک انتہی اور جب وہ عورت زانیہ نہ ہوئی تو عفیفہ ہوئی پس نفی ولدیت سے

نادر و نایاب کتب شائع کرنے کا شرف حاصل کرنے والا

ادارہ دار العلوم عباسیہ بارویہ طاہر آباد ضلع لیہ

پر ایک نظر دار العلوم عباسیہ بارویہ کا سنگ بنیاد 20 جون 1996 کو پیر طریقت پیر احمد حسن صاحب حسنی مجددی سواگ شریف نے رکھا اس دار العلوم کی سرپرستی پیر طریقت ولی کامل خواجہ الحاج فقیر محمد الباروی نقشبندی مجددی بارو شریف فرما رہے ہیں۔ اس کی نگرانی میرے والد محترم صوفی فتح شیر قادری فرما رہے ہیں۔

دار العلوم ریگستان کے پسماندہ علاقہ طاہر آباد واقع جہاں بنیادی سہولتیں موجود نہیں ہے اس کے باوجود ادارہ میں کافی تعداد میں طلباء دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اب ادارے فیصلہ کیا ہے جو نادر و نایاب کتابیں ہیں ان کو شائع کیا جائے تو سب سے پہلے کتاب عمدہ المحققین سراج الفقہاء حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین احمدی مجددی نقشبندی رام پوری کا۔

فتاویٰ ارشادیہ حصہ اول

شائع کیا ہے اور فتاویٰ ارشادیہ حصہ دوئم عنقریب شائع کر دیا جائے گا۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں دین و دنیا میں کامیاب فرمائے۔

الحمد للہ کافی نایاب کتابیں مل چکی ہیں

جو کہ وسائل کی کمی کے پیش نظر شائع نہیں ہوئیں

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے نایاب تحفے شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین

غلام عباس باروی نقشبندی مجددی

خادم دار العلوم ھذا

تہمت زنا اس پر قائم ہوئی اور قذف اُس کے حق میں متحقق اور نسب اس ولد کا شوہر اول سے ثابت ہے
قال فی العالمگیری غاب عن زوجتہ ولمی الیہا زوجہا فاعتدت وتزوجت باٰخر فولدت عند الامام للاول لنفاہ
الاول اوادعاہ اوادعاہ الثانی اونفاہ لاقل من ستۃ اشہر اواکثر من سنتین وللزوج الثانی ان یدفع الزکوٰۃ الیہم
وتقبل شہادتہم لہ کذا فی الوجیز للکردری انتہی اس سبب سے توہم اس کا پیدا ہوا کہ زوج ثانی نے دعوت ولد کر کے
اُس پر تہمت زنا لگائی اس لئے کہ فی الواقع وہ عورت بحکم شرع زوجہ ہے شوہر اول کی اور نسب ولد کا بھی
اس سے ثابت ہو پس دعوت زوج ثانی کا یہ مفاد ہے کہ میں نے اس سے زنا کیا اب واضح ہوا کہ احتمال
قذف محصنہ کا دونوں شوہروں کی جانب سے ساتھ نفی ولد کے اول سے اور ساتھ دعوت ولد کے ثانی
سے قائم ہے پس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے امتحان قتادہ کے دعوی فقاہت میں یہ سوال کیا
یعنی قتادہ اگر احدہما کو قاذف قرار دینگے تو وجہ تحقق قذف کی جانب ثانی سے پیش کی جائے گی اور اگر دونوں
کو قاذف ٹھہرا دینگے تو دلیل صوری نفی قذف کی کہ وہ صورت تحقق زنا سے ظاہر کیجائے گی اور اگر کسیکو قاذف
نہ کہیں گے تو دلیل تحقق قذف ہر ایک کی گزاری جائے گی اس صورت میں دعوے فقہ شناسی کا صدق یا کذب
واضح ہو جائے گا اور جواب سوال ثانی کا یہ ہے کہ اول تو پھینکنے والا صاحب کا پھینکنے میں اور جلیس کے مضطر
نہیں ہو ممکن تھا کہ علیحدہ جلیس سے پھینکتا پس پھینکنا جلیس پر باختیار ہوا اور علی التسلیم لزوم دیت میں فعل اختیاری
شرط نہیں ہو البتہ قصاص میں اختیار اور عمد شرط ہے اسیواسطے قتل شبہ اور خطا میں مثلاً سوتے میں کسی نے
کروٹ لی یا گر گیا اور اس سے کوئی شخص دبکر مر گیا تو دیت دینا لازم آئے گا یہاں فعل اختیاری کہاں ہے
بالجملہ دیت کہ ضمان بالمال ہے اسمیں اختیار شرط نہیں ہے وہو ما لا یخفی علی الماہرین فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان عفی عنہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھانا نیاز حاضری حضرت عباس جو کہ اکثر محرم میں کھانا
جائز ہے یا نہیں جو کہ بر چوشربت وغیرہ نیاز ہوتا ہے اس کا کھانا کیسا ہے فقط یہ جو دستور ہے کہ شب ہفتم یا نہم
کو جبکہ تعزیہ چوکی پر رکھا جاتا ہے تو اس کے سامنے ایک برتن میں حلوا بنا کر کے تمام شب تعزیہ کے نیچے رکھا
رہتا ہے اور دہم محرم کو جب تعزیہ مدفون ہونے کو جانے لگتا ہے وہ حلوا جو تھا کہ معتقدین اُس کے تبرکا
تقسیم کرتے ہیں اور کسی بچے کو نہ کھانے دیتے ہیں اور نہ چھونے دیں کھانا اس حلوے کا شرعا کیسا ہے
فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

کھانا فاتحہ کا جس کو حاضری حضرت عباس کی کہتے ہیں اور محرم میں ہوتی ہے شرعا اس میں کچھ قباحت نہیں ہے

اس لئے کہ مقصود اس سے یہ ہے کہ کھانا لوجہ اللہ تعالیٰ محتاجین کو دے کر ثواب اس کا روح پرفتوح حضرت عباسؓ کو پہونچا دیں پس اس قدر میں کچھ ممانعت شرعی نہیں یہ فعل بھی جائز اور وہ کھانا بھی حلال ہے اسی طرح حلوا شربت وغیرہ کا یعنی اگر خالصاً لوجہ اللہ تعالیٰ تقسیم کر کے ثواب اس کا روح پرفتوح حضرت سید الشہداء کو پہونچا دیں تو اس میں مضائقہ نہیں لیکن اگر اس میں تقرب بطرف تعزیہ کے کریں گے تو حرام ہوگا اور وہ حلوا شب دہم محرم کو بھی تعزیہ کے نام شب رکھکر فجر کو اس کو تبرک کر کے کھاتے ہیں یہ فعل بھی حرام اور کھانا بھی حرام اس لئے کہ ظاہر اس میں تقرب ہے طرف تعزیہ کے اور اس کو موجب تبرک سمجھنا دونوں امر حرام ہیں اور وہ کھانا یا حلوا بھی حرام ہے قال فی الدر المختار واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام ما لم یقصدوا صرفہا لفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک ولا سیما فی ہذہ الاعصار وقد بسطہ العلامۃ قاسم فی شرح درر البحار انتہی وکذا فی رد المحتار مع زیادۃ بسط۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی الحنفی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ میفرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسائل مفصلۂ ذیل مسئلہ اول یعنی در کتابی نوشتہ است کہ در حدیث شریف آمدہ کہ آنچہ زیورہا کہ بوقت رفتن زنان یا جانوران خورد باشند یا کلان آواز میدہند اگر بجانہ پوشیدہ باشند یا فقط نہادہ فرشتہائے رحمت بخانۂ مذکور نمی آیند تا وقتیکہ بہیئت دیگر نکنند کہ بوقت رفتن آواز نہ دہند یا بیرون خانہ نبرند بلکہ بمقامہائیکہ مع زیورہائے میروند در آن مقام ہم ہمین امرہا پیدا میکنند ہمچنین بوقت در آمدن سگ بالمرے آن بخانہ نیز تا وقتیکہ بیرون نروند فرشتہائے رحمت نیز نیایند ونیز مسطور است کہ تصویرہائے جاندار برائے زینت یا غیر آن اگر در خانہ باشند کہ بنظر غائب باشند تا وقتیکہ شکستہ یا دریدہ شوند یا بیرون خانہ برند فرشتہائے رحمت ہرگز نیایند آیا این اقوال مذکورہ بالا صحیح ہستند یا غلط شرح بیان فرمایند کہ اجر خواہد شد فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ در باب اشیاء مذکورہ یعنی جرس وسگ وتصویر جاندار در احادیث وارد است کہ فرشتہائے آن در جائیکہ این چیزہا می باشد داخل نمی شوند چنانچہ بروایت صحیح ابوداؤد وارد است سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ جرس انتہی وبروایت بخاری ومسلم وارد است قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر انتہی وشارحین بخاری وغیرہ مے نویسند کہ مراد از ملائکہ سوائے حافظین ہستند یعنی ملائکہ حافظین بشہادت احادیث دیگر بلا تامل داخل میشوند البتہ سوائے ملائکہ حافظین بحکم این احادیث در خانہائے مذکورہ داخل نمیشوند واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار

تمنا رہ فقیر میرا یا تفصیر کہ حرمت ان زیورات کی اس حدیث مذکور سے ثابت نہیں نص قطعی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ دلالت ثابت ہے کہ اسی وجہ سے جواب میں ذکر زیورات کا نہیں کیا فقط عبد الغفار

سوال ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک طبیب خاندانی سالہا سال سے ایک شہر میں علاج بیماران شہر اور اُس کے متعلقات کا کرتا ہے اور قدیم الایام سے یہ رسم جاری ہے کہ جو کوئی بیمار اپنے مکان پر واسطے معائنہ مریض کے بلاتا ہے یا بعض وقت میں خود آکر اُس طبیب کو بطیب خاطر اپنے نقد یا جنس حسب حیثیت اپنی نذر کرتا ہے وہ طبیب اُسکو قبول کر لیتا ہے فی الحال یہ طبیب اُسی شہر میں سرکار انگریزی کی جانب سے واسطے علاج بیماران شہر و دیہات کے مقرر ہوا اور تنخواہ اُسکی متعین ہوئی اور حاکم کی طرف سے یہ امر ہوا کہ فیس کسی قسم کی نہ لیجائے اور حال یہ ہے کہ فیس ایک تعداد مقررہ کا نام ہے کہ جو بالجبر لیجا وے اگر کوئی شخص اُسکے دینے سے انکار کرے تو لینے والا فیس کا حاکم وقت کے یہاں نالش کر کے لے سکتا ہے پس اس صورت میں طبیب حسب عادت قدیم اپنی اہل اپنے شہر والوں کے نقد یا جنس بیماران سے بغیر اپنی استدعا کے لیوے تو شرعاً درست ہے یا نہیں یا یہ لینا اُس کا داخل رشوت ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں طبیب مذکور کو لینا اُس شئے کا جو مریض اپنی طیب خاطر سے بغیر استدعا اور تعیین اور شرط کے دیتا ہے جائز ہے اور وہ شئے مصداق فیس کا جو سوال میں کیفیت اُس کی مرقوم ہے نہیں ہے کیونکہ واسطے فیس موافق تفسیر مذکور کے بمعنے اجرت کے ہے و ہو ما یستحق علی عمل الخیر کذا فی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقہ اور چونکہ اجرت شئے مستحق کو کہتے ہیں پس مطالبہ اُس کا عند الحاکم ہو سکتا ہے اور فیس کا بھی یہی حال ہے اور وہ شئے جو مریض بطیب خاطر اپنی طرف سے بغیر استدعا اور تعیین اور شرط کرنے طبیب کے دیتا ہے نہ وہ مشروط ہے نہ متعین نہ معروف نہ مطالبہ اُس کا عند الحاکم ہو سکے پس وہ داخل فیس اور اجرت میں نہیں ہے اور ممانعت حاکم اخذ فیس سے اُسکو شامل نہیں ہے اس سبب سے لینا اُس شئے کا جو کسی کو بعد کرانے امور ممنوع شرعیہ مثل گانے یا ناچنے یا نوحہ وغیرہ کے بلا شرط اور بلا عرف دیجانے جائز ہے قال فی الدر المختار لا تصح الاجارۃ لعسب التیس و ہو نزوہ علی الاناث ولا لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاہی ولو اخذ بلا شرط یباح انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گروہ روافض آذان میں اور خارج آذان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں خلیفۃ بلا فصل کہتے ہیں نعوذ باللہ من قولہم) اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ کلمہ تبرا ہے یا نہیں اور اس کا سننا اُنکو مثل تبرے سننے کے ہے یا نہیں اور جو شخص سنے اس کو اور اپنے معتقد لیکر اُس کے روکنے میں کوشش نہ کرے تو وہ گنہگار

ہوگا یا نہیں اور جو اس کے رد کرنے میں کوشش بلیغ بذمہ کرے اس کیلئے ثواب عظیم ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ لفظ مذکور تبرا ہے اور مشعر ہے نفی استحقاق خلافت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اور ایسی کلمات کا سننا
اہل سنت والجماعۃ نصرہم اللہ سبحانہ وکثرہم کو مثل سننے تبرا ہی کے ہے اور اگر سننے والے اہل سنت والجماعۃ
اس کلمہ سے اغماض کر کے درگذر کریں تو گنہگار ہونگے بصورت رد کرنے کے ماجور فقط واللہ سبحانہ اعلم
وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین در باب پڑھنے والے ختم غوثیہ کے جس میں یا شیخ عبد القادر جیلانی
شیئاً للہ پڑھا جاتا ہے آیا پڑھنے والا اس کا کافر و مرتد ہے یا مسلم بینوا توجروا فقط؟

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ختم غوثیہ کی ماہیت نہیں معلوم کہ اس میں کیا پڑھا جاتا ہے بعد معلوم ہونے کے اس میں کلام کیا
جائے گا البتہ جملہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے پڑھنے والے کو مطلقاً کافر نہیں کہہ سکتے اگرچہ بانضمام
نیت فاسدہ خوانندہ کے احتمال کفر کا بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ احتمال کفر راجع طرف نیت فاسدہ کے ہے نہ
طرف جملہ مذکورہ کے تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر اس ندا کرنے میں نیت قائل یہ ہے کہ حضرت غوث
الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر و ناظر ہیں اور میرے پکارنے کو ہر جگہ سنتے ہیں ہر حال اور ہر
محل میں استقلالاً بغیر سنا دینے حق تعالیٰ کے تو بلاشبہ یہ عقیدہ شرک ہے اور موجب کفر لیکن اہل اسلام
سے ایسا عقیدہ نہایت مستبعد ہے اور اگر استقلال نیت میں نہیں ہے بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ جب حق تعالیٰ
ان کو سنا دیتا ہے تو سنتے ہیں یا کچھ نیت میں نہیں ہے فقط الفاظ مذکورہ بطور عمل کے یا بقصد تبرک کے
پڑھتا ہے تو اس میں کچھ قباحت نہیں لیکن ترک اس کا اولیٰ ہے اسیطرح حال ہے شیئاً للہ کا اگر اس کو
بایں معنے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے کوئی چیز عطا کرو تو یہ معنے فاسد ہیں کہ اس میں توہم حق تعالیٰ
کے محتاج ہونیکا پیدا ہوتا ہے اور اگر مقصود یہ ہے کہ بسبب اکرام الٰہی کے کچھ دو تو یہ معنے صحیح ہیں
ورد میں کسیطرح کی ممانعت نہیں اور بلا قصد و لحاظ معنے فاسد و صحیح بطور عمل و تبرک کے بھی جائز ہے
لیکن ترک اولیٰ ہے بہرحال حکم کفر کا بمجرد پڑھنے ان کلمات کے خلاف حق ہے قال في الدر المختار نقلا عن
شرح الوہبانیۃ کذا شیئاً للہ قیل بکفرہ انتہی قال علیہ في رد المحتار لعل وجہہ انہ طلب شیئاً للہ لعالی واللہ
تعالیٰ غنی عن کل شیء والکل مفتقر ومحتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت اطلب

شیئا اکرام اللہ تعالیٰ انتہی شرح الوہبانیۃ قلت فینبغی ان یجب التباعد عن ہذہ العبارۃ وقد مران ما فیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح لکن ہذا الحاں لایدری ما یقول اما ان قصد فالظاہر انہ لاباس بہ انتہی واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہٗ اتم۔ العبد المجیب ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

الجواب ہو الصواب محمد گوہر علی۔

سوال حامداً ومصلیاً بآں کہ تعالیٰ الحمد آنجناب درباب گز شرعی ارقام فرمودہ بودند کہ دو شبر در عمامہ شرعی گز شرعی کہ دو شبر میباشد مقبول است معلوم نیست کہ شبر از خنصر تا ابہام معتبر است یا با انگشت دیگر و نیز بہ جائیکہ شبر کدام معتبر است چرا کسی شبہ دراز میباشد و کسی خورد بہ تصریح مرقوم فرمایند کہ اجر خواہد شد فقط

الجواب

شبر از خنصر تا ابہام است و شبر ہر یک مانند تر منظ گردد خواہد شد یعنی شبر شخص متوسط القامۃ متوسط الید معتبر خواہد شد قال فی مجمع البحرین الشبر بالکسر ہو مساحۃ ما بین فی الخنصر والابہام بالتفریج الیسار انتہی وقال فی الدر المختار ذراع الکرباس سبع قبضات فقط وقال شارحہ الشامی والمراد بالقبضۃ اربع اصابع مضمومۃ ہو قریب من ذراع الید لانہ ست قبضات بشیٔ وذلک شبران انتہی فقط واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہٗ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال الحمد آنجناب قبل ازیں یک استفتائی بوقت ملاقات برادری وغیرہ بہ تجمل وہیئت ووقار تزئین بودن وملاقات کردن مسنونیت قلمی فرمودہ ازیں عبارت بہ مردان اختلاف ہمین گردید یعنی بعضی میگویند کہ مراد بہ تجمل وبہیئت ووقار ازان خواہد بود کہ لباسے کہ بوقت خواندن نماز می پوشند ہمان ہیئت شریک بودن با سر مذکور نہ اینکہ لباس دیگر از نماز بہتر با اعتبار قیمت یا وضع یا سفیدی یا وجاہت وغیرہ اگرچہ مسنون مثل حقہ وغیرہ باشد و بعضے میگویند کہ مراد بہ تجمل وبہیئت ووقار ہمین است کہ بوقت شرکت امر مذکور لباس دیگر بہتر با اعتبار مذکورہ پوشیدن آیا ازیں ہر دو اقوال مذکورہ کدام صحیح است وکدام غیر صحیح قلمی فرمایند فقط بینوا توجروا۔

الجواب

لباس تجمل کہ مفید ہیئت ووقار است شاید آں نیست کہ در نماز ہمچنین باشد بلکہ عام است ازینکہ در نماز ہم ایں چنیں باشد یا نباشد قال فی الکشف اعلم ان الکسوۃ منہا فرض وہو ما یستر العورۃ ویدفع الحر والبرد والاولیٰ کونہ من القطن او الکتان او الصوف علی وفاق السنۃ ومستحب وہو الزائد لاخذ الزینۃ واظہار نعمۃ اللہ تعالیٰ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہٖ انتہی فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ؎

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر پر بموجب کتب اصول مجتہد مقید کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں بینوا توجروا؟

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت امام ابن الہمام رضی اللہ تعالے عنہ مرتبہ مجتہد مقید کا رکھتے ہیں اور تعریف مجتہد مقید کی اُنپر صادق آتی ہے قال المحقق الشامی وقدمنا غیر مرۃ ان الکمال من اہل الترجیح کما افادہ فی قضاء البحر بل صرح بعض معاصریہ بانہ من اہل الاجتہاد ولاسیما وقد اقرہ علی ذلک فی البحر والنہر والمنح وبعض المقدسی وانکار وہم اعیان المتأخرین انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل مفصلہ ذیل میں بینوا بسند الکتاب مسئلہ اول زید نے بکر کو حالت تکرار اور غصہ میں کافر کہا اور بکر نے جو ذی علم اور واقف مسائل ضروریہ فقہ متعلقہ ارتداد واسلام سے ہے اس کو اس قول مذکور پر جنگ وجدال نہیں کیا بلکہ بنظر دفع فساد خصومت وعناد کے یہ جواب دیا کہ اگر ہم کافر ہیں تو تمہاری بلا سے کافر ہیں تم اپنا کام دیکھو جو امر پیش ہے اُس کو طے کرو یا یہ کہ بکر نے زید کے قول پر صرف سکوت کیا کوئی جھگڑا اور لڑائی نہیں کی یا یہ کہا ہم کافر ہی سہی تم زیادہ قصہ نکرو اور جس کام کو آئے ہو اس کام کو انجام دیو خواہ کوئی دوسرا قول ایسا بکر نے کہا جس کے سبب سے رفع خصومت ہو دے اور کافر کہنے کے قصے سے لڑائی نہ بڑھنے پاوے ایسی حالتوں میں بکر کا یہ اعراض عن الخصومۃ موجب تسلیم کفر کا اوس کے سمجھا جاوے گا اور بکر کا یہ قول خواہ قول مذکور موجبات کفر سے ہو گا اور اس پر فتوے کفر کا ہو گا یا ایسی صورت اصلا ارتداد کی نہیں ہو سکتی اور اگر یہ سکوت بکر کا اور مفہوم ہونا رضا بکر کا اس تکفیر پر موجبات ارتداد سے ہی سمجھا جاوے تب بھی باوصف اس کے بمقتضائے عبارات مفصلہ ذیل تاویل احسن اوس کی کر کے تکفیر کرنا لازم نہیں یا کیا قال فی الاشباہ والکفر شیٔ عظیم فلا اجعل المؤمن کافرا متی وجدت روایۃ انہ لا یکفر انتہی وقال الحموی وقولہ متی وجدت روایۃ انہ لا یکفر اے ینبغی ذلک ان لم یکن ارتد کما فی شرح المصنف شرح علی الکنز قول رکانت تلک الروایۃ بغیر اہل مذہبنا وتدل علی اشتراط کون ما یوجب الکفر مجمعا علیہ الی قولہ وقد الزمت نفسی ان لا اسرع فی شیٔ منہا وقال الحموی والعبا فی مقام آخر فقالت کنت ظننت ان اللہ تعالی فی السماء کفرت یعنی انکانت تعلم لکنا قولا ہذا کفر والا فلا یصح الشیٔ الا لکفر لانہ لجہل عندی فی باب المکفرات وانکانت العامۃ علی التکفیر انتہی وقال

الطحاوی فی کتاب الطہارۃ قالوا لو وجد تسعون روایۃ تتفقہ علی تکفیر المومن ورد وایۃ واحدۃ لعدمہ یاخذ المفتی والقاضی
بہا دون غیرہا قال فی شرح العقائد النسفی ومن قواعد اہل السنۃ والجماعۃ ان لا یکفر احد من اہل القبلۃ بہ
کیف مسئلہ میں دو سوال ہیں اول یہ صورت مذکورہ بالا موجبات ارتداد و کفر سے ہے یا نہیں دوم فتوے
بکفر دینا چاہئیے یا نہیں مسئلہ دوم جس حالت میں بکر مذکور الصدر سے کوئی نص اور قول دوسرا موجب ارتداد
صادر نہیں ہوا ہے اور بکر ضروریات دین پر قائم ہے اور حسب روایات بالا اسلام اس کا ثابت اور متحقق
متصور رہے تب صرف بوجہ قصہ مذکورہ کے بکر کی تکفیر اور دیانت و حقیقت کی موجب کفر تکفیر کرنیوالا ہوگا یا
نہیں اور جس شخص نے بکر کی خصومت کی بر بنیاد تحفہ مندرجہ مسئلہ اولی کے کافر کہتا ہے اور تکفیر مسلم کا
طرف تکفیر کے عود کرے گا یا نہیں مسئلہ سوم اکثر جہال جو بوجہ لاعلمی کے رسومات ممنوعہ میں مبتلا ہو کر شادی اور
اکثر معمولات میں ایسا فعل کرتے ہیں کہ جسکی نسبت مسائل اربعین وغیرہ میں حکم کفر کا لکھا ہے اور ان جہال کی تکفیر
کا فتوی لکھنا اور اُن کی اولاد کو ولد الحرام اور اُن کے ازدواج کو باطل ہونا چاہئیے یا فرائب حرام اور ممنوع اور قبیح
ٹھرانا اور منع اور تہدید کرنا واسطے ترک ایسے رسومات کے کافی ہے مسئلہ چہارم جو عالم بلا خصومت
کسی مسلم کی تکفیر میں اہتمام کرے جس مسلم کا حال مثل بکر مذکور الصدر کے ہو اُس عالم کی نسبت بنظر مواعید
علم و نقل کے جو کتاب معلوم ہو بہیبنہ سے ثابت ہو کیا کرنا چاہئیے بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول کا یہ ہے کہ قول مذکور بکر کا موجبات کفر ارتداد سے نہیں اور قطعا رضا بالکفر اس سے
مفہوم نہیں ہوتی پس بمجرد قول مذکور تو حکم تکفیر بکر پر نہ دینا چاہئیے جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ اگر زید نے
فقط غصہ سے بطور رسم کے بکر کو کافر کہا تھا اور واقع میں بکر کافر نہ تھا تو فی الواقع زید گنہگار ہے اور قائل
تکفیر مسلم کا اُسپر وارد ہے لیکن حکم کفر زید پر کیا نہ جائیگا اور یہ حدیث بخاری و مسلم الحاصل قال
لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما انتہی معروف اور اگر بحکم مسئلہ کے اگرچہ فی الواقع وہ محل نہیں اپنے زعم میں قول بکر
کو رضا بالکفر وغیرہ موجبات ارتداد سے جانکر زید نے حکم کفر کا کیا ہے تو زید اس میں عاصی اور مجرم
نہیں البتہ زید سے غلطی کی جواب سوال سوم کا یہ ہے کہ رسومات ممنوعہ اگر موجبات ارتداد سے ہیں
تو مرتکبین پر حکم کفر کا کیا جاوے گا اور موجب ارتداد سے نہیں ہیں تو حکم کفر کا نہ کیا جاوے گا
الغرض جب تک تفصیل رسومات معلوم نہ ہو حکم قطعی کفر یا فسق وغیرہ کا ہم کر نہیں سکتے اور مسائل اربعین وغیرہ میں
حکم کفر کا لکھنا لیاقت حجت و صلاحیت تعویل اور اعتماد نہیں رکھتا اور جواب مسئلہ رابعہ کا یہ ہے کہ جو عالم
بلا خصومت کسی مسلم کو بلا وجہ کافر قرار دے وہ سخت گنہگار ہے اور شیوۂ اہل دیانت و علم سے خارج ہے

ایسی حرکات سے اس کو توبہ کرنا چاہئے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال شخصے برائے کارِ خیر مثل بنائے مسجد یا مدرسہ یا اتخاذ مساکین وایتام یا پاسبانی کتب خانہ عمومی یا کتب خانہ عمومی وغیرہم من امور المصالح العامۃ میخواہد سرمایہ معتدبہ جمع سازد وبرائے اجتماع آں ایں حیلہ می تراشد کہ از ہر کسے کہ اعانت شود بنام آنہا از جملہ راس المال بر نصفے یا ثلثے کہ منقسم بحصص مساوے یا غیر مساوی باشد قرعہ اندازد و بحصہ بنام ہر کس از معاونین کار خیر برآید بدو بخشد و باقی را بآن کار خیر صرف میکند آیا از روئے شرع جمع کردن مال بدیں وجہ درست خواہد بود یا نہ وصرف آں مال مجتمعہ بدیں حیلہ در آں کار خیر و ہم اعانت معاونین غیر محمود است و مال مجتمعہ مال خبیث کہ برضائے کل متفق نبود بعض آنہا ست وچوں ہر یکے از معاونین در نفس اعانت مساوے اند لا بد برائے ترجیح قرعہ انداختہ حق بعض را بعض راجح ساختہ کہ در تساوی حقوق برائے ترجیح ایں عمل مستون ومشروع است دگیر خدا بخش لغرض برآمدہ چوں راجح بصدقہ خودش نیست کہ مالیکہ بدو رسید ظاہر است کہ از دیگران است نہ از وے وہم نیت وقصد او را در آں دخلی نیست تا رجوع لازم آید وہم از تبدیل قبضہ صدقہ نماند بلکہ بدیں صورت ممنوع نخواہد بود ونیز ربا نمی تواند شد زیرا کہ در آں علت ربا مقدار تزاید در گرفتن آں ہر دو جنس ربوی میباشد بر وجہ دین بمعاہدہ ودر ینجا ہر دو نیست بلکہ محض اتفاق است کہ گر بیابد یا نہ اگر بیابد ہم حلوم و معین نیست کہ چہ بیابد پس ہیچ نہی وشرط مفضی الے النزاع وفاسد نیست تا ابطال عمل لازم آید ویا مخدور شرعی داشتہ باشد وہم ایں صورت میسر و قمار وازلام نیست کہ بر آں حکمش مترتب گردد وچنانکہ ظاہر است بلکہ ازیں عمل تحریص معاونین خیر است وترغیب اعمال خیر بسبل تر وسیلے بصورت بندد یا الحاصل اعمال ممنوع شرعی ہماں تواند بود کہ مفضی الے النزاع شوند یا ضرری الم از قبیل نفسی باشد یا مالی یا عرضے بنفس خودش یا بدیگرے رسانند ویا مخالف اخلاق بودہ باشد یا مبائن معانی نص شرع ولیکن ہر دریں امر ہیچ چیز ازیں یافتہ نمی شود پس جوابیکہ حاوی ایں جملہ مراتب باشد تحریر گردد بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

درصورت مسئول عنہا جمع نمودن مال بحیلہ مذکورہ امر جائز نیست زیرا کہ ایں صورت داخل میسر و قمار است کہ بزمان جاہلیت مروج بود وحق تعالے در نص صریح منع بلیغ ازاں فرمودہ است قال اللہ سبحانہ وتعالے انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون وآنچہ در سوال نوشتہ اند کہ ایں صورت میسر و قمار وازلام نیست نفہم دانم قرین صواب نیست چہ در اصطلاح شرع میسر میگویند بآں امری را کہ در آں خطر

تلف مال وحصول آں بلا عقد شرعی باشد وایں معنی در انجا نیز بخوبی متحقق است قال فی الکشاف المیسر القمار مصدر من یسر کالموعد والمرجع من فعلهما یقال یسرته اذا قمرته واشتقاقه من الیسر لانه اخذ مال الرجل بیسر وسهولة من غیر کد ولا تعب او من الیسار لانه سبب یساره وعن ابن عباس رضی اللہ تعالے عنهما کان الرجل فی الجاهلیة یخاطر علی اهله وماله فان قلت کیف صفة المیسر قلت کانت لهم عشرة اقدح وهی الازلام والاقلام الفذ والتوام والرقیب والحلس والنافس والمسبل والمعلی والمنیح والسفیح والوغد لکل واحد منها نصیب معلوم من جزور ینحرونها ویجزئونها عشرة اجزاء الا لثلثة وهی المنیح والسفیح والوغد للفذ سهم وللتوام سهمان وللرقیب ثلثة وللحلس اربعة وللنافس خمسة وللمسبل ستة وللمعلی سبعة یجعلونها فی الربابة وهی خریطة ویضعونها علی یدی عدل ثم یجلجلها ویدخل یده فیخرج باسم رجل رجل قدحا منها فمن خرج له قدح من ذوات الانصباء اخذ النصیب الموسوم به ذلک القدح ومن خرج له مما لا نصیب له لم یاخذ شیئا وغرم ثمن الجزور کله وفی حکم المیسر انواع القمار من النرد والشطرنج وغیرهما وعن ابن سیرین کل شئ فیه خطر فهو من المیسر انتهی مختصرا فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غلام غوث وغلام پیر وغلام نبی وعبد النبی وعبد الرسول وغیرہ نام رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

محقق نزد راقم آنست کہ تسمیہ بایں اسماء اولے وافضل نیست جائز است خلاف اولے زیرا کہ اضافت عبد طرف غیر حق تعالے در اسماے صحابہ کرام موجود است وآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنرا تغیر نفرمودند پس از تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواز آن ثابت است بلکہ آں صحابی برادر زن در عم زاد وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند وحدیث از وشان در صحیح مسلم مرویست ودر مشکوۃ از مسلم می آرد عن عبد المطلب ابن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہذہ الصدقات انما ہی اوساخ الناس الخ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک مقدمہ میں قاضی کے روبرو عدالت کے اندر شہادت بحلف شرعی جھوٹی ادا کی اور جب گواہی اوس کی جھوٹی ثابت ہوئی تو زید نے شہادت کاذبہ سے روبرو قاضی کے توبہ کرلی پس شرعاً مواخذہ جرم اداے شہادت کاذبہ کا بعد تائب ہونے کے زید پر ہوسکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مرتکب جرم شہادت کاذبہ کا ایک اثم ہے اللہ تعالیٰ کا توبہ بلا تامل توبہ سے جاتا رہیگا قال اللہ تعالیٰ
سبحانہ ان اللہ یقبل التوبۃ عن عبادہ ویاخذ الصدقات وان اللہ ہو التواب الرحیم اور ایک تعزیر تشہیر ہے
عند الامام سو وہ بھی توبہ سے ساقط ہے قال فی الفتاوی عالمگیری قال الحاکم الامام ابو محمد الکاذب ان
رجع علی سبیل التوبۃ والانابۃ والندامۃ لا یعزر من غیر خلاف انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ جسطرح ادائے شرط جمعہ کے لئے فقط اتفاق مسلمین کا قائم
مقام سلطان کے ہوتا ہو اسیطرح فیصلہ قضایا میں باوجود ہونے حاکم وقت کے اور رجوع لانے
مقدمات مذہبی وغیر مذہبی سائر قوم شرفا امرا کے اتفاق ایک قوم خاص کا عوام جہال ہیں سے کہ محض
ناواقف احکام شرعیہ اور ضوابط قانونیہ سے ہیں بلا فرد سے قائم مقام سلطان کے ہو سکتا ہے اور امور
اجرائے منصبی سلطان کا جیسے اپنی دار القضا ظنی میں کسیکو بالجبر طلب کر کے اپنی رائے سے عدا وۃ مجرم
قرار دیکر اوس سے پچاس روپیہ جرمانہ لینا بالتعزیر دینا اسکا درست ہوگا یا نہ بر تقدیر ثانی اس قوم کے
حق میں اور مال جرمانہ کی حلت وحرمت میں حکم شرعی کیا ہوگا بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں اگر حاکم وقت کافر ہے اور اجرائے احکام من المتخاصمین خلاف شرع کرتا ہے اور مصداق
ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ کا تو مسلمان کو اس کی طرف نہیں خصومات میں رجوع کرنا بالطوع والاختیار اپنے
ہرگز نہ چاہیے اس تقدیر پر اگر اہل اسلام باہم اتفاق کریں اوپر اجرا احکام شرع کے بتدبیر ورائے ایک
جماعت کے بیچ حوادث اپنی کے تو یہ اتفاق بطور تحکیم شرعی ہوگا اور جس طرح احکام محکم کے اوپر متخاصمین
متفقین علی التحکیم کے بشرط موافقت شرع کے نافذ ہوتے ہیں اسیطرح احکام اوس جماعت کے بشرط
مذکور نافذ ہوں گے خواہ وہ جماعت جہال ہو یا اہل علم اور در صورت مخالفت شرع کے قابل نفاذ
شرعی نہیں ہیں اگرچہ متخاصمین کو بشرط عدم تعلق حق غیر کے اختیار ہے کہ اپنے اوپر اس احکام غیر شرعیہ کو ترجیح
نافذ مان لیں پس جرمانہ کہ عبارت ہے تعزیر بالمال سے شرعاً اصلا جائز نہیں اور وہ مال جرمانہ حرام ہے کما قال فی
رد المحتار ان المذہب عدم التعزیر باخذ المال ومثلہ کذا شارح فی الکفایۃ انتہی اور وہ لوگ جو اپنی رائے سے
خلاف شرع کے احکام نافذ کرتے ہیں آثم وگنہگار ہیں سخت اور اگر نہ باز آئیں تو عجب نہیں کہ مصداق
بنجائیں آیۂ کریمہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ہم الکافرون کے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ بحمدہٖ و نصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں ۱؎ فی زماننا تجارت سرتی یعنی تماکو خوردنی کی اس طرح ہوتی ہے کہ جب سوکھ کر طیار ہوگئی تو اس پر پانی ایسے تھم یا بلبلے سے جس کی نجاست میں کوئی شبہ نہیں ہوتا لیکر چھڑکا جاتا ہے اور جب پانی پڑنے سے ملائم ہو جاتی ہے تو گستر باندھ کر آخر ہفتہ میں بیچی جاتی ہے پس ایسی سرتی کو خرید کر چونا اس میں ملا کر کھانا درست ہے یا نہیں اور تماکو پینا اور کھانا درست ہے یا نہیں شرعاً مساوی یا کیا ۲؎ درود تاج کا وظیفہ کرنا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء والوباء والمرض والموت والقحط والالم وغیرہ لکھا ہے جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے کسی دوسری درود کا جو احادیث سے ثابت ہوں اور ان میں اس قسم کے لفظیں نہوں پڑھنا افضل یا اسی کا ۳؎ اگر کوئی ایسے سخت عارضہ میں مبتلا ہو گیا جس کا علاج حکما نے یہ تجویز کیا کہ ہمیشہ علی الصباح تھوڑی شراب انگوری پی لیا کرے ورنہ مرجائے گا تو پینا شراب کا جائز ہوگا یا نہیں ۴؎ اگر کوئی شخص ایسا کشتہ کھا گیا جس کے سبب سے شہوت اس کی اس قدر زیادہ ہو گئی کہ روزانہ کم سے کم ایک بار جماع کئے بغیر نہیں رہ سکتا ورنہ اس کی کھوپڑی شق ہو جاوے اس خیال سے اسنے چار بیبیاں کیں مگر اتفاق سے ایسا ہوا کہ ان چاروں کو ایک ہی دن حیض شروع ہو گیا اس سبب سے اس شخص نے چاہا کہ ایک کو طلاق دیکر اس کے عوض میں دوسری عورت سے نکاح کر لیوے مگر بروقت کوئی عورت دوسری ملتی نہیں ہے پس ایسی حالت میں وہ شخص کیا کرے اور کس طرح اپنی جان بچا دے آیا حالت حیض ہی میں جماع کرے یا جلق لگا دے یا کیا کرے بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول جب تماکو میں حسب بیان سائل کے نجس پانی مخلوط کیا جاتا ہے تو وہ تماکو نجس ہے کھانا اس کا جائز نہیں اور پینا اس تماکو کا یا اور پاک تماکو کا اگر نشہ نکرے اور دہن میں تعفن نہ پیدا کرے تو بلاکراہت جائز ہے اور برتقدیر نشہ کرنے کے مثل اشیائے منشیہ کے حرام ہے اور درصورت پیدا کرنے تعفن کے مکروہ ہے قال فی رد المحتار فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنہ ان یقول ہو مباح لکن رائحتہ تستکرہہا الطباع فہو مکروہ طبعا لا شرعا انتہی مختصرا فی الحدیث حرمت الخمر لعینہا والسکر من کل شئ انتہی جواب سوال ثانی پڑھنا درود تاج کا جائز ہے اور وہ درود حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہے پڑھنا اس کا افضل ہے درود تاج سے بجہت تبرک الفاظ حدیث کے قال فی شرح المنیۃ والاتیان بما فی الاحادیث الصحیحۃ اولی انتہی جواب سوال ثالث پینا شراب کا واسطے مریض کے بقول اطباء جائز ہے

قال فی رد المحتار ولا یجوز بالتداوی علی المعتمد انتہی قال فی رد المحتار قدمنا فی الحظر والاباحۃ ان المذہب انہ لا یجوز التداوی بالمحرم انتہی جواب سوال ما لیشخص مذکور کو ایسی حالت میں جلق بھی جائز ہے اور اگر اپنی زوجہ کے ہاتھ سے انزال کرالے تو وہ بھی جائز ہے اسیطرح اگر اپنی زوجہ کے پیٹ وغیرہ میں مس کرکر کے انزال کرلے تو یہ بھی درست ہے قال فی الدر المختار وکذا الاستمناء بالکف وان کرہ تحریما لحدیث ناکح الید ملعون ولو خاف الزنا یرجی ان لا وبال علیہ انتہی قال فی رد المحتار الاستمناء حرام اے بالکف اذا کان لاستجلاب الشہوۃ اما اذا غلبتہ الشہوۃ ولیس لہ زوجۃ ولا امۃ ففعل ذلک لتسکینہا فالرجاء ان لا وبال علیہ انتہی وقال فی الجوہرۃ النیرۃ الاستمناء حرام وفیہ التعزیر ولو مکن امرأتہ او امتہ من العبث بذکرہ فانزل کرہ ولا شئی علیہ انتہی وفی رد المحتار ویجوز ان یستمنی بید زوجتہ وخادمتہ انتہی فقط۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ سرکہ یعنی آنچہ مردمان گلچگاں یا مالیدہ عرق برآوردہ بلا جوش یا بجوش نیز بطور گل وغیرہ برائے ساختن سرکہ می نہاوند مگر تا وقتیکہ سرکہ تیار نمی شود بہانہ گوناگوں وہ عرق مذکور بہ میعاد می شود الا از بو یا ذائقہ بوئے مثل شراب ہم پیدا می گردد لہذا دریں صورت مذکور بجوردن عرق مذکور بوقت بودن تلخ شراب یا بوقت بودن سرکہ نیز چہ حکم است بیدار بینوا توجروا ۔ فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

خوردن عرق مذکور اگر سرکہ باشد جائز است خصوصًا ہنگامیکہ سرکہ گردد لیکن خوردن شراب فی وقت تعفن کردہ است مثل بیاذ و لہسن تمام قال فی فتاوی عالمگیری ما لا شربۃ بالتغیر فالحیرم کذا فی خزانۃ الفتاوی انتہی ۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص یہ لفظیں کہکر مرغی ذبح کرے کہ کڑکڑات ہے کاہے مرمرات ہے کاہے برا یا دانہ کھات ہے کاہے تجھے آئی قیامت مجھے آئی نعمت بسم اللہ اللہ اکبر بسم اللہ اللہ اکبر بسم اللہ اللہ اکبر تو کھانا اس مرغی کے گوشت کا جائز ہے یا نہیں اور وہ گوشت حرام ہوگا یا مکروہ تحریمی یا حلال ہاکیا فقط بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں کہنا نامرغی مذکور کا جائز ہے اسواسطے کہ تسمیہ جو شرط تذکیہ ہے ذابح سے متحقق ہو گیا۔ قال فی الدر المختار وتشترط التسمیۃ من الذابح انتہٰی۔ اور یہ الفاظ محض ولغو جو پہلے تسمیہ سے واقع ہوئے اس سے خلل ذبح میں نہیں ہوتا لیکن ایسے الفاظ لغو کو ترک کرنا چاہیے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے شرع متین و مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ ترجمہ کنز احسن المسائل اور مفتاح الجنۃ وغیرہ میں قربانی کے بارہ میں بدھیا کو درست کہا ہے اور لنگڑہ لولا کانا وغیرہ قربانی میں نہیں لیتے ہیں سبب بدھیا بیل کے درست ہونیکا کیا سبب ہے دوسرے یہ کہ میت کے دفن کو قبرستان میں جاتے ہیں اور بعد دفن میت کے قبر پر فاتحہ پڑھکر چالیس قدم چلتے ہیں اس کے بعد فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس طرف کا یہ رسم ہے کہ اول فاتحہ میت کو دفن کرکے قبر پر پڑھتے ہیں اور دوسرا فاتحہ چالیس قدم چلکر قبرستان کی حد سے باہر نکل کر پڑھتے ہیں اور تیسرا فاتحہ قبر میت کے مکان پر جاکر پڑھتے ہیں پس اس طریقہ کی فاتحہ میں کچھ قباحت ہے تیسرا یہ کہ نماز میں التحیات کے اندر اشہدان لاالٰہ الا اللہ پر انگشت شہادت اٹھانا جائز ہے یا نہیں اگر اٹھانا جائز ہے تو کہاں تک اٹھانا سلام تک کھڑے رکھنا یا الا اللہ پر اٹھاکر پھر اپنی جگہ پر رکھدینا فقط چوتھا یہ کہ جس وقت کہ پروردگار نے کل ارواحیں پیدا کیں تو ارواحوں اور اللہ کے درمیان کیا کیا عہد و پیمان ہوئے ہیں ہر ایک کی شرح سے مطلع فرمادیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب پہلے سوال کا یہ ہے کہ بدھیا ہونا بیل کا عیب نہیں ہے بلکہ بدھیا ہونیسے قیمت بیل کی زیادہ ہوتی ہے اور گوشت بھی عمدہ ہو جاتا ہے اور لنگڑا لولا کانا ہونا عیب ہے قربانیکا اور اس عیب سے قیمت بھی اس کی کم ہو جاتی ہے لہذا قربانی اس کی ناجائز ہے جواب دوسرے سوال کا یہ ہے کہ فاتحہ قبر میت پر اور پھر قبرستان سے چالیس قدم نکل کر اور پھر اقرباؤں میت کے مکان پر پڑھنا شرعاً ممنوع نہیں البتہ ان خصوصیات کو سنت یا ثابت نہ سمجھنا چاہیے جواب سوال سوم کا یہ ہے کہ التحیات میں انگشت شہادت اٹھانا مستحب ہے اور کلمہ لاالٰہ پر اٹھانا اور الا اللہ پر انگشت کو گرا دینا چاہیے اور بعد اس کے ہاتھ کو کھولدینا چاہیے اخیر تک جواب سوال چہارم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح سے عہد وحدانیت کا اور اپنی ربوبیت کا لیا تھا چنانچہ قرآن شریف میں صریح مذکور ہے فقط

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسائل مفصلہ ذیل جنوا بکتی وفق مذہب الحنفیہ من کتبہم المعتبرۃ توجروا الثواب بغیر حساب فقط المسئلۃ الاولی مثلاً کسی کافر کا دین بحیثیت مالگذاری مقرری ودوامی کسی موضع کی ذمہ زید عمرو غیرہما مومنین کے واجب الادا ہے ہو اور یہ گذر نے چند سال بوجہ تمادی قانونی کے وہ کافر مجبور ومایوس ہو کر وصول مبالغ سے اپنی سرکار کمپنی کے محکمہ میں متعدد مد یونوی اصل مال وسود وتاوان سالانہ واخراجات کے مصالحہ کریں یا بحکم وفیصلہ حاکم مرجوعہ الیہ اصل مال وغیرہ مذکورہ بلا کر ادا کریں یہ سود ودرتاوان واخراجات جو فاضل از اصل زر باقی ہے بہر دو صورت یا یکے غیر معین ادا کرنا حرام وناجائز شرعاً ہوگا یا نہیں ود ہندہ اس فاضل کا مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوگا۔ یا نہیں المسئلۃ الثانیہ مثلاً زید نے ایک موضع مملوکہ اپنے کو بدست عمر بمعاہدہ پختہ مقرری ودوامی بعوض مالگذاری صدر روپیہ سالانہ کے مقرر وتعمیل یا رجسٹری کردیا من ابعد زید نے بعلت ضرورت اخراجات اپنے کے او سے عمرو دیگر شخص سے ہزار روپیہ مثلاً قرض بنام نہاد پیشگی اس معاہدہ پر لیا کہ دس برس تک دس دس روپیہ سالانہ اس سو روپیہ مالگذاری سے وصول ہوا کریگا باقی نو سو روپیہ تم لوگوں گا بعد دس برس کے ہم وصول کر دینگے پس باقی نو سو روپیہ ہر سال دس برس تک عمر وغیرہ کو جو نفع بلا عوض کسی شئے کے ہوا کیا یہ سود وربا شرعاً حرام ہوگا یا نہیں اور اجارہ باطل وواجب الفسخ ہے یا نہیں المسئلۃ الثالثہ مونچھ وریش کس قدر رکھنا فرض وواجب وسنت ومستحب وناجائز ومکروہ ہے المسئلۃ الرابعہ قبل تحصیل مسائل دینیہ ضروریہ کے علم انگریزی کا پڑھنا یا کسی عزیز کو پڑھوانا حرام ہے یا حلال ہدایت ہے یا ضلال المسئلۃ الخامسہ حقوق الناس محل خوف زیادہ ہے یا حقوق رب الناس بر تقدیر اول حقوق مومن اخوف ہیں یا حقوق کافر المسئلۃ السادسۃ کل یوم لیلۃ وجمعہ لیلتان صحیح ومستند ہے یا غلط وموضوع و بر تقدیر صحت میت مومن ہر دو لیل کو درجہ شہادت ودخول جنت بغیر حساب نصیب ہے یا صرف میت لیل قبل الجمعۃ کو المسئلۃ السابعۃ روز جمعہ بعد نماز عصر سے اگر بہ نیت صیام منفلات صوم سے تا غروب محفوظ رہے شرعاً ثواب صوم حاصل ہوگا یا نہیں بلکہ بدعت ہے یا کیا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول بلاشبہ مدیونین جو بخوف ڈگری مدعی سے ادائے اصل مال بر مع سود وغیرہ کی صلح کرینگے یہ صلح اندا وادا سود کا حرام ہے اسواسطے کہ اس صورت میں برضا واختیار یا کسلانا ہوا وردہ

حرام ہے غیر جائز قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربا ومؤکلہ وکاتبہ وشاہدیہ رواہ مسلم البتہ اگر حاکم جبراً سود
دلوا دے تو وہ لوگ گنہگار نہوں گے فقط جواب سوال ثانی یعنی نوسے روپیہ جو عمرو وغیرہ کو نو برس تک ملے جیسے
احتیاطاً اس کا نہ لینا بہتر ہے لیکن بحکم فتوا اس کو ربا نہیں کہہ سکتے اسواسطے کہ بیع اجارہ موضع مذکورہ کا
بعوض دس روپیہ سالانہ کے جو منجملہ ہزار روپیہ قرض کے سال بسال مجرا ہوگا ممکن ہے جواب سوال ثالث مونڈے
ریش بقدر یک قبضہ یعنی ایک مشتی کے رکہنا واجب ہے ہر طرف سے پس اس مقدار سے کم کرانا مکروہ تحریمی
ہے روی الشیخان باسنادہما عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا
الشوارب انتہی وروی محمد ابن الحسن فی کتاب الآثار اخبرنا ابوحنیفہ عن الہیثم ابن ابی الہیثم عن ابن عمر انہ کان یقبض علی لحیتہ ثم یقص
ماتحت القبضۃ انتہی وقال فی الدر المختار واما الاخذ منہا وہی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال
فلم یبحہ احد انتہی جواب سوال رابع قبل سیکہنے مسائل ضروریہ دین کے پڑہنا انگریزی کا حرام ہے اور بعد
بلکہ سیکہنے یعنی مسائل ضروریہ کے بعد بہی بغیر کسی غرض صحیح شرعی کے وبال ہے اور نیز اس لئے کہ اس کے
پڑہنے میں مناسبت اور مخالطت ہے کفار سے اور بمقتضائے احادیث صحیحہ اور نصوص قطعیہ کے مجانبت
اور احتراز ان سے واجب ہے پس اختلاط اور مخالطت اونسے حرام ہے قال اللہ سبحانہ وتعالے لاتجد قوما
یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءہم وابناءہم او عشیرتہم الآیۃ
قال فی الکشاف والغرض بہ انہ لاینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر
عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم انتہی وقال
البیضاوی تحت قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصاری اولیاء الآیۃ وہذا التغلیظ والتشدید فی
وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتراءی ناراہما ومنہ قول
عمر رضی اللہ عنہ لابی موسی فی کاتبہ النصرانی لاتکرموہم اذ اہانہم اللہ ولاتامنوہم اذ خونہم اللہ ولاتدنوہم اذ اقصاہم
اللہ انتہی جواب سوال خامس حقوق ناس اخوف ہیں حقوق اللہ سے روی البیہقی فی شعب الایمان عن
عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدواوین ثلاثۃ دیوان لایغفر اللہ الاشراک
باللہ ودیوان لایترک اللہ ظلم العباد فیما بینہم حتی یقتص بعضہم من بعض ودیوان لایعبا اللہ بہ ظلم العباد فیما بینہم
وبین اللہ فذاک الی اللہ ان شاء عذبہ وان شاء تجاوز عنہ انتہی نقلاً عن المشکوۃ اور اس تقدیر پر حقوق کفار
بہت سخت ہیں اسواسطے کہ اگر ذمہ مومن پر حقوق مومن ہونگے تو حسنات اس ظالم کے مظلوم کو دیئے جاوینگے
اور جب حسنات نرہینگے تو سیئات مظلوم کے ظالم پر ڈالے جائینگے روی مسلم عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لادرہم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من

امتی من یاتی یوم القیامۃ بصلوۃ وصیام وزکاۃ ویاتی قد شتم ہذا وقذف ہذا واکل مال ہذا وسفک دم ہذا وضرب ہذا فیعطی ہذا من حسناتہ وہذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاہم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار انتہی اور حبیب کا فرق قابل لینے حسنات کے بروز قیامت نہیں ہے تو لا محالہ سئیات اوس کی ظالم پر پڑیں گی اور کوئی احتمال بچنے کا نہوگا جواب سوال ششم سادس لکل یوم لیلۃ دلیلہ جمعہ لیلۃ ان حدیث نہیں ہے غلط ہے اور مومن فقط ایک شب جمعہ کو جو قبل از جمعہ ہے عذاب قبر سے محفوظ رہیگا اور اسیطرح تمام روز جمعہ میں نہ اس شب میں جو بعد الجمعہ ہے قال فی رد المحتار وہو خیر ایام الاسبوع ومن مات فیہ او فی لیلۃ امن من فتنۃ القبر وعذابہ انتہی مختصرا - جواب سوال ہفتم سابع بروز جمعہ بعد نماز عصر اگر بہ نیت صوم منظرات صوم سے تا غروب محفوظ رہے تو یہ فعل اُس کا موجب ثواب نہیں بلکہ اگر اس کو ثواب سمجھکر عمل میں لا دے تو بدعت سیئہ ہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال - واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص مسمی زید جس کی خلقت میں گانے بجانے کا گویا خمیر ملا ہے اپنے تمام اعمال بد سے نادم ہو کر بعض علماء گرامی کے روبرو تائب ہوا چند روز کے بعد پھر اپنی توبہ سے منحرف ہو کر ہر قسم کے کار بد کو علانیہ رائج کیا اور بعض عورات کو ورغلا کر بھگا لے گیا اس میں اہل اسلام کو غیرت آئی اسکو برادری سے نکال کر حقہ پانی بند کر دیا اور اپنے پاس تک بیٹھنے کو بھی منع کیا اس معاملہ میں بعض اہل اسلام ذی علم وذی وقار بھی شریک تھے ان کی شان میں اُسنے کلمات ناشایستہ کہے لیکن بعد چند روز کے پھر تائب ہوا مسلمان اس کے ساتھ مثل سابق کے برتاؤ کرنے لگے ابھی توبہ کئے ہوئے کچھ دن نہ گذرے تھے جو مسلمانوں نے اسکو ایک کافر عیاش کے پاس رنگی پھولا گاتے دیکھا اور طرہ یہ ہے کہ جب ان اہل اسلام نے اپنی برادری میں آکر اس کا تذکرہ کیا تو اور چند مسلمانوں نے اس قول کی تائید کی یعنی یہ بیان کیا کہ تم نے اس کو آج دیکھا ہے ہم اس کو متواتر مدت سے ایسے ہی دیکھتے ہیں اور ہر قسم کے ناچنے گانے والوں کی تعریف خواہ عورت ہو یا مرد یا لڑکا حد سے زیادہ کرتا ہے اور ان کی تعریف کو اپنا فخر سمجھتا ہے واڑھی منڈاتا ہے نماز بھی کم پڑھتا ہے اور وہ شخص جواب میلاد شریف پڑھا کرتا ہے اس وجہ سے عوام کے عقیدے بدل گئے اور اغلب کہ اور زیادہ بدل جاویں اب اس صورت میں یہ شخص زید اپنے ساتھ میلاد شریف پڑھوانیکے قابل ہے یا نہیں اور اہل اسلام اس کی توبہ کا کس طرح یقین کریں جوں کہ بار بار توبہ سے منحرف ہو گیا ہے پھر کیا صورت ہے جلکی

توبہ کا یقین کامل ہو اور ایسی توبہ کا کیا نام ہے درصورت توبہ کہنے یا نہ کرنے کے اس کو اپنی ساتھ میلاد شریف میں شریک کرنا جاوے یا نہیں اور ایسے شخص کا سلام لینا یا اسپر السلام علیک کرنا چاہیے یا نہیں اور جو شخص نامحرم کے ساتھ خواہ عورت ہو یا مرد تخلیہ میں ہنسی مذاق کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے لہذا کل امورات کا جواب مفصلا موافق شرع شریف کے ارشاد فرمائے بینوا توجروا وما علینا الا البلاغ فقط۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

شخص مذکور فی السوال فاسق معلن ہے اور اس کی توبہ کا کچھ اعتبار نہیں جب تک علامات صالحین اس میں ظاہر نہوں پس ایسے شخص سے سلام علیک کرنا اور مولد شریف پڑھنے میں اس کو شریک کرنا اور اس سے اختلاط اور مودت کرنا ممنوع ہے قال اللہ سبحانہ وتعالے لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ قال فی تفسیر روح البیان المراد بمن حاد اللہ ورسولہ المنافقون والیہود والفساق والظلمۃ والمبتدعۃ والمراد بنفی الوجدان نفی الموادۃ علی معنے انہ لا ینبغی ان یتحقق ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال وقال فی کشف الاسرار اخبر ان الایمان یفسد بموادۃ الکفار وکذا موادۃ من فی حکمھم وعن سہل ابن عبداللہ التستری قدس سرہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لا یوانس الی مبتدع ولا یجالسہ ولا یواکلہ ولا یشاربہ ولا یصاحبہ ویظہر من نفسہ العداوۃ والبغضاء انتہی بقدر الحاجۃ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس صورت میں کہ سود لینا کافروں سے دار الحرب میں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

دار الحرب میں کافروں سے سود لینا جائز ہے اور حقیقت میں وہ سود ہی نہیں ہے بلکہ مال کافر کا واسطے اہل اسلام کے مباح ہے سوائے غدر کے جس طور سے لیا جاوے جائز ہے قال فی الدر المختار لا ربا بین حربی ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمہ لان مالہم مباح فیحل برضاہم مطلقا بلا غدر انتہی وفی السیر الکبیر وشرحہ اذا دخل المسلم دار الحرب بامان فلا باس بان یاخذ اموالہم بطیب انفسہم بای وجہ کان لانہ انما اخذ المباح علی وجہ عری عن الغدر فیکون ذلک طیبا لہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

الجواب حق محمد عبد الغفار — الجواب صحیح محی الدین عبد الغفار — قد صح الجواب محمد امداد حسین ماجد — الجواب صحیح حمید الزمان عفی عنہ

سوال چہ میفرمایند علمائے دین اندرین کہ بلاد ہندوستان مثل مرادآباد و بریلی و فرخ آباد و مین پوری
وغیرہ دارالحرب است یا دارالاسلام موافق قول مفتی بہ و روایت توبہ مذہب حنفی بیان نمایند فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاد مذکورہ ہندوستان وغیرہ آن ہمہ از بلاد الاسلام است دارالحرب نیست چہ دارالحرب اصلی است یا غیر اصلی
اصلی آنکہ گاہے حکومت اسلام دراں جا نشدہ و ہندوستان بدین معنی دارالحرب نیست و غیر اصلی آنکہ در آنجا
حکومت اسلام گردیدہ پس ازاں کفار بر آن غالب شدہ مذہب نزد امام ابی حنیفہ رح مجرد غلبہ کفار برائے دارالحرب شدن
کفایت نمیکند سہ شرط درکار باشد اول آنکہ اجرائے احکام شرک علی الاشتہار در آنجا باشد و حکمی از احکام اسلام جاری
نماند دوم آنکہ متصل شدہ باشد بدارالحرب اصلی ثالث آنکہ باشند کسانیکہ در آنجا از مسلمین و کافرین کہ بامان سابق بودند
بدان عہد امان نمانند بلکہ بعہد جدید از کافران خود سکونت ورزند قال فی الدر المختار لا تصیر دار الاسلام دار حرب
الا بشروط ثلاثۃ باجراء احکام اہل الشرک قال فی الہندیۃ ای علی الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم اہل الاسلام
ظاہر وانہ لو اجریت احکام اہل الشرک لا تکون دار حرب انتہی و باتصالہا بدار الحرب
وبان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی آمنا بالامان الاول انتہی و فی جامع الرموز دار الاسلام تصیر دار الحرب نعوذ باللہ
منہا بثلاثۃ شروط احدہا اجراء احکام الکفر اشتہارا بان یحکم الحاکم بحکمہم ولا یرجعون الی قضاۃ المسلمین کما فی الحرۃ
والثانی الاتصال بدار الحرب بحیث لا یکون بینہما بلدۃ من بلاد الاسلام یلحق الخ ومنہا الثالث زوال الامان ای
لم یبق مسلم او ذمی فیہا آمنا بامان الکفار ولم یبق الامان الذی للمسلم بالاسلام وللذمی بعقد الذمۃ قبل استیلاء
الکفار وعندہما لا یشترط الا الشرط الاول قال شیخ الاسلام والامام الاسبیجابی ان الدار محکومۃ بدار الاسلام
ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العمادیۃ وغیرہ فالاعتبار ما ان یحصل ہذا البلاد دار الاسلام والمسلمین وان کانت للملاعین
فی ایدی ہولاء الشیاطین کما فی المستصفی وغیرہ و مراد از احکام اسلام مثل جمعہ و اعیاد است کما فی الدر المختار
پس ظاہر است کہ بلاد ہندوستان بر مذہب امام بدین معنی ہم دارحرب نخواہد شد زیرا کہ شرط ثالث در بلاد ہندوستان
اصلا موجود نیست و بشہر ما تحقق دیگر نہ اقامت جمعہ و اعیاد وغیرہ در آن صحیح نخواہد شد۔ و کسانیکہ خلاف این
فتوی دادہ اند از راہ حق دور افتادہ اند و الحق احق بالاتباع فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال
وعلمہ اتم بوجہ الکمال ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد اللطیف خان ۔

سوال ۔ ما قول العلماء الحنفیۃ فی ان مسلما ارسل وکیلہ الی دار الحرب لیقرض الحربی من جانب موکلہ ویحصل
منہ الربا من ذلک الحربی ہل یجوز التوکیل ویطیب للموکل ہذا الربا ام لا بینوا توجروا فقط

الجواب والله سبحانه الموفق للصواب

يجوز التوكيل ولطيب للموكل ما حصل من الربا اما جواز التوكيل فلما في الكنز وغيره من معتبرات الفقه انه اقامة الغير مقام نفسه في التصرف الجائز ممن يملكه، والاقراض للحربي تصرف يملكه الموكل فيصح به التوكيل قال في البحر نقلا عن البزازية صح التوكيل بالاقراض لا بالاستقراض انتهى واما اخذ الربا من الحربي في دار الحرب فلانه يجوز اخذ اموالهم في دار الحرب بأي طريق كان سوى الغدر لحيلان يكون برضاهم قال في الدر المختار ولا ربا بين مسلم وحربي مستامن ولو بعقد فاسد وقمار ثمه لان ماله مباح ثمه فيحل برضاه مطلقا بلا غدر انتهى وقال في فتح القدير ان مالهم مباح وانما يحرم على المسلم اذا كان بطريق الغدر فاذا لم ياخذ غدرا فبأي طريق ياخذه حل بعد كونه برضا انتهى واما انه يطيب للموكل فلان الوكيل لما اضاف العقد الى الموكل وقبض الربا نيابة عنه دخل الربا في ملكه ابتداء لقبض نائبه وهو الوكيل فلما وصل الى الموكل وصل ماله الذي ملكه بيد نائبه فلا يكون الموكل حينئذ آخذ الربا في دار السلام بل في دار الحرب بيد نائبه ومما دل عليه دلالة واضحة ما قال العلامة محمد عابدين في حاشيته على الدر المختار في جواز اخذ مال السوكرة نعم قد يحتال للتاجر شريك حربي في بلاد الحرب فيعقد شريكه هذا العقد مع صاحب سوكرة في بلادهم ويأخذ منه بدل الهالك ويرسله الى التاجر فالظاهر ان هذا يحل للتاجر اخذه لان العقد الفاسد جرى بين حربيين في بلاد الحرب وقد وصل اليه مالهم برضاهم فلا مانع من اخذه انتهى وهو بالدلالة ان الشريك الحربي نائب ووكيل للتاجر بحكم الشركة فاذا قبض مال السوكرة الذي هو ربا وارسل الى التاجر وصل اليه ماملكه بيد نائبه فان قلت اطبق الحنفية على ان كل عقد جاز ان يعقده الانسان بنفسه جاز ان يوكل به غيره ويلزم من مفهوم المخالف ان ما لم يجز للانسان ان يعقده لم يجز ان يوكل به غيره والمسلم الذي في دار الاسلام لم يجز له ان يعقد عقد الربا مع الحربي فلم يجز له ان يوكل به غيره قلت اولا ان المراد من جواز العقد المذكور في كلام الفقهاء الجواز في الجملة لا يصح من الانسان ان يفعله بأي وجه كان لانه يجوز منه بكل وجه كما سيظهر من كلام المحقق ابن الهمام وغيره واخذ الربا من الحربي في دار الحرب جائز للمسلم فعلى هذا يصح به التوكيل وثانيا ان هذا ضابطة لاحد ولا يصح ابطال الضوابط بابطال العكس بل انما يكون ابطاله بابطال الطرد قال العلامة ابن الهمام في فتح القدير على قول الهداية كل عقد جاز ان يعقده الانسان بنفسه جاز ان يوكل بغيره هذا ضابط لا حد فلا يرد عليه ان المسلم لا يملك بيع الخمر ويملك توكيل الذمي به لان ابطال القواعد بابطال الطرد لا العكس ولا يرد على طرده عدم توكيل الذمي مسلما ببيع خمر وهو يملكه لانه يملك التوصل به الذمي فصدق انه باطلاقه لم يقل كل عقد يملكه يملك توكيل احد به بل التوصل به في الجملة انتهى وفي البحر كل ما يعقده بنفسه بيان الضابط الموكل فيه وليس حدا فلا يرد عليه ان المسلم لا يملك بيع الخمر ويملك توكيل الذمي انتهى وفي الزيلعي لا يرد جواز توكيل المسلم الذمي ببيع الخمر ونحوه لانه عكس والنقض لا يكون الا في الطرد انتهى وما قيل ان من شروط الوكالة ان يكون الموكل ممن يملك

التصرف واذا قد بان ان الموكل في دار الاسلام لا يملك اخذ الربا فلا يصح توكيله فجوابه اولاً بان المراد
بملك التصرف ان يملكه في حالة الملك بكل وجه وفي كل مكان وبعد التعميم مطالب بالبيان ولما كان المسلم يملكه
او ربا في بلاد الحرب صدق عليه انه يملك التصرف فصح منه التوكيل وثانياً انه اراد بالتصرف اصل التصرف لا التصرف بما وكل به
قال في جوهرة النيرة وليس المعتبر ان يكون الموكل مالكاً للتصرف فيما وكل به انما المعتبر ان يكون ممن يصح منه التصرف في الجملة لانهم قالوا
لا يجوز بيع الآبق ويجوز ان يوكل ببيعه انتهى وقال في الدر المختار ممن يملك اي التصرف نظراً الى اصل التصرف وان امتنع في بعض الاشياء
بعارض النهي انتهى فان قيل سلمنا صحة التوكيل لكن لا يصح اخذ الربا للموكل اذ الاقراض من العقود التي ترجع حقوقها الى
الموكل ابتداء والوكيل فيها سفير محض واذا كان كذلك فكان الموكل باشر بنفسه اخذ الربا في دار الاسلام قلنا ولما اذا كان
الحقوق في الاقراض ترجع الى الموكل والوكيل سفير محض فالعقد الذي جرى بين الوكيل والحربي كما جرى بين مسلم وحربي
في دار الحرب ودخل الربا في ملكه هناك فلا مانع من صحة اخذه وثانياً بان عدم جواز اخذ الربا للمباشر في دار الاسلام حقيقة مسلم
ومصرح في كلام الفقهاء واما عدم جوازه للمباشر حكما ومشابهة فغير مسلم ولا مصرح بل نقول لما ارسل الموكل وكيلا الى دار الحرب و
اخذ الربا هناك فالموكل ملك الربا هناك على يد نائبه ووصل اليه بالمال بيد نائبه فيجوز اخذه ومن الله سبحانه التوفيق ومنه
الوصول الى التحقيق وهو سبحانه اعلم وعلمه اتم كتبه العبد المجيب محمد ارشاد حسين احمدي عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الهادي الى سواء السبيل وهو حسبي ونعم الوكيل والصلوة والسلام على سيدنا محمد المبعوث رحمة للعالمين
وعلى آله وصحبه والمقتفين آثارهم من العلماء العاملين اما بعد فان هذا الجواب مشحون بتحقيق وتدقيق مسلم المضمون وهو
بالقبول حقيق لما ان ما في كتب المذهب النعماني صحة ما ذكر من العقود وحل الانتفاع بالارباح الحاصلة بها وكلام
العلماء وان كان ناظراً الى الصحة اولاً وبالذات يفيد الحل ثانياً وبالتبع كما لا يخفى على الفقيه النبيه قال صاحب الدر المختار
والحاصل ان الربا حرام الا في مسائل منها ان يجري بين مسلم مستأمن وبين حربي في دار الحرب ونص السير الكبير واذا دخل
المسلم دار الحرب بامان فلا بأس بان يأخذ منهم اموالهم بطيب انفسهم باي وجه كان لانه انما اخذ المباح على وجه عري
عن الغدر فيكون ذلك طيباً له والاسير والمستأمن في ذلك سواء حتى لو باعهم درهما بدرهمين او باعهم ميتة بدراهم او
اخذ مالا منهم بطريق القمار فذلك كله طيب له انتهى كلام السير الكبير للامام محمد بن الحسن الشيباني ترجمان المذهب
النعماني وذلك لان مالهم مباح ثم خلافاً لابي يوسف في المسلم المستأمن دون الاسير فبهذا علم ان هذا الجواز عند
الامام الاعظم والامام محمد ومسئلة القرض من المسائل التي لا بد فيها من الاضافة الى الموكل ولو معنى
كما في الدر المختار وحواشيه فالوكيل فيها سفير محض فلا يتعلق به شيء من حقوق العقد كما هو مصرح به
في كتب المذهب وقال ابن كمال باشا اعلم ان من شروط الوكالة ان يكون الموكل ممن يملك

التصرف لان الوكيل يستفيد ولاية التصرف منه وقيل هذا على قولهما فاما على قوله يعني الامام فالشرط ان يكون التوكيل حاصلا بما يملكه الوكيل نا ما كون الموكل مالكا للتصرف فليس بشرط حتى يجوز عنده توكيل المسلم الذمي ببيع الخمر وقيل المراد به ان يكون مالكا للتصرف نظرا الى اصل التصرف وان امتنع في بعض الاشياء لعارض النهي انتهى وهذا جواب اهل القول الاول فقد افاد محقق الثعلبين ان الكلام في هذا التصرف لا في كل تصرف ما وكلام العلماء يشهد بهذا وقال السيد الطحطاوي اي من حيث انه لا يعارضه غيره فيه من غير نظر الى حكم شرعي فدخل فيه توكيل المسلم ذميا ببيع خمر وخنزير والمحرم حلالا ببيع صيد انتهى والاحسن ان يقال ان الاصل في كلام العلماء يطلق على الامر الغالب وعلى ما كان سابقا لكن هذا مبني على القول بان الاصل في الاشياء الاباحة وبه صرح المحقق الكمال في التحرير الاصولي حيث قال ان المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية انتهى وتبعه تلميذه العلامة قاسم وجرى عليه في الهداية من فصل الحداد وفي الخانية نسبه الى اكثر الحنفية لا سيما العراقيين قالوا واليه اشار محمد فيمن هدد بالقتل على اكل الميتة او شرب الخمر فلم يفعل حتى قتل بقوله خفت ان يكون آثما لان اكل الميتة وشرب الخمر لم يحرما الا بالنهي عنهما فجعل الاباحة اصلا والحرمة لعارض النهي انتهى وممن نقل انه قول اكثر اصحابنا واصحاب الشافعي الشيخ اكمل الدين في شرح اصول البزدوي فمن قال هو رأي المعتزلة فقد سهى وبهذا نافع فيما سكت عنه الشارع فانه يبقى على اباحة الاصلية وقد نص في التحرير على ان المباح يطلق على متعلق الاباحة الاصلية كما يطلق على متعلق الاباحة الشرعية وما ذكرناه هو المتعين في الجواب لا ما قاله الكمال والشيخ زين والزيلعي في عبارة تنوير الابصار ونحوها وهي التوكيل صحيح وهو اقامة غيره مقامه في تصرف جائز ممن يملكه فان فقد الشروط لا سبيل اليها والشرط لا يلزم من عدمه العدم ولا يلزم من وجوده وجود ولا عدم لذاته وايضا مفهوم المخالفة معتبر عندنا فيما عدى النصوص سواء كان مفهوم صفة او غيرها كما هو مصرح به في كتب الاصول وكتب الفروع نعم ما اشرنا اليه من ان شرط التعريف ان يكون مطردا ومنعكسا بخلاف الضابطة القائلة كل فاعل مرفوع فلا يقال المبتدأ مرفوع ايضا لكن هذا الكلام في هذا المقام ما تنفر عنه الطباع وتمجه الاسماع فلهذا لم يعرج عليه العلماء رحمهم الله والمحشي لكتابه وايضاح قضية السؤال ان التوكيل صادر في دار الاسلام لشخص بعقد الربا في دار الحرب فظاهر التوكيل الى ما دار الحرب فهو طرف عقد الربا واخذه وهو يجوز للموكل اذا كان في دار الحرب ولا وجه لا عتبار كون هذا العقد في دار الاسلام باعتبار الموكل وهو لا يقول به عاقل فضلا عن عالم لان صدوره حقيقة في دار الحرب وهذا هو ما تيسر لي رقمه على عجلة مع شغل البال وتكدر الفهم السقيم ومن الله صلاح الحال وفوق كل ذي علم عليم وهو الاقرب الى الصواب لا يعتريه شائبة لا ارتياب امر برقمه فخر العلماء والمدرسين بمدينة سيد المرسلين الشيخ يوسف الغزي الحنفي عفي عنه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لك الحمد يا من خص العلماء بكرائم عرائس المعاني على منصة البيان وسخت بها على الفقهاء لتشييد أساس الدين فكانت
زلفة في ميادين البيان ولك الشكر أن ميزت أهل العلم بمرتبة إنما يخشى الله من عباده العلماء وطلعت في عزهم
شموس العلى بوراثة الأنبياء ومن جودك أتم الصلوة وأزكى السلام على من خص بحقائق المثاني وسواطع البرهان
فأعجز بفصاحته كل منطيق لسن في حلبة الفضل ميدان دار وان وعلى آله الذين هم خلاصة الوجود وإنسان عين كل إنسان
وعلى أصحابه الذين هم كالنجوم فمن اقتدى بهم اهتدى وفاز بالأمن والرضوان وعلى الأئمة المجتهدين وسائر أئمة الدين
خصوصا الإمام الأعظم أبا حنيفة النعمان وانفعنا اللهم في سلكهم تفضلا منك يا جواد يا كريم يا رحمن أما بعد فقد اطلعنا
على ما حرر من الجوابين السائرين عن الحبرين اللوذعيين فوجدنا كل واحد منهما بعد التأمل ثابت المضمون لا يعتريه شمس
صحة القول ولا تخالطه الظنون بيد أنه بحر تفاذت موجه بالمداد ونهر فائق يستخرج منه كنز دقائق الغرر مشتمل
على ما عليه الاعتماد من النقول معززة لكل طرد أشم من الأئمة الفحول موشحة بما عليه الفتوى من المذهب جديرة
بأن تنتظم زواهر جواهرها في سلك من ذهب ولو بيده ما في المجتبى من العبارة التي لا غبار عليها في هذا المقام مستأمن
من أهل دارنا مسلما كان أو ذميا في دارهم أذن المسلم هناك باشر معهم من العقود التي لا تجوز فيها بيننا كالربويات
وبيع الميتة جاز عندهما خلافا لأبي يوسف وهذا هو الصحيح اه ومنها إذا باع منهم خمرا أو خنزيرا أو قامرهم وأخذ المال
كما في منح الغفار وما وقع من سهو لصاحب البحر في نقله عن المجتبى فقد نبه عليه صاحب رد المحتار وأما كون المباشر
ليطيب للموكل كما ذكر في معتبرات الفقه قاطبة تشير إليه فلا حاجة إلى الإطالة بذكره لعيد ما سطر في الجوابين من البسط
مع التطويل ناهيك من ذلك كثرة النقل وجمع الأقاويل وإطلاق المتون أن التوكيل صحيح لنفسه بكل ما يباشره الموكل بنفسه
بمجرد ضابطة وليس في عبارته ما يقيد الحصر كما نبه عليه غير واحد وبالجملة فما حرر هو الصواب الجدير بالاتباع وعليه
التعويل بلا شبهة ولا نزاع هذا ونسئل الله تعالى أن يسلك بنا سواء السبيل هو تعين بحسن الحال كيف لا وأن الفقه أمانة
معلقة في أعناق الرجال ولنتبرك بذكر حديث ورد عن صاحب الشريعة مما يناسب ذلك فنقول أخرج الإمام البخاري
في صحيحه والإمام النووي في رياض الصالحين عن أبي موسى رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم إن
مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم كمثل غيث أصاب أرضا فكانت منها طائفة طيبة قبلت الماء فأنبتت
الكلأ والعشب وكان منها أجادب أمسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا وأصاب طائفة
منها أخرى إنما هي قيعان لا تمسك الماء ولا تنبت الكلأ فذلك مثل من فقه في دين الله تعالى ونفعه
بما بعثني الله به فعلم وعلم ومثل من لم يرفع بذلك رأسا ولم يقبل هدى الله الذي أرسلت به اتفق وفي هذا القدر
الكفاية من التصديق مقنع لمن كان له رأي من الحق والله سبحانه وتعالى هو الهادي وعليه معولي

واعتقادی نقطا مرہ بیمہ الفقیر الیہ سبحانہ محمد امین مالی مفتی الاحناف بالمدینۃ المنورۃ عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خص من شاء بما شاء والعلمیۃ والسلام علی سید الانبیاء و ہو خیر من اوتی الحکمۃ وفصل الخطاب وعلی جمیع اخوانہ وآلہ والاصحاب اما بعد فما حررہ مولینا المجیب قدوۃ اہل التحقیق والتدقیق فصحیح مقبول و بالاعتماد علیہ حقیق والاجمال مغن عن التفصیل واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل رقمہ خادم العلماء بالمدینۃ المنورۃ محمد مظہر

احقر البریہ کان اللہ لہ

محمد مظہر احمدی

الجواب صحیح علی مذہب الامام رضی اللہ عنہ الملک العلام

واللہ النبی واتم الفقراء

سوال اول کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جو جانور ماکول اللحم ذبح کیا جائے بقصد تعظیم وخوشنودی غیر اللہ تعالیٰ اگرچہ ذابح نے وقت ذبح کے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا گوشت اسکا حلال ہے یا حرام سوال دوم کسی شخص نے ایک جانور ماکول اللحم بقصد تعظیم وتقرب غیر اللہ پرورش کیا جیسا کہ مروج جہلائے ہند ہے یعنی ایک بکرا کسی نے پرورش کیا بہ نیت تقرب کسی ولی یا غیر ولی کے جیسا شیخ سدو کا بکرا یا گائے میاں کبیر کی یا مرغا شیخ مدار کا نجوف صرف یا سید نفع بدیں عقیدہ کہ اگر کوئی شخص عوض اس بکرے کے دوسرا ایک بکرا یا دو بکری اس سے بہتر یا بعوض اس کے گوشت سبہ لا دیا جاوے تو بکریگا یا لے والا نجوف شیخ سدو وغیرہ کی راضی نہیں ہوتا ہے یہ سمجھکر کہ سوائے بکرہ مذکورہ کے دوسرا قبول نہ ہوگا اور وہ شخص اسی عقیدہ پر قائم رہا یہانتک کہ بسم اللہ کہکر وہ بکرا ذبح ہوا ایسی گوشت اسکا حرام ہے یا حلال سوال سوم شیخ سدو کا بکرا ہو یا کسی ولی کا بکرا ہو بہ عقیدہ مذکورہ سوال دوم حکم دونوں کا واحد ہے یا نہیں یعنی دونوں حلال ہیں یا حرام یا دونوں میں کچھ فرق ہے پس نزدی مقلد طریقہ حنفیہ ہے موافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جواب باصواب عنایت فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول یہ ہے کہ جو جانور ماکول اللحم ذبح کیا جائے واسطے تعظیم اور خوشنودی غیر اللہ تعالیٰ کے اسکے دو حال ہیں ایک یہ کہ تعظیم اور خوشنودی غیر اللہ تعالیٰ ساتھ نفس فعل ذبح کے یعنی اراقہ دم کے منظور ہے دوسرے یہ کہ ساتھ گوشت ذبیحہ کے مقصود ہوتہ ساتھ اراقہ دم کے یعنی یوں قصد کیا کہ یہ جانور واسطے نذر غیر اللہ تعالیٰ کے معین کیا باینطور کہ گوشت اسکا بعد ذبح کے کسی کو دیں گے یا کھلا دینگے بنام اس غیر اللہ تعالیٰ کے تاکہ وہ ہم سے راضی ہو اور عظمت اس کی ظاہر ہو پھر اس کے دو حال ہیں ایک یہ کہ کھانا

یا دنیا گوشت ذبیحہ کا فقط واسطے خوشنودی اور تقرب غیر اللہ تعالےٰ کے ہو بدون قصد تقرب حق تعالیٰ اکے دوسرے یہ کہ اُسمیں تقرب حق تعالیٰ مقصود ہو اور بعد اُسکے خوشنودی اور تقرب غیر اللہ تعالیٰ بھی ہو خواہ بایصال ثواب یا بدون اسکی شق اول میں ذبیحہ مردار اور حرام ہے کما قال فی الدر المختار وغیرہ ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ انتہی اور صورت ثانیہ میں اگر وقت ذبح کی نام اللہ تعالیٰ کا بطور معہود آیا تو ذبیحہ مذکا اور ظاہر ہے لیکن کھانا اُسکا حرام ہوا اسواسطے کہ اُس گوشت میں تقرب غیر اللہ مقصود ہوا اور جس چیز میں تقرب غیر اللہ تعالیٰ کا منظور ہو وہ حرام کما قال فی العالمگیری مایوخذ من الدراہم ونحوہ وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فحرام بالاجماع مالم یقصد بصرفہا الفقراء الاحیاء انتہی وکذا فی الدر المختار وقال علیہ فی رد المحتار قولہ مالم یقصد الخ ای بان تکون صفۃ النذر للہ تعالیٰ للتقرب الیہ وذکر الشیخ مرادا بہ فقراۂ کما مر انتہی اور صورت ثالثہ میں ذبیحہ بھی مذکا ہوا اور گوشت بھی حلال ہے کما قال فی الدر المختار ولو ذبح للضیف لایحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ انتہی وقال فی رد المحتار واعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح فلا یلزم انہ لو قدم للضیف غیرہا ان لا تحل لانہ حین الذبح لم یقصد تعظیمہ بل اکرامہ بالاکل منہا وان قدم الیہ غیرہا ویظہر ذلک ایضا فیما لو ضاف۔ امیر فذبح عند قدومہ فان قصد التعظیم لا تحل وان اضافہ بہا وان قصد الاکرام تحل وان اطعمہ غیرہا انتہی جواب سوال دوم یہ ہے کہ جو بکرا وغیرہ واسطے تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے پرورش کیا اُسمیں بھی تین احتمال ہیں جو جواب سوال اول میں مذکور ہوئے بر تقدیر احتمال اول اور ثانی کی حرمت میں کچھ تامل نہیں اور بر تقدیر احتمال ثالث کی حلت ذبیحہ کی ظاہر ہے اور جب مقصود اس احتمال ثالث کا یہ ہوا کہ اراقت دم اور گوشت ذبیحہ میں تقرب لعین اللہ کا مقصود ہے اگرچہ بعد اسکے تقرب یا تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے بایصال وغیرہ بھی ملحوظ ہو پس امید دفع مضرت یا جلب منفعت مانع حلت نہیں ہو سکتی اسیطرح نذر ماننا پالنے والے کا اُس جانور کو بخوف اس بات کے کہ سوا اس جانور منذور کے اور مقبول نہ ہوگا منافی حلت نہیں اس واسطے کہ شرائط حلت ذبیحہ سب متحقق ہوئے اس خیال سے گو یہ فاسد ہے حرمت ذبیحہ لازم نہیں آتی کما لایخفی علی الماہر اور جواب سوال سوم یہ ہے کہ شیخ سدو یا بھوانی وغیرہ کی بکری میں اور اولیاء اللہ تعالےٰ کی بکری میں فرق ہے وہ یہ کہ شیخ سدو وغیرہ تمہارے مفروضہ مشرکین ہیں اُن کا قصد تعظیم و اکرام ساتھ تقرب الٰہی جلشانہ کے نہیں جمع ہوتا اسلئے ان کی تعظیم کرنے والا مشرک ہے پس نیت تقرب اللہ تعالےٰ کے ان کے نام کی بکری میں معتبر نہیں ہو سکتی پس ذبیحہ ان کے نام کا حرام ہے اور بکرا بنام اولیا کے موافق احتمال ثالث جواب اول کے ساتھ

تقرب الٰہی کے جمع ہو سکتا ہے اسواسطے کہ اکرام اولیاء داخل اکرام الٰہی جلشانہ ہے پس ذبیحہ نذر کا بنام اولیاء کرام کے حلال ہے کما قال فی التفسیرات الاحمدیہ من ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہا وقت الذبح وان کانوا ینذرونہا لہ انتہی وقال فی المنیۃ والعجب من النذر فقد لقربان النذر لغیر اللہ تعالیٰ حرام ونذر الاولیاء ما ولنا بان النذر للہ وثوابہا لہم انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین رحمہم اللہ تعالیٰ جو کچھ کہ از قسم طعام پختہ و خام ومیوہ وغیرہ بتوں کی یا مندر کے نام ہنود مقرر کرتے ہیں یعنی مندر میں چڑھاتے ہیں یا انکو بھوگ لگاتے ہیں مسلمان کو ان کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور چڑھاوہ مندر اور بتوں کا کسی کے ملک شرع میں ہوتا ہے یا نہیں اور خرید کر کھانا بھی اس چڑھاوہ کا درست ہے یا نہیں اور بیع اسکی قیم مندر کر سکتا ہے یا مثل چڑھاوہ مسجد ہی کہ بوریا وغیرہ مسجد کا قیم مجاز بیع نہیں کتب معتبرہ فقہ سے جواب ارقام فرماویں فقط اور اکثر ہنود سے پوچھا تو وہ یہ کہتے ہیں کہ مطعومات تو مندر میں ہم واسطے محتاجین سکنہ مندر و آیندگان مندر کے لیے چڑھاتے ہیں اور سونے چاندی کی چیزیں زینت مندر کے لیے کسی کو مالک نہیں کرتے ہیں ہاں پوجاری کسی محتاج کو مطعومات سے کچھ دیدے تو اجازت ہے اقدمیں سے دینے کا مجاز نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو کچھ طعام وغیرہ ہنود مندر میں چڑھاتے ہیں وہ بلا تامل بہ نیت تقرب بتوں کے چڑھاتے ہیں اور جس چیز میں نیت تقرب غیر اللہ تعالیٰ کی کیجائے وہ حرام ہے قال فی الدر المختار ما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام انتہی مختصرا قال علیہ فی رد المحتار باطل وحرام بوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ لاتکون لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنہا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک کفر انتہی اور چڑھاوہ مندر وغیرہ کا ظاہر املاک مالک چڑھاوہ ہے اسواسطے کہ جبتک کوئی تصرف شرعی مزیل ملک جانب مالک سے واقع نہوگا تو مال مالک اسکی ملک سے خارج نہوگا اور مندر پر چڑھانا کوئی تصرف شرعی مزیل ومفید ملک نہیں ہے اور جب وہ اشیاء حرام قرار پائیں تو خرید کر کھانا اسکا بھی جائز نہوگا قال فی الدر المختار حظر الاشباہ الحرمۃ تتعدی مع العلم بہا الا فی حق الوارث وقیدہ فی الظہیریۃ بان لا یعلم ارباب الاموال انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال. کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ زید نے ایک شے حلال ماکول اللحم ایک بت کے نام سے تشہیر کی اور پھر اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا تو اس چیز کو کھانا حرام ہے یا حلال دوم نفس نیت بالنفس شے حرام ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

وہ شے ماکول اللحم جو زید نے بت کے نام سے تشہیر کی یعنی مثلاً یہ مشہور کیا کہ یہ بکرا بھوانی کا ہے تو متبادر اس تشہیر سے یہی ہے کہ اسکو تقرب طرف اس بت کے ساتھ معین کرنے بکرے کے نام اسکے منظور ہے ورنہ بت کے نام پر کیوں مشہور کرتا پھر اس بکرے کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا تو ظاہر یہ ہے کہ فعل ذبح اور اراقت دم میں تقرب اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے پس یہاں دو امر جمع ہوئے تقرب طرف بت کے ساتھ نفس بکرے کے اسوجہ سے کھانا اس کا اور یہ نیت دونوں حرام ہیں خانماکتا ہے یہ بندہ حقیر مؤلف کہ معنی روایت کے یہ ہیں کہ تقرب ڈھونڈھنا اور طلب کرنا رضا اولیاء کرام سے دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ کھانا بالقصد مزارات میں لیجاتے ہیں اس نیت سے کہ مزارات پر محتاجین مساکین مجاورین ہوتے ہیں انکو خیرات کرنا مقصود ہے خالصاً لوجہ اللہ اور ثواب پہونچانا اولیاء کرام کو تاکہ ان اولیاء کرام سے تقرب حاصل ہو اور ان کی رضامندی اس صورت کی طرف اشارہ کیا ہے اس قول مالم یقصد لصرفہا للفقراء والاحیاء دوسری صورت یہ ہے کہ تقرب مطلوب ہو ساتھ عین ان اشیاء کے نہ خیرات کرنا انکا لوجہ اللہ اس صورت کو بیان کیا ہے اس قول میں ما یؤخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم انتہی قول المؤلف قال فی العالمگیری ما یؤخذ من الدراہم ونحوہ وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فحرام بالاجماع مالم یقصد لصرفہا الفقراء الاحیاء انتہی وقال فی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ ولو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ والفارق انہ ان قدمہا لیأکل منہا کان الذبح للہ والمنفعۃ للضیف او للولیمۃ او للربح وان لم یقدمہا لیأکل منہا بل یدفعہا لغیرہ کان لتعظیم غیر اللہ فتحرم وہل یکفر قولان بزازیہ وشرح وہبانیہ قلت وفی المنیۃ انہ یکرہ ولا یکفر لانا لا نسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بہذا النحر ونحوہ فی شرح الوہبانیہ عن الذخیرۃ انتہی قال فی رد المحتار علی قولہ یتقرب الی الآدمی ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر وہذا بعید من حال المسلم فالظاہر انہ قصد الدنیا والقبول عندہ باظہار المحبۃ فذبحہ لکن لما کان فی ذلک تعظیم لہ لم یکن التسمیۃ مجردۃ للہ تعالیٰ کما لو قال بسم اللہ واسم فلان حرمت ولا ملازمۃ بین الحرمۃ والکفر کما قدمنا انتہی اور امر ثانی یہ کہ یہاں پر ذبح واقع ہوا ساتھ نام مبارک اللہ تعالیٰ کے اور اراقت دم اور فعل ذبح میں تقرب طرف بت کے مقصود نہ تھا بلکہ اس میں فقط الی اللہ تعالیٰ تقرب منظور ہے بخلاف الذبح لقدوم الامیر کہ اس نفس ذبح میں تقرب الی الامیر منظور ہوتا ہے اور اسی وجہ سے گویا التسمیہ الی اللہ تعالیٰ کا مجرد تعالیٰ

کما مر من رد المحتار پس اس وجہ سے وہ ذبیحہ مذکی ہے میتہ نہیں لیکن بوجہ سابق کھانا اُس کا بچاہیے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک بکری کو بنام شیخ سدو پرورش کیا اور بعد چندے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا اور گوشت اس کا پکا کر لوگوں کو کھلایا وہ گوشت پست حرام ہے یا حلال اور اُس کا کھانا کیسا صورت دیگر یوں ہے کہ اگر اُس بکرے کو بنام شیخ سدو پرورش کیا اور بعد چندے اُسکو وقت ذبح شیخ سدو کہکر چھری پھیری اور ذبح کیا پس یہ صورت موافق صورت اولی ہے یا نہیں اور یہ ذبیحہ کیسا آیت ما اہل بہ لغیر اللہ ان دونوں صورتوں پر حکم کرتی ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو بکرا بنام شیخ سدو پرورش کیا اُس میں قصد تقرب کا الی غیر اللہ تعالی ہوا پس کھانا اُس کا حرام ہے قال فی الدر المختار واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام ما لم یقصد واصرفہا لفقراء الانام انتہی قال فی رد المحتار قولہ ما لم یقصد والخ ای بان تکون صیغۃ النذر للہ تعالی للتقرب الیہ ویکون ذکر الشیخ مرادا بہ فقراءہ کما مر انتہی اور جب اُسکو بنام اللہ تعالے کے ذبح کیا تو فعل ذبح اور اراقت دم بنام اللہ تعالے کے ہوا پس وہ بکرا مذکی اور پاک ہوگیا ہر چند کھانا اُس کا حرام ہے بسبب قصد تقرب کے بجہت تحقق شرط ذکوۃ کے جو وہ تسمیہ اللہ تعالی کا ہے عند الذبح قال فی العالمگیری واما شرائط الذکات فانواع منہا التسمیۃ حالۃ الذکاۃ عندنا انتہی اور اگر اُس بکرے کو بنام شیخ سدو کے ذبح کیا تو مذکی نہوا بجہت نہ ذکر کرنے نام اللہ تعالے کے عند الذبح کہ وہ شرط ذکاۃ تھا۔ پس نجس بھی ہے اور حرام بھی ہے تو یہ صورت موافق صورت اولی کے نہیں اور حکم اس کا آیۃ کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ سے ظاہر مستفاد ہے اسواسطے کہ معنے آیۃ کریمہ کے یہ ہیں کہ حرام کیا گیا تم پر میتہ اور دم مسفوح اور لحم خنزیر اور وہ جو چیز پکاری جاوے بنام غیر اللہ تعالی کے وقت ذبح کے پس جو بوقت ذبح کے نام شیخ سدو کا لیا وہ اس میں داخل ہے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین درین معنی کہ ساندہ در ملک ہندوستان قوم ہنود بنام آباؤ اجداد و بنام بتان بگذارند وانتفاع از وی نگیرند پس درین صورت خوردن گوشت او مسلمانان را جائز ست یا نہ بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

گاؤ ساندکہ مروج کفار ہندوست در حکم بحیرہ و وصیلہ است کہ کفار عرب در زمانہ خود آنرا حرام میساختند

وحکم تحریمش بجناب باری منسوب میکردند پس حضرت حق سبحانہ وتعالی بیان آن فرمود بقولہ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون ومقصود آیۃ علے ما فسرہ صاحب احمدی والکشاف وغیرہ آنست کہ مشروع نساخت حضرت حق سبحانہ تعالی این اشیاء را ونہ امر کرد بانہا ولکن کافرین افترا کردند بر حضرت حق سبحانہ پس نہ تصدیق آنان کنید ونہ عمل بمفتریات آنان یعنی این چیز را حرام نیست قال صاحب الکشاف فی تفسیرہ ما شرع اللہ ذلک ولا امر بالتبحیر والتسییب وغیر ذلک ولکن ہم بتحریمہم ما حرموا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون پس ازیں تقریر واضح شد کہ سانڈہ فی نفسہ حرام نیست اما چونکہ مالکش مباح الاکل والبیع برائے کسی نہ نمود ملکش در آن مانع انتفاع ازان است ہمچو مال غصب ودیگر انستن مالک آزاد وعدم تعرض بدان دلیل اباحۃ نیست زیراکہ از سانڈہ کردن ملک مالک زائل نمیشود قال فی الدر المختار ولا یخرج باعتاقہ یعنی جانور را آزاد کردن از ملک مالک نمیرود قال محشیہ العلامۃ الشامی فاذا وجدہ بعضہ فی ید غیرہ لہ اخذہ الا اذا کان قال من اخذہا فہی لہ انتہی الحاصل سانڈہ فی نفسہ حرام نہ چنانچہ بر واقفین تفسیر وناظرین آیۃ کریمہ مذکورہ بالا ظاہر است البتہ بجہت ملک غیر درین حرمت پیدا گردد ہمچو مال غصب واگر مالک اجازت دہد خوردن او جائز است واگر محرمین آن دعوی حرمت بار حال آن تحت ما اہل بہ لغیر اللہ نمایند پس این معنی از واقفین بسا مستبعد است چہ جمہور مفسرین را اجماع است بران کہ مراد ازان رفع صوت بنام غیر اللہ وقت ذبح است واگر گویند کہ حرمتش بجہت تقرب بدان الی غیر اللہ است چنانچہ در ذبیحہ کہ برای قدوم امیر وغیرہ میکنند گوئیم کہ مراد از تقرب الی غیر اللہ تقرب بفعل ذبح است کما صرح بہ الفقہاء والمفسرون ودر گاؤ سانڈہ وغیرہ ہرگز مالکش بر ذبح راضی نیست ونا ذبح آن حرام می انگارد پس بقاعدہ تقرب الی غیر اللہ ہیچگونہ حرام گردد بالجملہ گوشت سانڈہ فی نفسہ حرام نیست اگر حرمت است بجہت ملک غیر وعوارض دیگر است واگر عوارض دیگر نباشد در حلت گوشت آن تاملی نیست

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو جانور بنابر تقرب ماسوی اللہ ذبح کیے جاتے ہیں یا جن زندہ جانوروں پر نام غیر خدا پکار دیا جاتا ہے مثلاً یہ بکرا بھوانی کا یا شیخ سدو کا یا اور کسی بت کا ہے یا جو جانور کسی جن یا ستارہ کے نام پر آزاد یا بطور وقف چھوڑ دیئے جاتے ہیں اگر یہ سب وقت ذبح کے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ذبح کئے جائیں تو ان کا گوشت حلال ہے یا حرام

بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو جانور بنابر تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ذبح کیا جائے کھانا اُس کا حرام ہے اگرچہ وقت ذبح کے نام اللہ تعالیٰ
کا لیا جاوے قال فی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ تعالیٰ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ
ولو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ انتہی اور جس جانور پر نام غیر اللہ
تعالیٰ کا پکارا جاتا ہے مثلاً بھوانی یا شیخ سدو وغیرہ کا اس کا بھی یہی حال ہے یعنی بنیت تقرب ماسوائے
تعالیٰ کے کھانا اُس کا حرام ہے گو وقت ذبح کے نام اللہ تعالیٰ کا لیں اگر زندہ جانور پر کسی ولی یعنی کا نام
پکارا جیسے یہ مرغ مثلاً حضرت غوث الثقلین کا تو وہ حرام ہوگا اس واسطے کہ اس صورت میں ذبح اُس جانور
کا واسطے تقرب حق تعالیٰ کے ہی اور مقصود نام سے اُن بزرگ کے ایصال ثواب ہے روح اُن بزرگ
قال فی التفسیر الاحمدی ومن ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم
یذکر اسم غیر اللہ تعالیٰ علیہا وقت الذبح انتہی وقال فی المنتقیٰ واما یجب النذر فقد تقرر ان النذر لغیر اللہ
تعالیٰ حرام وتعدیا ودینا ما ول بان اللہ تعالیٰ والثواب لمیتے اور یہی حال اُن جانوروں کا
جنکو بنام جن یا کسی ستارہ وغیرہ کے بطور بھینٹ چھوڑتے ہیں کہ اسمیں بھی نیت تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے
ہوتی ہے پس کھانا اُس کا حرام ہوگا۔

السید المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال ما قولکم ایہا العلماء الحنفیۃ الکرام فی ہذہ المسئلۃ شہر کلکتہ ودیگر بعض بلاد بنگال میں کھانا نان پاؤ و
بسکٹ مخمر بخمیر تاڑی کا جو منجملہ اشربہ مسکرہ ہے بوجہ فتوے حلت دینے بعض اعیان کے شائع ہے
اور اُسکی حلت پر اسقدر اعتقاد ہے کہ مانع نہیں کھانیوالا مطعون رہتا ہے اور متعصب سمجھا جاتا ہے مگر مستفتی
کو کہ معتقد حنفی المذہب ہے حلت میں اُس کی کلام ہے بدیں وجہ کہ ہرگاہ تاڑی بوجہ مسکر ہونے کے قبیل
اسم تنہ کو مفتی بہ عند الحنفیہ ہے تحت کلیہ کل مسکر خمر وکل مسکر حرام داخل ہو کر مصداق خمر و حرام ونجس
ہوئی پھر جو آٹا اُس میں خمیر ہو کر پکایا جاویگا اُس روٹی کا کھانا عند الحنفیہ کیونکر جائز وحلال ہوگا حسب تصریح
معتبرات حنفیہ کھانا اُس روٹی کا جو آرد و تخم خمیر خمر سے بنائی جاوے حرام ممنوع ہے مثل اُس روٹی کے
جو آرد تخم خمیر شراب سے پکی ہو کہ تصریح اس امر کی کتاب الاشربہ ہدایہ وکفایہ وغایۃ البیان وفتاویٰ
عالمگیری میں موجود ہے کما لا یخفی علی ناظر سیما لہٰذا بحضور علماء دین عرض ہے کہ بہ نظر مستفتی کی حسب قواعد
حنفیہ کہ اقوال راجح ومفتیٰ بہ صحیح اور واجب القبول ہے یا برعکس اور کھانا نان پاؤ و بسکٹ مذکورہ حلال
یا حرام اور بتقدیر ثانی مستباح حلت حامل اور آثم ہے یا نہیں بہ تفصیل شافی وبسط کافی مدلل رقم فرمایا

تا باعث رفع خلاف والزام وہدایت کافۂ انام ہووے فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

یہ تقریر مستفتی کی درباب حرمت نان پاؤ وبسکٹ کی جس میں تاڑی مسکر پڑتی ہے صحیح اور مقبول ہے
اور موافق مذہب حنفیہ مذہب مفتی بہ کے اس کی حرمت میں تامل نہیں ویؤیدہ ما فی الدر المختار وقال محمد
ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام وہو نجس ایضا وبہ یفتی انتہی قال فی رد المحتار اقول الظاہر ان ہذا خاص بالاشربۃ
المائعۃ دون الجامدۃ کالبنج والافیون فلا یحرم قلیلہا بل کثیرہا المسکر وبہ صرح ابن حجر فی التحفۃ وغیرہ
مفہوم من کلام ائمتنا انہم عدوہا من الادویۃ المباحۃ وان حرم السکر منہا ویدل علیہ ایضا قولہ فی خمر الا
وہذہ الاشربۃ عند محمد موافقۃ للخمر بلا تفاوت فی الاحکام ولہذا یفتی فی زماننا وظاہر قولہ بلا تفاوت
نجاستہا غلیظۃ انتہی پس مفتیان حلت مذہب حنفی میں غلطی میں کہ خلاف مفتی بہ فتوی دیا ہے لیکن
الاطلاق آثم نہیں ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ . الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان عفی عنہ

سوال ایک شخص روزگار ولایتی پانی کا کرتا ہے یعنی سوڈہ واٹر بناتا ہے اور ایک من پانی میں دو
شراب اسپرٹ وین ڈالی جاتی ہے تو یہ بنانا اور بیچنا جائز ہے یا نہیں اور تیل لیمو کا جو ولایت سے
آتا ہے اس میں بھی شراب کی لاگ ہوتی ہے اس کا استعمال درست ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بنانا پانی مذکور کا جس میں شراب پڑتی ہے جائز نہیں اور بیچنا اس پانی کا جائز ہے اور اسیطرح استعمال
تیل لیمو کا درست نہیں قال فی الدر المختار لو وقعت قطرۃ منہا فی الماء الغیر الجاری اوفی حکمہ نجسہ وان استہلک
فیہ وصار ما ر واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

کہتا ہے مؤلف اصلاح کرنے والا ان فتوؤں کا کہ یہ حکم مختص ہے ساتھ اُن نان پاؤں اور بسکٹوں کے کہ جہاں تاڑی
ہوتی ہے اور تاڑی مسکر پڑتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ بسکٹ وہی ہیں جنمیں تاڑی مسکر پڑی ہے ورنہ
خمیر کا تاڑی سکر ہونا ضرور نہیں ہے سوڈا ایک اور ان چیز ہے اس سے بھی خمیر ہو جاتا ہے، تو مطلقا جو نان پا
اور بسکٹ بازاروں میں فروخت ہوتی ہیں اُن کی حرمت کا حکم نہیں دے سکتے۔ اور یہ قول امام
محمد کہ ... [illegible] ... ہے ... قول امام اعظم ... یہی ہے کہ غیر خمر میں بعد
اسکار حرام ہے کا ... کتب الفقہ ... قولہ الاطلاق آثم نہیں اسی طرف
اشارہ ہے ... روایت ... [illegible] ... ہے۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں جو انگریزی پانی انگریزی کل سے انگریزوں کے واسطے بنتا ہے ایک من میں یعنی چالیس سیر میں دو پیسہ بھر شراب پڑتا ہے مسلمانوں کو اس پانی کا بنانا اور بنوانا اور فروخت کرنا کیسا خرید نا مسلمانوں کو اور پینا اس پانی کا مسلمانوں کو درست ہے یا نہیں اور جملہ ادویہ جو انگریزوں کی ولایت سے آتی ہیں معتمد آدمی کہتے ہیں کہ اس میں شراب ملی ہے اس ادویہ کی خرید و فروخت روا ہے یا نہیں اور مسلمان جو شراب بناتے ہیں یا بنواتے ہیں و بیع وشرا اس کی کرتے ہیں اور اس شراب خانہ کے کاروبار میں کسی قسم کی نوکری کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور شراب بجمیع اقسام حرام یا کچھ فرق مفتی بہ مسئلہ و مما طاکو نساہے فقط بینوا توجروا رحمکم اللہ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

وہ پانی جس میں شراب بحساب فی من دو پیسہ بھر ڈالی جاتی ہے نجس اور حرام ہے قال فی الدر المختار لو وقعت قطرۃ منہا فی الماء الغیر الجاری او ماء حکمہ نجستہ وان استہلک فیہ وصار بارا انتہی وقال فی الدر المختار وحرم الانتفاع بہا ولو لسقی دواب اولطین او نظر للتلہی او فی دواء او دہن او طعام او غیر ذلک انتہی پس مسلمانوں کو بنانا اور بنوانا اس کا حرام ہے اور خرید و فروخت کرنا اس پانی کا جائز ہے اس واسطے کہ جو از بیع مبنی ہے اوپر منتفع بہ ہونیکے اور جب وہ پانی باستعمال کفار منتفع بہ ہے تو بیع وشرا اس کی صحیح ہے جیسی بیع سرگین کی اور مسلمانوں کو پینا اس کا جائز نہیں اور یہی حال ہے جملہ ادویہ انگریزی کا جن میں شراب پڑتی ہے اور جو لوگ شراب بنانے کا کارخانہ کرتے ہیں اس کے کام میں نوکری کرنا اور مدد اس کام کی کرنا موافق قول مفتی بہ کے حرام ہے قال فی الدر المختار وجاز حمل خمر ذمی باجر لا عصر العنب المعصیۃ بعینہ انتہی قال علیہ فی رد المحتار وہذا عندہ وقالا ہو مکروہ زاد فی النہایۃ قولہ قیاس وقولہما استحسان انتہی اور شراب بجمیع اقسام حرام ہے بلا تفاوت قال فی الدر المختار وحرمہا محمد ای الاشربۃ المتخذۃ من العسل والتین ونحوہا مطلقا وبہ یفتی انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ میفرمایند علمائے دین دریں باب کہ زعفران کہ یا حرام است یا حلال ونجس است یا طاہر بینوا توجروا فقط

کتنا ہے کہ لوگوں کا اسپرٹ شراب نہیں ہے کہ جس کے پینے سے سکر ہو اس کا استعمال واسطے سکر کے کوئی نہیں کرتا ہے بلکہ وہ ایک تیزاب ہے کہ واسطے حل کرنے ادویہ سخت کے استعمال کرتے ہیں اور پانی میں بھی تیزی پیدا کرنیکے لئے ڈالتے ہیں اسکو انہیں مسکرہ سے قرار دینا فقدا مشہور ہے اور حکم حرمت کا اوپر تقدیر شراب کر ہونیکے دیا گیا حسب سوال سائل کے اور بعد التحقیق یہ تحقق ہوا کہ یہ تیزاب ہے اگر کوئی شخص ایک دو پیسہ بھر پیوے تو خوف مرجانیکا ہے فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

زعفران موافق تحقیق اکابر حنفیہ مطلقا حرام نیست بلکہ قدر مسکرش حرام ست وطاہر است مطلقا قدر مسکر باشد یا کمتر از ان قال فی الدر المختار وکذا تحرم جوزۃ الطیب انتہی قال علیہ فی رد المحتار وکذا العنبر والزعفران کما فی الزواجر لابن حجر المکی قال فہذہ کلہا مسکرۃ ومرادہم بالاسکار ہنا تغطیۃ العقل لا مع الشدۃ المطربۃ لانہا من خصوصیات المسکر المائع فلا ینافی انہا تسمی مخدرہ اقول ومثلہ زہرۃ القطن فانہ قوی التفریح بالغ الاسکار کما فی التذکرۃ فہذا کلہ ونظائرہ یحرم استعمال القدر المسکر دون القلیل کما قدمنا انتہی وقال ایضا علی قول الدر وقال محمد ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اقول الظاہر ان ہذا خاص بالاشربۃ المائعۃ دون الجامدۃ کالبنج والافیون فلا یحرم قلیلہا بل کثیرہ المسکر وبہ صرح فی التحفۃ وغیرہا وہو مفہوم من کلام ائمتنا لانہم عددوہا من الادویۃ المباحۃ وان حرم السکر منہا بالاتفاق ولم نر احدا قال بنجاستہا ولا بنجاسۃ نحو الزعفران مع ان کثیرہ مسکر ولم یحرموا اکل قلیلہ ایضا والحاصل انہ لا یلزم من حرمۃ الکثیر المسکر حرمۃ قلیلہ ولا نجاستہ مطلقا الا فی المائعات لمعنی خاص بہا اما الجامدات فلا یحرم منہا الا الکثیر المسکر ولا یلزم من حرمتہ نجاستہ کالسم القاتل فانہ حرام مع انہ طاہر انتہی مختصرا وکسانیکہ بتحریم آن مطلقا حکم نمودہ اند مستندات آنان چند است اول حدیث کل مسکر خمر ثانی ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ثالث ما اسکر الجرۃ منہ فالجرعۃ منہ حرام رابع ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم نہی عن قلیل ما اسکر کثیرہ خامس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر حرام وما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام سادس کل مسکر حرام وما اسکر الفرق فملأ الکف منہ حرام سابع قیاس ہر مسکر بر خمر پس چنانکہ قلیل وکثیر خمر حرام است ہمچنیں در ہر مسکر قلیل وکثیر حرام خواہد بود وجواب این مستندات از جانب حنفیہ بوجوہ متعددہ است تفصیل آن بتطویل می کشد مختصر اینکہ حدیث کل مسکر خمر وکل خمر حرام صحیح وثابت نیست قال فی الہدایۃ الحدیث الاول طعن فیہ یحیی بن معین انتہی قال فی العینی اراد بہ قولہ صلے اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر روے عن یحیی بن معین الاحادیث الثلثۃ لیس بثابت عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم احد بالاشکاح الابول وشاہدی عدل ما اتانی من من ذکرہ فلیتوضأ الثالث کل مسکر خمر حرام انتہی مختصرا وحدیث ثانی وثالث ورابع وخامس وسادس معارض است بحدیث حرمت الخمر لعینہا والسکر من کل شراب وبحدیث زید بن علی قال حدثنی ابی عن جدی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ابتلاکم بہذا النبیذ واحل منہ الذی لا یسکر وحرم منہ المسکر وبحدیث ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ انہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا شرب تسعۃ اقداح فلم یسکر فلا باس واذا شرب العاشر فسکر فذلک حرام کذا فی العینی وقیاس دیگر اشربہ مسکرہ بر خمر مع الفارق ست چہ خمر بسبب رقت ولطافت قلیل آن داعی طرف شرب کثیر است ودیگر اشربہ نہ چنانست پس قیاس دیگر اشربہ بر خمر

فيه فبعضهم قال بكراهته وبعضهم قال بحرمته وبعضهم باباحته وافردوه بالتاليف وفي شرح الوهبانية للشرنبلالي ويمنع من بيع الدخان وشربه وشاربه في الصوم لاشك انه يفطر وفي شرح العلامة الشيخ اسماعيل النابلسي والد سيدنا عبد الغني النابلسي على شرح الدرر بعد نقله ان للزوج منع الزوجة من اكل الثوم والبصل وكل ما ينتن الفم قال ومقتضاه المنع من شربها التتن لانه ينتن الفم خصوصا اذا كان الزوج لا يشربه اعاذنا الله تعالى منه وقد افتى بالمنع من شربه شيخ مشائخنا المسيري وغيره اه وللعلامة الشيخ على الاجهوري المالكي رسالة في حله نقل فيها انه افتى بحله من يعتمد عليه من ائمة المذاهب الاربعة قلت والف في حله ايضا سيدنا العارف عبد الغني النابلسي رسالة سماها الصلح بين الاخوان في اباحة شرب الدخان وتعرض له في غير من تاليفه الحسان واقام الطامة الكبرى على القائل بالحرمة والكراهة فانهما حكمان شرعيان لابد لهما من دليل على ذلك فانه لم يثبت اسكاره ولا تفتيره ولا اضراره بل ثبتت له منافع فهو داخل تحت قاعدة الاصل في الاشياء الاباحة وان فرض اضراره للبعض لا يلزم منه تحريمه على كل احد فان العسل يضر باصحاب الصفراء الغالبة وربما امرضهم مع انه شفاء بالنص القطعي وليس الاحتياط في الافتراء على الله تعالى باثبات الحرمة والكراهة اللذين لابد لهما من دليل بل القول بالاباحة التي هي الاصل وقد توقف النبي صلى الله عليه وسلم مع انه هو المشرع في تحريم الخمر ام الخبائث حتى نزل عليه النص القطعي فالذي ينبغي للانسان اذا سئل عنه ان يقول هو مباح لكن رائحته تستكرهها الطباع فهو مكروه طبعا لا شرعا انتهى اور بہت ظاہر ہے کہ حسب موافق قول ان محققین کے یہ مباح ٹھیرا پس طہارت میں اسکی کچھ کلام نہیں تو دہیا اسکا بلاشبہ کے طاہر ہوگا فقط والله سبحانه تعالی اعلم وعلمه اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ما قولکم ایها العلماء المکرمون فی المسئلة الآتیة اسئلکم بحکم الله فاسئلوا اهل الذکر الآیة فاجیبوا احکم الله فی الدارین جس شخص کی زوجہ و والدہ وجدہ و خواہر وغیرہ پابند صوم و صلوٰة و جمیع احکام شرعیہ نہوں اور افعال بدعات اور شرک میں مبتلا رہیں اور جملہ مذکورین اکل و شرب و سکنی میں باہم شریک ہوں اور یہ شخص اُن سب کا کفیل نان نفقہ ہو اور وہ سب جملہ امور میں مطیع اور فرمانبردار اُس کے ہوں الا امور موافق طبع میں طوعًا اور اعمال ناملائم مزاج میں کرہًا اطاعت کریں تو اُن سبھوں کے ساتھ شخص مذکور کو کس طرح معاشرت چاہیے اور کس قدر تاکید زوجہ پر اور کسقدر والدہ پر اور جدہ اور خواہر پر کرنا چاہیے تاکہ وعید یا ایها الذین آمنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا اور کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته سے خلاص پاوے اور مواخذہ عقبیٰ سے بچے اور کتنی تمادی میں بہ نسبت زوجہ کے اور تسہل میں بہ نسبت والدہ

وخواہرہ کے گرفتار مواخذہ یوم الحساب ہوگا جواب اسکا مفصلاً عام فہم زبان اردو مع سند قرآن
وحدیث ومعتبرات فقہ درکار ہے فقط بالجواب مستند بالکتاب جزاکم اللہ رب الارباب سوال دوم اگر
ارباب قرابت نسبیہ وصہریہ یا دوسرے اشخاص برادری یا اہل محلہ یا احباب کے یہاں تقریب شادی کی
یا غمی بانضمام منکرات ورسوم ممنوعہ ہو تو شخص مسلم واقف احکام شرعیہ اور دیندار ان کو وہاں جانا اور
شریک ہونا یا اپنی زوجہ یا دوسرے متعلقین مذکورین بضمن سوال اول کو جو تحت قبضہ قدرت واختیار اس کے
ہوں جانے دینا شرعاً جائز ہے یا ممنوع وگناہ اور بر تقدیر ثانی گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ ہے اور آیا تقریبات
مذکورہ میں مطلقاً جانا منع ہے اور جانے دینا اپنی زوجہ اور دیگر زنان متعلقات کو باعث معصیت ہے
یا بصورت شرکت کے امر ممنوع ومجلس لہو وسرود میں معصیت ہوگی اور اگر ایک ہی صحن ہے کہ وہاں سرود
ولہو امور ممنوع بھی ہیں اور اصل کس جس کے یہاں تقریب ہے وہ بھی ہے پس وہ شخص مذکور اگر خود بایں
بنظر رفع شکایت وادائے رسم برادری جاوے اور قدرے بیٹھ کر چلا آوے یا اپنی زوجہ ووالدہ دختر
کو اسی طور سے بتاکید عدم شرکت وارتکاب امر ممنوع وہ ایک ساعت یا دو ایک روز کے لیے جانے دے
تو اس تقدیر پر بھی نظر بغرض حضوری کے ایسے مقام میں اور ایسی تقریب میں مورد الزام شرعی اور خطاکار
ہوگا یا نہیں اور نہیں جانے میں اپنے یا نہ جانے دینے متعلقین میں اگر بوجہ جہالت شخص قرابت مند کے
اندیشہ قطع رحم اور ترک برادری ورنجش باخود یا کا ہو تو یہ عذر شرعاً کافی واسطے جواز شرکت ایسی تقریبات
کے ہوسکتا ہے یا نہیں جواب جملہ شقوق کا تفصیلاً بعبارات اردو عام فہم بسند کتاب وحدیث ومعتبرات فقہ
واصول درکار ہے۔ بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مذکورہ میں جب زوجہ اور والدہ وغیرہ شخص مذکور کی مطیع ہیں اگرچہ امور ناموافق طبع میں کرتا ہوں
تو شخص مذکور کو چاہیے کہ مسائل ضروریہ عقائد کے اور فروع کے اُن کو تعلیم کرے اور موافق اُس کے
اُن سے عمل کرالے اگرچہ وہ کرہاً عمل کریں اور مقتضائے آیۂ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم واہلیکم
نارا یہی ہے کہ اپنے نفس اور اہل وعیال کی تعلیم اور امر بالمعروف میں جد بلیغ کرے قال فی التفسیر الکبیر
قوا انفسکم ای بالانتہاء عما نہاکم اللہ سبحانہ عنہ وقال مقاتل ان یودب المسلم نفسہ واہلہ فیامرہم بالخیر وینہاہم
عن الشر انتہی اور جب شخص مذکور نے تعلیم وتادیب بلکہ عمل کرانے میں موافق اُسکے سعی بلیغ کی تو اب
یہ شخص عہدہ اپنے سے بری الذمہ ہوا پھر چھوڑ دینا اُن اشخاص مذکورہ کو بباعث بے رغبتی اُنکی کے
امور دین میں شرعاً لازم نہیں ہے چنانچہ بفحوائے آیۂ کریمہ ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرأۃ نوح وامرأۃ لوط

یعنی ان ...
عن الامام کان قبل ان یصیر ...

انتہی اور جو چیز انسان کو مضر ہے پس اسکا ہے

حکم رابع فلکلم مسئول عن رعیۃ انتہی اور باقی تفصیل ادلہ کا یہ ہے

کی فقیہ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں ۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کتے یا خنزیر نے رس میں موتھ ڈالا پھر اُس رس کی راب یا گڑ بنایا گیا راب اور گڑ پاک ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اس صورت میں راب و گڑ پاک ہے اسواسطے کہ رس کو راب یا گڑ بنانے سے قلب عین ہو گیا اور قلب عین مطہر ہے قال فی الدر المختار وقد اثبت فی الخزائن المطہرات الی نیف وثلاثین وغیرت نظم ابن وہبان فقلت وغسل ومسح والجفاف مطہر ونحت وقلب العین والحفر یذکر وقال فی موضع آخر لکون [illegible] زاد وقد رونا لازم نجاسۃ الخنزیر فی سائر الاسمار ولا کان حمارا او خنزیرا ولا قذر وقع فی بئر فصار حماۃ لانقلاب العین بہ یفتی انتہی وقال المحقق الشامی قولہ لانقلاب العین علۃ للکل وہو قول محمد وذکر معہ فی المحیط والذخیرۃ ابا حنیفۃ حلیۃ قال فی الفتح وکثیر من المشائخ اختاروہ وہو المختار لان الشرع رتب وصف النجاسۃ علی تلک الحقیقۃ وتنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل انتہی مختصرا وایضا قال فیہ تحت الشرح قول الشارح ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی الخ وعبارۃ المجتبی جعل الدہن النجس فی الصابون یفتی بطہارتہ الخ وعبارۃ المجتبی جعل الدہن النجس فی صابون یفتی بطہارتہ لانہ تغیر والتغیر یطہر عند محمد ویفتی بہ للبلوی ایہ ثم اعلم ان العلۃ عند محمد ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ للبلوی کما علم مما مر ومقتضاہ عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل فیہ کل ما کان فیہ تغیر

والانقلاب حقيقة وان فيه بلوى عامة فيقال كذلك في الدليل المطبوع اذا كان زبيبه متنجسا والسيما ان الغار يدخله فيبول ويبعر فيه وقد يموت فيه انتهى بقدر الحاجة فقط

حرره العبد المفتاق الى رحمة ربه المشرقين محمد ظهور الحسين عفي عنه قد صح الجواب محمد ارشاد حسين احمدی۔

الجواب صواب محمد حسن الجواب صحيح محمد عبد المجيد اصاب من اجاب محمد عبد الله الجواب هو الصواب محمد گوہر علی الجواب صحيح محمد امداد حسين عفي عنه هذا هو الحق والصواب محمد سلامت الله ذلك كذلك ومن قال سوى ذلك قد قال محالا ابو النعمان محی الدين محمد اعجاز حسين مجددی عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

ہم کہتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے اس لیے کہ ناپاک رس کی راب یاگڑ بنانے سے ماہیت نہیں بدلجاتی اس لیے کہ رنگت اور شیرینی رس کی ہنوز باقی ہے اور بقاء صفات نشانی ہے ذات کی اور بہت مسائل طہارت ونجاست پانی کے اسی قاعدہ پر مبنی ہیں اور صورت سوال کو قیاس کرنا مسئلہ پر جو کہ نمک میں گر کے نمک بنجائے عقل مندلی بعید ہے اور مسئلہ صابون وغیرہ ایجاد بعض متاخرین منظور فیہ ہے واللہ اعلم بالصواب۔ محمد امام الدین بیشک حکم بالا غلط ہے اور جو کچھ حضرت مولانا امام الدین صاحب نے لکھا حق ہے۔ عبد الکریم حمید شاہ حامے

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ راب یاگڑ متنجس عصیر حرام سے ہے پس نظر کرنا چاہیے مسئلہ طبیخ کو کہ بنایا گیا ہووے عصیر حرام سے تا حرمت متنجسین مذکورین سوال واضح ہووے اور وہ مسئلہ مذکور عالمگیری میں مصرح ہے۔ محمد حسین خاں

نقول وباللہ التوفیق ناپاک رس کی راب یاگڑ ناپاک ہے اور رس کی راب یاگڑ ہو جانے سے انقلاب عین جیسا کہ علمائے رامپور نے سمجھا ہے ممنوع ہے چنانچہ خود شامی میں تصریح اس کی موجود ہے فلیراجعوا خادم شرع محمد نور الحق عفي عنه خادم شرع شریف عبد الحمید عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ جواب غلط ہے کیونکہ مجیب نے حاشیہ شامی سے علت تطہیر کی دو چیزیں نقل کیں انقلاب حقیقۃ اور عموم بلوی یہاں دونوں میں سے ایک بھی پائی نہیں جاتی نہ انقلاب حقیقۃ اس لیے کہ پتلی چیز گاڑھی ہوگئی فقط اور پتلی چیز کی گاڑھی ہونے سے یا گاڑھی کے پتلی ہو جانے سے انقلاب لازم نہیں آتا انقلاب جب لازم آتا ہے کہ نہ عین باقی رہے نہ اثر جیسے کہ کان نمک میں انسان یا اور کوئی مردار پڑ کر نمک ہو جائے تو یہاں انقلاب عین واثر کا ہے وہ پاک ہو جائے گا اور جو ذرہ بھی کچھ اثر باقی رہے گا

تو ناپاک ہے جیسا حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات پنجاہ وسوم جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں
انسان القی فی معدن الملح حتی صار شیئا فشیئا متصفا باحکام الملح لعلہ ان صار کلہ ملحا القی منہ عین
والاثر ظاہرم صح فعلہ وقطعہ وحل اکلہ وبیعہ وشرہ ولو بقی منہ عین او اثر لما جاز ذلک پس گدھے میں انقلاب
کب ہوا ہے اں اگر جل کے راکھ ہو جاتا جب انقلاب ہوتا اور پاک ہو جاتا باقی رہا عموم بلوی تو وہ
یہاں خود مفقود ہے کیونکہ رس کا کڑاہ کچھ تلاؤ نہیں ہے بلکہ کنویں کا سا بھی حال نہیں ہے کہ عوام
الناس سے اسکا احتیاط نہ ہو سکے اور جو صرف پک جانے سے انقلاب ہو جایا کرے تو دنیا میں
کوئی چیز ناپاک نہ رہے گی سرکہ کی ظرف میں چوہا مرا سکنجبین بنالی یا دودھ کو کتے نے پیا اس کی ربڑی
یا کھیر پکالی ایسی ہی پیاج یا دہی کی کڑہی پک گئی شعر لکاتبہ ؎ شیرے کہ سگش خورد ببز شیر برنجش
بیرنج خورش نام دگر گشت حلال است ✦ مخادق سود اور رشوت خواری اور انواع واقسام خباثات
وخیانات میں مبتلا ہیں جب اس طرح کے فتوے تغیر نام سے تطہیر پائیں گے تو کلب وخنزیر کی طرح
نجاست خور بھی ہو جائیں گے نعوذ باللہ من ہذا المخصوم فقط   محمد حسین عفی عنہ

حکم بالا فاضلان رامپور کا غلط ہے اور یہ جو کہ جناب مولوی محمد حسین خاں صاحب نے لکھا ہے صحیح
ہے۔   حررہ العبد الضعیف عبد الکریم عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ التوفیق

رامپور کے بعض فضلا نے حکم دیا کہ جس رس میں سور مونہہ ڈالدے اس کی راب پاک و حلال ہے
انھوں نے اس حکم کی کوئی روایت کسی کتاب سے نہیں لکھی اپنی رائے سے اسکو حلال بتایا حلت وحرمت
کی رائے سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ ایسے حکم پر وعید شدید ہے کہ من افتی بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السماء
والارض حیث نسب الی اللہ تعالیٰ انہ حکم وہو کاذب ابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسیر شرح
جامع صغیر منشاء اس غلطی کا یہ ہوا کہ انھوں نے سمجھا کہ ناپاک رس کی پکانے اور گاڑھے ہو جانے سے
حقیقت بدل گئی اور یہ بالکل خطا اور بیجا ہے کیونکہ تبدل حقیقۃ کے یہ معنے ہیں کہ شئ اول فنا ہو اور
بالکل نابود ہو جاوے چنانچہ گوبر جلکر راکھ ہو گئی یا مردہ کان نمک میں پڑکر نمک بن گیا گوشت پوست
ہڈی میں سے کچھ باقی نہ رہا اور یہ معنے ان صاحبوں نے خود حاشیۂ شامی سے نقل کیے کہ معنی الحقیقۃ بانتفاء
بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل فان الملح غیر العظم واللحم لیکن یہ نہ سمجھے کہ راب میں تبدل حقیقۃ کا نہیں
ہوا کیونکہ رس فنا اور نابود نہیں ہوا اگر تبدل حقیقۃ کا ہوتا تو راب پاک نہیں بنا حقیقت راب پاک کی

... [illegible] حد بالطهارة بانقلاب العين واختاره اكثر
المشائخ خلافاً لابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کما فی شرح المنیۃ والفتح وغیرہما پس اس تیل ناپاک کا پاک
ہوجانا قطع نظر اس سے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے خلاف اسکا مروی ہے سلف سے مروی
نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر قیاس کیا ہے کہ انقلاب حقیقۃ سے شئے پاک
ہوجاتی ہے لیکن اسپر یہ شبہہ ہے کہ شرح منیہ میں مسطور ہے وعند محمد لا یطہر الدہن بوجہ پس جبکہ
نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ناپاک تیل کسی وجہ سے پاک نہیں ہوتا تو تفریع بعض متاخرین کی
باوجود اس تصریح کے صحیح نہوگی اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ پاک ہوگیا لیکن قیاس راب کا اس صابون
پر بھی درست نہیں کیونکہ راب اور گڑ میں رس منجمد ہے اور صابون میں تیل بلکہ تیل مستہلک اور منتفی ہوگیا
کیونکہ صابون بنایا جاتا ہے چونہ اور سجی اور شورہ سے انمیں تھوڑا تیل بھی ڈالتے ہیں اور یہ سب چیزیں طاہر
ہیں اور معلوم ہے کہ چونہ منفی تیل ہے پس تیل لامحالہ مستہلک اور منتفی ہوگیا یہی تبدل حقیقۃ ہے اور
قطع نظر اس سے صابون کو ان چیزوں میں بہت سا پانی ڈالکر اور پانی میں پکانا مطہر شئے نجس ہے کما
ہو المذکور فی الکتب اور شرط نہیں تثلیث طبخ نے الماء یعنی تین بار پکانا چنانچہ شامی میں ہے قال
فی الفتاوی الخیریۃ ظاہر کلام الخلاصۃ عدم اشتراط التثلیث وہو مبنی علی ان غلبۃ الظن مجزیۃ عن التثلیث
الغرض اس تیل میں اسباب تطہیر استہلاک اور انقلاب حقیقۃ اور طبخ فی الماء ہے اور راب میں ان میں
سے ایک بھی نہیں تو قیاس راب کا صابون پر بھی درست نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ وہ راب شرعاً
یقیناً ناپاک ہے حلال جاننا اسکو سخت جہالت ہے فقط واللہ اعلم بالصواب کتبہ الفقیر المستجیر الی اللہ
القدیر عبد الکریم ابن احمد خاں عفی اللہ لہما۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب علمائے رامپور صحیح اور اوفق ہے ساتھ فقہ کے اور اس مسئلہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے

... سیار ابی نصر محمد ابن

... حاشیہ لسنتے ووجہ فی الخلاصۃ بصیرورتہ

... اعتراض کیا ہے وتوجیہ ضعیف اذ یقتضی ان جمیع الاطعمۃ

اذا کان لہا نجسا او دہنا او نحو ذلک ان یکون الطعام طاہرا لصیرورتہ شیئا آخر وعلی ہذا سائر المرکبات

اذا کان بعض مفرداتہ نجسا ولا یخفی فسادہ انتہی اسکا حال یہ ہے کہ اہل ترجیح اور افتا نے جو قول امام محمد

رحمۃ اللہ تعالی پر فتوے دیا ہے تو مطلقا نہیں ہے بلکہ مخصوص ہے ساتھ ضرورت اور عموم بلوی کے

کما قال فی المجتبی جعل الدہن النجس فی الصابون یفتی بطہارتہ لانہ تغیر والتغیر یطہر عند محمد ویفتی بہ

للبلوی انتہی وقال فی الدر المختار ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی للبلوی انتہی پس جن اطعمہ وغیرہ میں

مثل اپنی وغیرہ نجس پڑا ہے اگر ضرورت اور عموم بلوی ہے یعنی عامہ مسلمین اسمیں مبتلا ہیں اور بچنا اس

دشوار ہے تو موافق قول مذکور کے بلاشبہ وہ پاک ہیں لیکن ظاہر ہے کہ ان بلاد میں اطعمہ وغیرہ میں عموم

بلوی اور ضرورت نہیں ہے پس لزوم طہارت بھی نہو گا اور ثانیا یہ کہ جس قول پر ارباب ترجیح وافتا نے

فتوے دیا تو کسی کو مقلدین میں سے خلاف اسکا جائز نہیں کما قال فی الدر المختار اما نحن فعلینا اتباع

ما رجحوہ وما صححوہ انتہی پس شارح منیہ جو کسی قسم کی اہل ترجیح وافتا میں سے نہیں ہیں انکی اعتراض سے

قول مفتی بہ کیونکر متروک ہو سکے اور یہ کہنا کسیکا کہ یہ مذہب متقدمین فقہا نہیں ہے بلکہ متاخرین نے امام محمد

کے قول پر قیاس کر کے صابون کو طاہر کہا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قایل اس کلام کا فقہ سے ناآشنا ہے

بھلا قیاس کہاں ہے یہ تفریع ہے کلیہ قول امام محمد پر وکم من فرق بین القیاس والتفریع اور تفریع

کرنے والے بھی فقط متاخرین نہیں ہیں بلکہ متقدمین میں ارباب ترجیح بھی ہیں جیسے ابو نصر محمد ابن سلام جو

مماثل اور سہم بیہ میں ابو حفص کبیر کی کہ وہ تلمیذ خاص ہیں امام محمد کے قال فی الفوائد البہیۃ محمد بن سلام ابو نصر البلخی
وہو صاحب الطبقۃ العالیۃ من انمہ عدد من اقران ابی حفص الکبیر قال الجامع ذکر الفقیہ ابو اللیث فی آخر کتاب
النوازل ان وفاتہ کان خمس وثلاثمائۃ انتہی اسی طرح اور اہل ترجیح وافتا اسمیں شریک ہیں کما مر من الزاہدی وغیرہ
اور یہ جو معترض نے لکھا ہے کہ مجیب نے حاشیہ شامی سے علت تطہیر کی دو چیزیں نقل کیں انقلاب حقیقت اور عموم
بلوی یہاں دونوں میں سے ایک بھی پائی نہیں جاتی ہیلئے کہ تیلی چیز گاڑھی ہو گئی فقط اس تیلی چیز کا گاڑھی ہونے یا
گاڑھی کے پتلی ہونے سے انقلاب لازم نہیں آتا انتہی اسمیں اولا یہ ہے کہ مجیب نے علت تطہیر کی دو چیزیں ہرگز
نقل نہیں کیں فقط انقلاب عین شامی سے نقل کیا ہے البتہ یہ امر شامی میں مذکور ہے کہ انقلاب عین سے حصول
تطہیر مذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالے کا ہے اور اس قول پر بسبب عموم بلوی کے فتوی دیا گیا ہو کما قال ثم اعلم ان
العلۃ عند محمد ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ للبلوی کما علم مما مر انتہی وقال فی موضع آخر علی قول
صاحب الدر المختار لا یکون نجسا رماد قذر والا لزم نجاسۃ الخبز فی سائر الامصار انتہی ای ان النقل لا یکون
نجسا وظاہرہ ان العلۃ الضرورۃ وصریح الدر وغیرہا ان العلۃ انقلاب العین کما یاتی لکن قدمنا من المجتبی ان
العلۃ نجوہ وان الفتوی علی ہذا القول للبلوی فمفادہ ان عموم البلوی علۃ اختیار القول بالطہارۃ المعللۃ بانقلاب
العین فتدبر انتہی ثانیا یہ ہے کہ مجیب نے یہ کہاں دعوی کیا ہے کہ تیلی چیز کے گاڑھی یا گاڑھی چیز کے پتلی ہونے
کو انقلاب عین لازم ہے کہ معترض یہ لکھتا ہے کہ اس سے انقلاب لازم نہیں آتا مجیب نے تو وقوع انقلاب
کا صورت مخصوصہ میں قول کیا ہو اور لزوم انقلاب میں اور وقوع انقلاب میں عاقل بصیر کے نزدیک فرق بین ہے
اور تیلی چیز گاڑھی ہونے سے وقوع انقلاب عین قطعا متحقق ہے جیسے خمر کا گاڑھا ہو کر خشک ہو گیا اور نطفہ
کا گاڑھا ہو کر مضغہ ہو گیا قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدر والمسک طاہر حلال لانہ وان کان دما فقد تغیر فیصیر
طاہر کرماد العذرۃ خانیہ والمراد بالتغیر الاستحالۃ الی الطیبۃ انتہی وقال ایضا ونظیرہ فی الشرع النطفۃ
نجسۃ وتصیر علقۃ وہی نجسۃ وتصیر مضغۃ فتطہر انتہی پس یہ کہنا کہ تیلی چیز گاڑھی ہونے سے انقلاب لازم نہیں آتا باطل محض
ہے اور وہ جو معترض نے عبارت مکتوب پنجاہ وسوم مجلد ثالث مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کی نقل کی ہے اور مجلد ثالث کو مجلد ثانی تعبیر کیا ہے حال اسکا یہ ہے کہ کلام امام ربانی
رضی اللہ تعالے عنہ بیچ باب حصول فساد لغا ہے اور عدم انقلاب عین واثر بعضے انقلاب و ممکن نہ بصفات واجب الہ
انقلاب عین نہ مفاد ہے اس کلام کا نہ مراد ورنہ نعوذ باللہ تعالے ممکن مسلک واجب ہو جاوے یہ مجمع من الالحاد والزندقۃ
چنانچہ بعد کلام منقول کے مکتوب موصوف میں بالتصریح عدم انقلاب کی صورت ذکر فرماتے ہیں بلکہ انقلاب
احدہما کلام سے ساتھ صفات وحکام آخر کے وہو ہذا فان قلت الکل تگشت فی ؛ بیا تیب ولاسائل ان

زوال العین والاثر انما یکون شهودیا لا وجودیا لاستلزام الالحاد والزندقة ورفع الاثنینیة الثابتة بین العبودیة
والربوبیة فما معنی زوال العین والاثر نفی الوجود منهنا قلت انصباغ الشیء بحیث یصیر احدهما متخلیا عن احکامه و
متصبغا باحکام الآخر لا یوجب رفع الاثنینیة عنهما حتی یکون الحادا وزندقة فان الانسان اذا لقی فی معدن الملح لا تحترق الملح ملحا
وازال اثنینیة بل حصل له من جوار الملح وسلطانه فناء عن نفسه ومن صفاته وبقاء بالملح واحکامه مع بقاء الاثنینیة
انتہی بقدر الحاجۃ اب ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مقصود اس کلام سے انقلاب عین ہے لیکن اس کلام میں جو انقلاب
عین کا ہے اسی صورۃ مذکورہ کے کہاں ہے پس ممکن ہے کہ جیسے اس محل مذکور میں انقلاب عین ہوگیا اسیطرح
بعض مواقع میں سوا اس نہج کے بھی انقلاب عین ہوجائے قولہ باقی رہا عموم بلوی سو وہ یہاں خود مفقود ہے
کیونکہ رس کا کڑھاؤ کچھ تالاؤ نہیں ہے بلکہ کنوئیں کا سا بھی حال نہیں ہے کہ عوام الناس سے اسکا احتیاط نہوسکے
انتہی اقول یہ کلام اس قائل کا اول دلیل اور واضح برہان ہے اوپر رسائی فہم اور فقہ شناسی معترض کے بھلا
ذرا غور تو کرو تالاؤ ہونے یا نہونے کو عموم بلوی اور عدم عموم میں کیا مداخلت عموم بلوی تو عند الفقہا عبارت اس
سے ہے کہ کسی امر میں ابتلاء عام ہو اور بچنا اس سے دشوار ہو پس رس کا کڑھاؤ اگر تالاب ہوتا اور بچنا سہل
ہوتا تو باوصف تالاب ہونے کے بھی عموم بلوی متحقق نہوتا اور اگر رس کا کڑھاؤ تالاب نہیں لیکن اس میں باوصف
اختلاط نجاست کے عامہ مسلمین کو ابتلاء ہے اور بچنا اس سے دشوار ہے کما سیظہر تفصیلہ تو باوجود تالاب
نہونے کے عموم بلوی موجود ہے قال فی الاشباہ والنظائر اعلم ان اسباب التخفیف فی العبادات وغیرہا سبعة
الاول السفر الثانی المرض الثالث الاکراہ الرابع النسیان الخامس الجہل السادس العسر وعموم البلوی [illegible] غور ہے
کہ فقہاء نے جو تغیرات اور انقلاب عین سے حکم طہارت نجاست کا فرمایا تو یہ موافق قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ
کے ہے اور یہ بسبب ابتلائے عام اور عسر احتراز کے اسی قول پر فتوی دیا ہے کما مر اور یہ بھی مصرح فرمایا
ہے کہ یہ حکم مخصوص ساتھ تغیر اور انقلاب عین کے نہیں ہے بلکہ جسجگہ تغیر اور انقلاب متحقق ہو اور عموم بلوی
پایا جاوے تو اس جگہ حکم طہارت کا موافق قول مذکور مفتی بہ کی کیاجاوے کما قال فی رد المحتار ثم اعلم ان العلة عند محمد
ہی التغیر وانقلاب الحقیقة وانه یفتی به للبلوی کما علم مما مر ومقتضاه عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل فیه
کل ما کان فیه تغیر وانقلاب حقیقة وکان فیه بلوی عامة فیقال کذلک فی الدبس المطبوخ الخ اور وہ جو علامہ شامی نے
اسپر استدراک کیا ہے اور کہا لکن قد یقال ان الدبس لیس فیه انقلاب حقیقة لانه عصیر جمد بالطبخ وکذا السمسم اذا درس
واختلط دهنه باجزائه ففیه تغیر وصف فقط کلبن صار جبنا وبر صار طحینا وطحین صار خبزا بخلاف نحو خمر صار خلا وحمار وقع
فی مملحة وکذا دردی الخمر صار طرطیرا وعذرة صارت رمادا وحمأة فان ذلک کله انقلاب حقیقة الی حقیقة
اخری لا مجرد انقلاب وصف کما سیأتی انتہی اسکا جواب اولا یہ ہے کہ یہ استدراک ہے مصنف تنویر کی بنسبت قول مفتی اور

کلیہ یہ امر واضح ہے کہ جس چیز میں تغیر اور انقلاب حقیقۃ ہو اور بلوائے عام پایا جاوے تو وہ چیز حکم طہارت کلیہ
قول امام محمد میں جو مفتی بہ ہے داخل ہے پس یہ کہنا کہ اس حکم پر کوئی روایت نہیں نقل کی دال ہے اوپر کمال دانائی
اور بینائی معترض کے حق یہ ہے کہ قایل اس کلام کا اس حدیث متفق علیہ کا مصداق ہے ان اللہ لا یقبض العلم
انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤساء جہالا فسئلوا فافتوا
بغیر علم فضلوا واضلوا انتہی اور یہ جو کہا کہ تبدل حقیقۃ کی یہ معنے ہیں کہ شئی اول منتفی اور بالکل نابود ہو جائے الخ
جواب اسکا یہ ہے کہ یہ زعم کاسد ہے اس قایل کا اور مخالف ہے تصریح فقہاء متقدمین کے چنانچہ مجیب مصیب نے
اور نیز پہلے بیشتر ذکر کر دی ہے قال العلامۃ ابن الہمام تنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل یعنی جو کوئی
جز مفہوم شئے کا منتفی ہو جائیگا تو وہاں حقیقۃ منتفی ہو جائیگی پس اگر کل بدلجائے تو بالاولی حقیقۃ بدل جائیگی اب غور کرو
کہ رس کے مفہوم میں رقت اور سیلان معتبر ہے اسکو ہر عاقل منصف جانتا ہے کہ شکر اور راب اور گڑ کو کبھی رس
نہیں کہیں گے اور وہ رقت اور سیلان راب وغیرہ میں منتفی ہے پس تبدل حقیقۃ ہو گیا پھر یہ کہنا کہ رس منتفی اور نابود
نہیں ہوا سمجھنے سے قایل اصلا نہیں آوا افسوس ہے ہزار افسوس ہے کہ یہ قایل باوجود تصریح ابن الہمام کے یہ نہ سمجھا کہ دھوکہ
بنجانے راب اور گڑ وغیرہ کے باعتبار انتفاء بعض اجزاء مفہوم رس کے جو وہ رقت اور سیلان ہے انقلاب حقیقۃ کلیہ
اور نہ یہ سمجھا کہ مقصود علامہ شامی کا نقل کرنے کلام کسی قایل سے جو قد یقال کر کے نقل کیا ہے انہاما قول مفتی بہ کا نہیں
ہے بلکہ بیان ہے استبعاد کا ورنہ اکثر روایات فقہ میں استبعادات وارد ہوتے ہیں اور ان سے قول مفتی بہ رفع
نہیں ہوتا کما لا یخفی علی الماہر اور یہ کہنا کہ مسئلہ طہارت صابون کا سلف سے مروی نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو امام محمد
[illegible] کے قول پر قیاس کیا ہے جواب اسکا بیشتر ہو چکا کہ نہ یہ قیاس ہے بلکہ تفریع ہے کلیہ پر اور نہ متاخرین نے فقط تفریع کی
بلکہ متقدمین کا بھی یہی مختار اور مفتی بہ ہے گو بعض کا اسمیں اختلاف بھی ہے لیکن فتوی انکے قول پر نہیں ہے کما سلف منا سابقا اور وجہ
معترض نے جو کہا کہ طہارت صابن پھر یہ شبہ ہے کہ شرح منیہ میں مطلقا ہے [illegible] اور بعض متاخرین نے امام محمد کی تصحیح
لا یطہر بصریح ہے تو ہے پس [illegible]
صحیح نہیں ہو سکتا یہ ہے کہ یہ کلام امام محمد کا علی التسلیم محمول ہے صورت تغیر انقلاب حقیقۃ پر جیسے پانی ڈالکر جوش دیکر تیل پاک کرتے
ہیں کما قال فی رد المحتار والدہن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدہن الماء فیرفع بشئ ہکذا ثلث مرات وہذا عند ابی یوسف رحمہ
خلافا لمحمد وہو اوسع وعلیہ الفتوی انتہی پس احتمال تمانع کلام امام محمد میں نہ باقی رہا اور یہ جو کہا کہ قیاس راب کا صابون
پر درست نہیں الخ اسکا جواب مفصلا گذر چکا کہ یہ قیاس راب کا صابون پر نہیں ہے بلکہ بیان اور تفریع ہے کلیہ کہ مفتی بہ ہے کہ
پس جس طرح صابون ایک جزئی ہے اس کلیہ کا اسی طرح راب اور گڑ مذکور ایک جزئی ہے فلا قیاس ہہنا ولا تفرد فیہما
فی محلہ نصاراً للہ الموفق ۔ المجیب محمد ارشاد حسین احمدی الجواب صحیح محمد گوہر علی الجواب صحیح محمد عبد القادر

ھذا اخر الجزء الاول من فتاوی الارشادیہ

اخری لا یحوی بالعلاء [illegible]

فقیہ عصر بحر العلوم

مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فتوؤں کا مجموعہ

فتاوی ارشادیہ

حصہ اوّل دوم

اور آپ کی علمی و تحقیقی کتاب

انتصار الحق

اس کتاب کا ہر سنی حنفی عالم کے پاس ہونا ضروری ہے

دو سو تہتر علوم پر مکمل دسترس رکھنے والے

عالم علم لدنی حضرت شیخ عبدالعزیز پرھاروی

صاحب نبراس کی تفسیر قرآن مجید

لوح محفوظ